Teacher's Copy

ان الامور للّٰہ فی العمر واللّٰہ عجائب فی

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام مبارک فرجام کتاب لاجواب الموسوم بہ

کشف الحاجۃ

معروف بہ

[illegible] ۱۳۳۹ھ

۱۹۲۱ء

حسب فرمائش حسن ادب مکرم جناب شیخ ریاض الدین صاحب تاجر کتب باہتمام حافظ فیاض الدین

مطبع العلائی واقع آگرہ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد اور صلوٰۃ کے فقیر عصیان آگین محمد نور الدین ولد محمد اشرف غفر اللہ و لوالدیہ متوطن اسلام آباد عرف چاٹگام کا حضرات اہل دین کی خدمتوں میں عرض کرتا ہے۔

کہ یہ عاصی پُر معاصی علوم تحصیل کرنیکے قصد سے اول عمر میں حسب تقدیر ملک ہندوستان میں گیا تھا پھر ایک مدت طویل کے بعد طرف وطن مالوف آبائی کے رجوع کرتے وقت ۱۲۱۲ ہجری قدسی میں جب دار الامارۃ کلکتہ کے اندر پہنچا تب بعض احباب وطنی نے فرمائش کی کہ رسالہ معتبرہ مالا بدمنہ تصنیف عالم حقانی مقبول حضرت سبحانی جامع علوم معقول و منقول قدوۃ العلما زبدۃ الفقہا مفسر کلام اللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ کا اُردو زبان میں ترجمہ کرے تا عوام کو نفع عام پہنچے۔ بس اس عاجز گنہگار نے نسخہ معتبرہ کا ترجمہ کرنا وسیلۂ نجات سمجھ کر ارشاد احباب مخلص کا بجا لاکر جو مقام دقت طلب تھا اُسکو خوب سا واضح کر دیا اور فوائد لابدی بھی جابجا الحاق کئے کیونکہ غرض ترجمہ کرنے سے سمجھنا عوام کا ہے نہ خواص کا اور نام اس ترجمہ کا کشف الحاجۃ رکھا اب معلوم کرنا چاہیے کہ رسالۂ مذکورہ نو کتاب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے اول کتاب الایمان اسمیں ایک فصل ہے نماز کے اہتمام کے بیان میں دوم کتاب الطہارۃ اسمیں دس فصلیں ہیں فصل پہلی وضو کے بیان میں فصل دوسری وضو توڑنیوالی چیزوں کے بیان میں فصل تیسری غسل کے بیان میں فصل چوتھی غسل واجب کرنیوالی چیزوں کے بیان میں فصل پانچویں نجاست کے بیان میں فصل چھٹی نجاست حکمی ... میں فصل ساتویں نجاست حقیقی سے طہارت کرنیکے بیان میں فصل آٹھویں ... کے بیان میں فصل نویں کنوؤں کے بیان میں فصل دسویں تیمم کے بیان ... صلوٰۃ اسمیں پندرہ فصلیں ہیں فصل پہلی نماز کے وقتوں کے بیان میں فصل دوسری

نماز کی شرطوں کے بیان میں فصل تیسری نماز کے ارکان کے بیان میں فصل چوتھی نماز کے
واجبات کے بیان میں فصل پانچویں سجدہ سہو اور جماعت اور امامت کے بیانمیں فصل چھٹی
سنت کے طریق پر نماز پڑھنے کے بیان میں فصل آٹھویں دقیقہ نماز کی قضا پڑھنے کے بیانمیں فصل
نویں نماز کے مفسدات اور مکروہات کے بیان میں فصل دسویں بیمار کی نماز پڑھنے کے بیانمیں فصل
گیارھویں مسافر کی نماز کے بیان میں فصل بارھویں جمعہ کی نماز کے بیان میں فصل تیرھویں
اور واجب نمازوں کے بیان میں فصل چودھویں نفلوں کے بیان میں فصل پندرھویں سجدہ تلاوت
کے بیان میں چہارم کتاب الجنائز اسمیں تین فصلیں ہیں فصل پہلی شہید کے بیان میں
فصل دوسری ماتم کے بیان میں فصل تیسری زیارت قبور کے بیان میں پنجم کتاب الزکواۃ
اس میں تین فصلیں ہیں فصل پہلی زکواۃ کے مصرف کے بیان میں فصل دوسری صدقہ فطر کے بیانمیں
فصل تیسری صدقہ نفل کے بیان میں ششم کتاب الصوم اسمیں تین فصلیں ہیں فصل پہلی
قضا اور کفارہ واجب کرنیوالی چیزوں کے بیان میں فصل دوسری نفل روزوں کے بیان میں
فصل تیسری اعتکاف کے بیان میں ہفتم کتاب الحج۔ ہشتم کتاب التقویٰ اسمیں پانچ
فصلیں ہیں فصل پہلی کھانے کی چیزوں کے بیان میں فصل دوسری لباس وغیرہ کے بیانمیں
فصل تیسری وطی وغیرہ کے بیان میں فصل چوتھی کسب اور تجارت کے بیان میں فصل پانچویں
متفرقات اور آداب معاشرت اور حقوق الناس کے بیان میں نہم کتاب الاحسان التقریب خاتمہ
کلمات کفر اور بدعت کے بیان میں واللہ ولی التوفیق بہذا المرام۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

کتاب الایمان کتاب ایمان کے بیان میں۔ حمد اور تعریف خاص اُس خدا کیلئے ہے کہ آپ اپنی پاک ذات کے ساتھ موجود ہے اور تمام شئے اسکے پیدا کرنیکے سبب سے موجود اور وجود اور بقامیں اُسکی محتاج ہیں اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں اور وہ اکیلا ہے ذات اور صفات میں اور کاروبار میں اور کسی شخص کو اُسکے ساتھ کسی کام میں ساجھا نہیں اور نہ وجود اُسکا مانند وجود اشیا کے اور نہ حیات اُسکی مانند حیات اشیا کے اور نہ علم اُسکا مانند علم مخلوق کے اور نہ سننا اور نہ دیکھنا اور ارادہ اور

قدرت اور کلام اسکا مانند سننے اور دیکھنے اور قدرت اور ارادت اور کلام مخلوقات کے ہے
ہاں حق تعالیٰ کی اُن صفات کے ساتھ مخلوقات کی اُن صفات کو شرکت اسمی ہے
نہ حقیقی اور شرکت اسمی کے یہ معنی ہیں جسطرح حق تعالیٰ کو عالم کہتے ہیں اسیطرح مثلاً زید کو بھی عالم
کہتے ہیں لاکن اس عالم حقیقی کے علم کے کمال کے ساتھ کیا نسبت ہے اس مشت خاک
کے علم کو وقس علیہ صفات البواقی اور تمام صفتیں اور سب کاروبار حق تعالیٰ کے بے مانند اور
بے مثل ہیں یعنی جو اُسکی ذات میں ہیں دوسرے کی ذات میں نہیں مثلاً اسکی صفاتوں میں
سے ایک صفت علم دیکھو کہ یہ صفت خاص اسکی ذات کے لئے قدیم ہے اور آگاہی
بسیط یعنی وہ آگاہی شامل ہے سب کو کہ سارے معلومات ازلی اور ابدی کو اُنکے مناسب
احوال اور مخالف احوال کے سمیت ایک شامل ایک آن میں جان لیا اور خاص خاص وقتوں میں
جو احوال ہر ایک کے گذرتے جاتے ہیں وہ بھی ایک آن میں معلوم کر لیا کہ زید مثلاً فلانے
وقت میں زندہ ہے اور فلانے وقت میں مُردہ اور اسیطرح عمر اور خالد اور بکر وغیرہم کو بھی جانا
اور جس طرح سے اُسکے علم کی صفت شامل ہے سب کو اسیطرح اسکا کلام بھی شامل ہے
سارے کلام کو کہ تمام کتابیں اُتاری ہوئی تفصیل اُس کلام کی ہیں اور پیدا کرنا اور وجود میں لانا یہ
صفت بھی خاص اُس باری تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے اور کسی ممکن کو طاقت نہیں کہ ایک ممکن
دوسرے ممکن کو پیدا کر سکے پس سارے ممکن خواہ جوہر ہوں خواہ عرض خواہ بندہ کے کاروبار
اختیاری سب کے سب مخلوق اس خالق کے ہیں بندہ خالق نہیں نہ اپنے کام کا نہ کسی اور چیز
کا لاکن اُس خالق نے ظاہری اسباب اور وسیلہ کو پردہ کر رکھا اپنے کام کا یعنی ظاہر
میں کہتے ہیں کہ مثلاً زید نے یہ کام کیا اور حقیقت میں کرنیوالا اسکا حق تعالیٰ ہے نہ زید یہ زید کو
وہ ڈالا بلکہ ظاہری اسباب کو دلیل کر دیا اپنے کام کے ثابت کرنے پر چنانچہ پتھر کے
سارے عقلمند ہلانیوالے کیطرف توجہ دوڑاتے ہیں اور جانتے ہیں کہ پتھر کی ذات
کا اس حرکت کی نہیں بیشک اُسکے لئے حرکت دینے والا کوئی اور ہے اور اسیطرح

وہ عقلا کہ جنکی آنکھیں شریعت کے سرمے سے روشن ہوئی ہیں وہ جانتے ہیں کہ بندے کے افعال اختیاریہ کا خالق حق تعالیٰ ہے بندہ نہیں اسلئے کہ بندہ ممکن ہے اور ایک ممکن اپنے مانند دوسرا ممکن پیدا نہیں کرسکتا ہے خواہ وہ دوسرا ممکن کوئی فعل ہو افعال میں سے خواہ عرض ہو اعراض میں سے ہاں بندہ کے اختیاری کاموں کے درمیان اور پتھر کی حرکت کے درمیان اسقدر فرق ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے بندے کو صورت قدرت اور صورت ارادے کی بخشی ہے نہ عین قدرت اور عین ارادہ پس جب بندہ ارادہ اور قصد کسی کام کا کرتا ہے تو حق تعالیٰ اُس کام کو پیدا کردیتا ہے اور ظاہر میں لاتا ہے اسلئے کہ عادت حق تعالیٰ کی یوں جاری ہے کہ جسوقت بندہ کام کا ارادہ کرے آپ اُسکو پیدا کردیوے پس بسبب اس صورت ارادہ اور قدرت کے بندے کو کاسب کہتے ہیں اور تعریف اور بُرائی اور ثواب اور عذاب یہ سب اُسپر ثابت ہوتے ہیں اور پتھر کو حق تعالیٰ نے اسقدر صورت ارادہ اور صورت قدرت کی نہیں دی اسلئے اُسکو کاسب نہیں کہتے ہیں اور نہ وہ مستحق ثواب و عذاب کا ہوتا ہے بلکہ وہ مجبور محض ہے پس پتھر اور بندگان کی حرکت کے فرق پر ایمان لانا واجب ہے اور انکار کرنا اُس فرق کا کفر ہے اور خلاف شرع اور خلاف ظاہر عقل کے اور خدا کے سوا کسی کو خالق اشیا کا جاننا ہی کفر ہے اسیواسطے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری اُمت کے اندر فرقۂ قدریہ مجوس ہیں **ف** فرقۂ قدریہ ایک فرقہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی اُمت میں سے ہے وہ کہتے ہیں کہ بندے اپنے فعل کے قادر مطلق ہیں یعنی خالق اپنے افعال کے اور حق تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا ہے اور نہ کوئی چیز اُسکے وجود میں حلول کرتی ہے **ف** حلول کہتے ہیں ایک چیز کے ہر جز میں دوسری چیز کے ہر ہر جز کا داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ نے گھیر لیا ہے ساری اشیا کو احاطۂ ذاتی کے ساتھ یعنی جو احاطہ مناسب اُسکی ذات کو ہے لاکن گھیرنا اسطرح پر نہیں ہے کہ ہماری ناقص سمجھ کے لایق ہووے اور اللہ تعالیٰ قرب اور معیت اشیا کے ساتھ رکھتا ہے اور اُسکا قرب بھی اسطور پر نہیں کہ ہم لوگ سمجھیں کس واسطے کہ جو چیز ہمارے دریافت کے

لایق ہے وہ چیز حق تعالیٰ کی پاک جناب کے شایان نہیں ہے اور جو چیز کشف اور شہود سے
صاحبان کشف معلوم کرتے ہیں حق تعالیٰ کی ذات اُس سے بھی پاک ہے پس ایمان غیب پر لانا
چاہیے اور جو چیز صاحبان کشف کو کشف سے ظاہر اور واضح ہوتی ہے وہ شبہ اور مثال ہے نہ
ذات پس اُسکو نیچے کلمہ لَا اِلٰہَ کے چاہیے داخل کرنا اور دین کے بزرگوں نے اسطرح پر فرمایا کہ
ایمان لاتے ہیں ہم کہ حق تعالیٰ گھیرنے والا ساری اشیاء کا ہے اور قریب سب کے لاکن معنی احاطہ
اور قرب اور معیت کے ہم نہیں جانتے ہیں کہ کیا ہے **ف** تفصیل اس اجمال کی یوں ہے
کہ جو چیز کشف اور شہود سے صاحبان کشف معلوم کرتے ہیں اور اُس شے معلوم کو ذات باری کی
سمجھتے ہیں فی الحقیقت وہ ذات اُسکی نہیں اُسکی اس شے معلوم سے منزہ ہے بلکہ ذات پاک
حق تعالیٰ کے نوروں کے پردے کے پرے ہے رسائی وہاں تک نہیں اور جو چیز کشف
سے ظاہر ہوتی ہے وہ محض شبہ ہے نہ ذات پس اس شبہ کو نیچے کلمہ لَا اِلٰہَ کے چاہیے داخل
کرنا ہرگز اس شبہ کو ذات نہ چاہیے سمجھنا کیونکہ دین کے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ذات باری
نے بیشک سب کو گھیرا ہے اور سب کے ساتھ قریب ہے لاکن قرب اور احاطہ کو ہم نہیں جانتے
ہیں کہ کیا ہے یعنی اُسکی حقیقت ہم کسیطرح دریافت نہیں کر سکتے ہیں کشف سے اور نہ عقل سے
اور جسطرح معنی قرب اور احاطہ کے معلوم نہیں اسیطرح معانی ان الفاظوں کے بھی معلوم نہیں
کہ حدیثوں اور آیتوں میں وہ الفاظ وارد ہیں یعنی سیدھا ہونا اسکا عرش پر اور سمانا اسکا موٹر
...بھیجنا اسکا آخر شب میں دنیا کے آسمان پر اور اسیطرح لفظ ید اور وجہ کہ آیات
...ق ہیں ان کے معنی ہی نہیں معلوم لاکن ایمان اُن سب پر چاہیے لا...
...نوں پر عمل نہ چاہیے کرنا اور اُن الفاظ کی تاویل میں نہ چاہیے آنا بلکہ ان...
...ہے کرنا ایسا نہو کہ ناحق کو حق جانے تو کیونکہ خدا کی صفتوں اور کار باروں میں
...ی حیرانی اور نادانی کے سوا اور کچھ نصیب نہیں پس بسبب نہ سمجھنے کے انکار
...ے اور تاویل کرنی اسکی جہل مرکب **ف** یعنی انکار کر بیٹھنا اسطرح پر کہ خدا کے لئے

نہ ید ہے اور نہ وجہ استوا اور احاطہ سے اخاطہ ملکر مراد ید سے قدرت ہے اور مراد وجہ سے ذات اور مراد استوا سے استیلا اور مراد احاطہ سے احاطۂ علمی نہ احاطۂ ذاتی پس اسطرح کا انکار کرنا کفر ہے اور اسطرح پر تاویل کر کے مراد اپنی طرف سے مقرر کر لینا بڑی نادانی ہے **بیت** دور بینان بارگاہ الست ٭ غیر ازیں پے نبردہ اند کہ ہست۔ اور ایک قسم دوسری قرب اور معیت حق تعالیٰ کی ہے کہ پہلی قسم کے ساتھ شراکت اسی کے سوا اور کچھ ساجھا نہیں اور یہ دوسری قسم خاص بندوں کو نصیب ہے یعنی فرشتے اور انبیا اور اولیا کو اور عوام مومن بھی اس قسم قرب سے بے نصیب نہیں اور یہ قرب مرتبۂ بے نہایت رکھتا ہے اُسکے ٹھہرنیکی کوئی حد مقرر نہیں چنانچہ حضرت مولوی روم فرماتے ہیں **بیت** اے برادر بے نہایت درگہیست ٭ ہرچہ بروے میرسی بروے مایست۔ خواہ بھلائی خواہ برائی جو ظاہر ہیں آوے خواہ کفر خواہ ایمان خواہ تابعداری خواہ نافرمانی جو بندے سے ظاہر ہوئے سب حق تعالیٰ کے ارادہ کے ساتھ ہے پر حق تعالیٰ کفر اور نادانی سے راضی نہیں بلکہ اُن پر عذاب مقرر رکہا اور تابعداری اور ایمان لانے پر ثواب دینے کا وعدہ فرمایا کوئی یہ نہ سمجھے کہ خدا کا ارادہ اور رضامندی ایک چیز ہے بلکہ ارادہ اور چیز ہے اور رضامندی اور چیز ہے۔

نعت رسول علیہ السلام

اور ہزاروں ہزار درود بیشمار تصدق اوپر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ اگر وے لوگ بھیجے نہ جاتے تو کوئی شخص راہ ہدایت کی نہ دیکھتا اور دین کے علموں میں نہ پہنچتا سارے انبیا برحق ہیں اوّل اُن کے آدم علیہ السلام ہیں اور آخر اُن کے اور بہتر اُن سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور معراج پیغمبر علیہ السلام کی اور اُن کا تشریف لیجانا رات کو مکہ شریف سے بیت المقدس کی مسجد میں اور وہاں سے ساتوں آسمان پر اور سدرۃ المنتہیٰ میں جانا برحق ہے اور کتابیں آسمانی جو نبیوں پر اُتری ہیں توریت حضرت موسیٰ پر اور انجیل حضرت عیسیٰ پر اور زبور حضرت داؤد پر اور قرآن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور صحائف حضرت ابراہیم اور اُن کے عزیزوں پر علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام حق ہیں سارے انبیا اور خلق

کتابوں پر ایمان چاہیے لانا لاکن ایمان لانے میں نبیوں اور کتابوں کی گنتی کا لحاظ نہ چاہیے رکھنا کس واسطے کہ گنتی انبیا اور کتابوں کی دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہوئی اور تمام انبیا صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہیں اور جو امور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل قطعی کے ساتھ ثابت ہوئے اُن پر ایمان چاہیے لانا اور چاہیے ایمان لانا اس بات پر کہ بیشک فرشتے بندے خدا کے ہیں اور پاک ہیں گناہوں سے اور نہ مرد ہیں اور نہ عورت اور نہ محتاج طرف کھانے اور پینے کے نگاہ رکھنے والے وحی کے ہیں اور اُٹھانیوالے عرش کے اور جس کام پر حکم کئے گئے اُسی پر قایم ہیں اور انبیا اور فرشتے باوجود اسکے کہ ساری مخلوق سے بہتر ہیں اور مقرب درگاہ الٰہی کے لاکن وہ سب خود اپنی ذات سے کچھ علم اور قدرت نہیں رکھتے ہیں بلکہ اس مقدمہ میں جیسے اور مخلوق ہیں ویسے وہ ہیں ہاں مگر جسقدر علم اور قدرت خدا نے اُنہیں دی ہے اسقدر جانتے ہیں اور اسقدر کا اختیار رکھتے ہیں اور وہ لوگ خدا کی ذات اور صفات پر ایمان رکھتے ہیں مانند سارے مسلمانوں کے اور خدا کی کنہ معلوم کرنیکے باب میں عاجزی اور قصور کے قائل ہیں اور بندگی کے حقوق بجالانے میں بقدر طاقت کے کوشش کرتے ہیں اور خدا نے اس بندگی پر جو اُن کو توفیق دی اُسکے شکر گزار ہیں خدا کے خاص بندوں کو خدا کی صفتوں میں شریک ٹھیرانا یا اُسکو اُسکی بندگی میں شریک جاننا کفر ہے جسطرح اور کفار نبیوں کے انکار سے کافر ہوئے اسیطرح نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہکر کافر ہوئے اور عرب کے مشرکوں نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا اور علم غیب کا جنہوں نے ان پر تسلیم کیا وہ بھی کافر ہوئے اور فرشتوں کو خدا کی صفتوں میں شریک نہ چاہیے کرنا اور غیر انبیا کو یعنی مثل علی وغیرہ کو انبیا کی صفات میں شریک نہ چاہیے کرنا اور عصمت انبیا اور فرشتوں کے سوا اور کسی کیلیے ثابت نہ چاہیے کرنا خواہ وہ صحابہ ہووین خواہ اہلبیت خواہ اولیا اور تابعداری نبیوں کے قول اور فعل کی چاہیے کرنا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کی خبر دی اُسپر ایمان چاہیے لانا اور جو فرمایا اُسپر عمل چاہیے کرنا اور جس چیز سے منع کیا ہے اُس سے باز چاہیے رہنا اور جس شخص کی بات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل سے سر کے بال برابر خلاف ہو اُسکو ترک چاہیے کرنا

اور پیغمبر خدا نے خبر دی کہ منکر اور نکیر کا سوال کرنا قبر میں حق ہے اور عذاب قبر حق ہے خاصکر کافروں کو اور بعض مسلمانوں گنہگاروں کو بھی ہوتا ہے اور بعد موت کے قیامت کے دن اٹھنا حق ہے اور صور کا پھونکنا مارنے اور جلانے کیلئے حق ہے اور اول صور میں پھٹ جانا آسمانوں کا اور گر پڑنا ستاروں کا اور اڑنا پہاڑوں کا اور فنا ہونا زمین کا اور دوسرے صور میں نکل آنا مردوں کا قبروں سے اور پھر پیدا ہونا عالم کا بعد فنا کے حق ہے اور حساب دن قیامت کا اور گواہی دینی اعضا کی اور تولنا عملوں کا ترازو میں اور رکھنا پلصراط کا دوزخ کی پیٹھ پر تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے باریک زیادہ ہے حق ہے اور اس پلصراط پر بعض مانند بجلی اور بعض مانند گھوڑے تیز رو کے اور بعض آہستہ چلے جائینگے اور بعض کٹ کر دوزخ میں گرینگے اور شفاعت انبیا اور اولیا اور نیک آدمیوں کی حق ہے اور حوض کوثر حق ہے پانی اسکا سفید زیادہ دودھ سے اور میٹھا زیادہ شہد سے ہے اور اسکے پاس کوزے ہونگے مانند ستاروں کے جو شخص اسے ایکبار پیویگا اسکے بعد پیاسا نہو گا اور حق تعالیٰ مختار ہے اگر چاہے گناہ کبیرہ کو بغیر توبہ کے بخشدیوے اور اگر چاہے صغیرہ پر عذاب کرے اور جو شخص صدق دل سے توبہ کرتا ہے گناہ اسکا حق تعالےٰ موافق وعدے کے بیشک بخشدیتا ہے اور کفار ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہینگے۔ اور گنہگار مسلمان اگر دوزخ میں پڑیں گے تو آخر کار خواہ جلدی خواہ دیر سے بیشک نکلیں گے اور بہشت میں داخل ہوئینگے اور بعد اسکے ہمیشہ بہشت میں رہینگے اور مسلمان گناہ کبیرہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا ہے اور نہ ایمان سے باہر ہوتا ہے اور جو اقسام عذاب کے ہیں یعنی سانپ اور بچھو اور زنجیریں اور طوق اور آگ اور گرم پانی اور کانٹے اور پیپ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عذابوں کا ذکر فرمایا اور قرآن ان پر ناطق ہے سب حق ہے اور جو اقسام بہشت کی نعمتوں کے ہیں یعنی کھانا پینا اور حور اور مکانات مصفا اور غیر اُنکے یہ بھی حق ہیں اور بہشت کی نعمتوں میں سے سب سے عمدہ نعمت خدا کا دیدار ہے کہ سارے مسلمان حق تعالیٰ کو بہشت میں بغیر حجاب کے دیکھینگے لاکن نہ کوئی کیفیت اور نہ کوئی مثال ہوگی ف تحقیق اسکی یوں ہے کہ دنیا میں جب ہم کوئی چیز

دیکھتے ہیں تو اُسکے ساتھ دوسری چیز بھی دکھائی دیتی ہے اس سبب سے مقابلہ اور طرف اور دوسرے خصوصیات، عقل کی نظر میں یہ سارے لحاظ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیکھنے میں سب چیزیں محو ہو جائینگی اور حق تعالیٰ کے ساتھ دوسری کوئی چیز اصلاً دکھائی دیگی اس سبب سے لحاظ جہت اور مقابلہ اور دوسرے خصوصیات کا عقل کی نظر سے ساقط ہوگا یہ خلاصہ ہے تفسیر عزیزیہ کا

بیان ایمان عبارت ہے تصدیق کرنا دل سے رغبت کے ساتھ اور اقرار زبان کے ساتھ لیکن اقرار زبانی ضرورت کے وقت ساقط ہوتا ہے **ف** تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ دلمیں سچے اعتقاد سے رسُول اور احکام شرع کو حق جاننا اور اُن احکام پر رغبت کرنا اور زبان سے بھی اقرار کرنا اسکا نام ایمان ہے اور جو لفظاً اقرار زبانی ہو اور تصدیق قلبی نہو تو اُسکو ایمان نہیں کہتے ہیں اور جو دلمیں یقین ہو اور زبانی اقرار موقوف ہو ضرورت کیلئے تو اُسکو ایمان کہتے ہیں مثلاً کسی شخص کو کافر زور سے کلمہ کفر کا کہلاوے اور وہ نہ کہے تو یقیناً مارا جائے تو اس صورت ناچاری میں اگر اقرار زبانی موقوف ہو جاوے تو بھی ایمان باقی رہیگا اور صحابہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب عادل تھے کوئی فاسق نہ تھا اگر کسی سے بھی کوئی گناہ ظاہر ہوا پس وہ تائب ہوا اور بخشا گیا اور بہت آیتیں قرآن اور بہت حدیثیں صحابیوں کی تعریف سے پر ہیں اور قرآن میں یہ بھی ہے کہ وہ سب آپسمیں پیار اور ملاپ رکھتے تھے اور کافروں کے مقابلہ اور اُنکی سزا دینے پر بڑے سخت تھے جو شخص عقیدہ رکھتا ہے کہ صحابہ آپس میں بغض اور دشمنی رکھتے تھے وہ شخص قرآن کا منکر ہے اور جو شخص اُن کے ساتھ بغض اور خفگی رکھتا ہے قرآن میں اُسکو کافر کہا آیا ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تاکہ غصّے میں ڈالے بسبب اُنکے کافروں کو صحابہ یاد رکھنے والے قرآن کے اور روایت کرنیوالے فرقان کے تھے پس جو شخص منکر صحابہ کا ہوگا اُسکا ایمان نہیں ہے **ف** یہ ایمان نہ رکھنا اس لیے ہے کہ قرآن کو سوا جو چیزیں ایمان کی ہیں یہ ساری ہم سب لوگوں کو صحابیوں کے وسیلے سے پہنچیں پس اگر اسنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو معاذ اللہ فاسق یا کافر کہا تو روایات اُنکے اسکے نزدیک ہرگز قابل سند نہونگے جب روایات اُنکے قابل سند کے نہوئیں تو قرآن کا اُترنا رسُول علیہ السلام پر اور اسکا برحق ہونا

کس طرح پر ثابت ہوگا اور اجماع صحابہ اور آیتوں سے ثابت ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سارے
اصحاب سے افضل ہیں بعد اُنکے عمر رضی اللہ عنہ اور سارے صحابہ نے ابوبکرؓ کو افضل جانکر اُنکی خلافت
پر بیعت کی اور ابوبکر کے بعد عمرؓ کی فضیلت پر اجماع ہوا اور عمرؓ کے بعد تین دن صحابہ نے آپس
میں مشورہ کیا پھر عثمانؓ کو افضل جانکر اُنکی خلافت پر اجماع کیا اور بیعت کی اور عثمانؓ کے پیچھے تمام
صحابہ مہاجرین اور انصار کے جو مدینے میں تھے سب نے علی مرتضی کرم اللہ وجہ کے ساتھ بیعت کی
جس نے علی کرم اللہ وجہ کے ساتھ قصہ کیا وہ خطا پر تھا لاکن بدگمان کسی صحابہ پر نہ چاہیے کرنی اور اُنکی آپس
کی لڑائی اور قصہ کو نیک محل پر قیاس چاہیے کرنا اور ہر ایک صحابہ کے ساتھ اعتقاد اور محبت چاہیے رکھنی
یہی عقیدہ اہل حق کا ہے یعنی اہل سنت اور جماعت کا۔ **فصل در اہتمام نماز** یعنی نماز کی کوشش
کرنیکے بیان میں **اول** عقیدہ درست کرنا چاہیے اور عقیدہ درست کرنیکے بعد بدنی عبادتوں میں سب
سے عمدہ عبادت نماز ہے صحیح مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ
پیوند درمیان بندہ مومن اور درمیان کفر کے ترک نماز ہے یعنی ترک نماز کفر میں پہنچاتا ہے
اور احمدؒ اور ترمذی اور نسائی نے روایت کی بریدہؓ سے اور بریدہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ عہد درمیان ہمارے اور درمیان آدمی کے نماز ہے جو شخص نماز ترک کریگا کافر ہوگا اور ابن
ماجہؒ نے ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابی الدرداء نے کہا کہ وصیت کی مجھکو میرے
دوست پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شرک خدا کے ساتھ نہ کر تو اگرچہ مارا جاوے یا جلایا جاوے
اور نافرمانی ماں باپ کی مت کر تو اگرچہ حکم کریں کہ الگ ہو جا اپنی عورت اور اولاد اور مال سے اور
نماز فرض قصداً ترک مت کر کہ جو شخص نماز فرض قصداً ترک کرتا ہے ذمہ خدا کا اُس سے
چھوٹ جاتا ہے **ف** یعنی کسی حال پر حق تعالیٰ اُن کی حمایت نہیں کرتا ہے اور احمدؒ اور
دارمی اور بیہقی نے روایت کی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اور عمرو نے آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
کہ جو شخص نماز پر محافظت کریگا اُسکو نور اور حجت اور خلاصی ہوگی دن قیامت کے اور جو شخص
محافظت نہ کریگا نہ اُسکو نور نہ دلیل نہ خلاصی ہوگی اور ہوویگا وہ شخص فرعون اور ہامان اور قارون

قصیدہ

اور ابی بن خلف کے ساتھ اور ترمذی سے نے عبداللہ بن شقیق سے روایت کی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی چیز کو نہیں جانتے تھے کہ اُسکا چھوڑنا سبب کفر کا ہووے مگر نماز کو یعنی نماز چھوڑنے سے جانتے تھے کہ ترک کرنیوالا اُس کا کافر ہوا بسبب ان حدیثوں کے امام حنبلؒ قصداً ایک نماز کے ترک کرنیوالے کو کافر جانتے ہیں اور امام شافعیؒ اسکو حکم قتل کا کرتے ہیں نہ حکم کفر کا اور نزدیک امام اعظمؒ کے اُس شخص کو ہمیشہ قید رکھنا واجب ہے جبتک توبہ نہ کرے واللہ اعلم - پس جاننا چاہئے کہ نماز کے لئے شرائط اور ارکان ہیں -

چنانچہ عنقریب ذکر کئے جائینگے اور نماز کے شرائط میں سے ہے پاک کرنا بدن کا نجاست حقیقی اور حکمی سے اور پاک کرنا مکان اور کپڑے کا پس چاہئے کہ پہلے مسائل طہارت کے سیکھیں -

کتاب الطہارۃ

اسمیں دس فصلیں ہیں **فصل پہلی** وضو کے بیان میں جان تو کہ وضو میں چار چیزیں فرض ہیں پہلے دھونا منہ کا ماتھے کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں تک دوسرے دھونا دونوں ہاتھ کا دونوں کہنی سمیت تیسرے مسح کرنا چوتھائی حصہ سر کا چوتھے دھونا دونوں پاؤں کا ٹخنوں سمیت اگر ڈاڑہی گھنی ہووے تو پہنچانا پانی کا ڈاڑہی کے بالوں کے نیچے ضرور نہیں اگر ان چار اعضا سے ناخن کے برابر بھی سوکھا رہجاوے تو وضو درست نہوگا اور نزدیک امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمد رحمہم اللہ کے نیت اور ترتیب بھی وضو میں فرض ہے اور نزدیک امام مالکؒ کے ایک عضو سوکھنے کے قبل دوسرے کا دھونا بھی فرض ہے اور نزدیک احمد رحمۃ اللہ کے بسم اللہ کہنی اور پانی منہ اور ناک میں ڈالنا بھی فرض ہے اور احمدؒ اور مالک رحمہم اللہ کے نزدیک تمام سر کا مسح کرنا بھی فرض ہے پس احتیاط وہ ہے کہ یہ سب افعال ادا کئے جاویں اور یہ سب افعال نزدیک امام اعظمؒ کے سنت ہیں -

مسئلہ سنت وضو میں وہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ پہونچوں تک تین بار دھووے اور بسم اللہ الرحیم کہے اور تین بار پانی تمام منہ میں ڈالے اور مسواک کرے اور تین بار پانی ناک میں ڈالکر جھاڑے اور تین بار تمام منہ دھووے اور تین تین بار دونوں ہاتھ کہنیوں

سمیت دھووے اور مسح تمام سر کا ایک مرتبہ کرے اور دونوں کانوں کو بھی سر کے ساتھ مسح کرے اسکے لیے نیا پانی لینا شرط نہیں اور اگر پاؤں میں موزہ ہووے اور پورے وضو کے بعد موزہ پہنا گیا ہے تو مقیم کو چاہیے کہ اگر حدث کے وقت سے ایک رات اور ایک دن تک موزہ پاؤں سے نہ نکالے اس موزہ پر مسح کرتا رہے اور مسافر کو چاہیے کہ حدث کے وقت سے تین رات اور تین دن تک موزہ پاؤں سے نہ نکالے اور مسح موزہ پر کرتا رہے ف حدث کے وقت سے مسح کی مدت معتبر کرنے کی مثال یہ ہے کہ ایک مقیم نے مثلاً فجر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا اور اُس کا وضو اس دن کے مغرب تک رہا جب مغرب کی نماز پڑھ چکا تب وضو ٹوٹا تو اس مقیم کے مسح کی مدت اس مغرب سے لیکر دوسرے دن کی مغرب تک شمار ہے یعنی جو صبح کا وضو کر کے موزہ پہنا تھا اور اُسی وضو سے اس دن کی مغرب پڑھی تھی تو اُسکا حساب نہوگا اور موزہ پھٹا ہوا سطح پر کہ چلتے میں اُنگلی کے برابر پاؤں ظاہر ہوتا ہے تو مسح کرنا اُس موزہ پر درست نہوگا اگر ایک شخص باوضو ہے اُسنے ایک موزے کو پاؤں سے اس حد تک نکالا کہ اکثر حصہ قدم کا اپنی جگہ سے موزے کی پنڈلی میں آیا یا موزے کے مسح کی مدت تمام ہوئی تو ان دونوں صورتوں میں موزے نکالکر دونوں پاؤں کو دھووے اور دوہرانا تمام وضو کا ضرور نہیں نزدیک مالکؒ رحمۃ اللہ کے اعادہ وضو کا ضرور ہے اور ہاتھ کی تین اُنگلی کے برابر موزے کا مسح کرنا فرض ہے پاؤں کی پیٹھ پر اور سنت مسح میں وہ ہے کہ پانچوں اُنگلیاں ہاتھ کی پاؤں کی اُنگلیوں کے سروں سے پنڈلی تک کھینچے اور یہ نزدیک امام احمدؒ کے فرض ہے اور اس میں احتیاط ہے اور پورے وضو کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ .. گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ کسی کی بندگی نہیں سوا اللہ کے کہ وہ ایک ہے اس کا شریک کوئی نہیں اور گواہی

دیتا ہوں میں اس بات کی کہ کسی کی بندگی نہیں سوا اللہ کے کہ وہ ایک ہے اسکا شریک
کوئی نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندے اسکے ہیں اور رسول اس
کے یا رخدایا کر دے تو مجھکو توبہ کرنیوالوں میں اور کر دے تو مجھکو پاک لوگوں میں پاکی بولتا ہوں
تیری اے اللہ اور مشغول ہوں تیری تعریف میں گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی
کہ نہیں معبود مگر تو اور بخشش مانگتا ہوں میں تجھ سے اور توبہ کرتا ہوں تیری طرف اور دو رکعت
نماز پڑھے تحیۃ الوضو کی **فصل دوسری** وضو توڑنیوالی چیزوں کے بیان میں جو چیز آگے یا (1)
پیچھے کی راہ سے نکل آوے وہ چیز وضو توڑنیوالی ہے اور نجاست سائلہ مثل لہو یا پیپ کے (2)
بدن سے نکل کے اگر اس مکان تک بہے کہ جسکا دھونا غسل اور وضو میں لازم ہوتا ہے تو
وضو ٹوٹ جاویگا **ف** جان تو کہ نجاست بدن کے اندر سے نکل کے بعد اسکے بہنا بھی شرط
ہے اسلئے کہ اگر نجاست بدن سے نکلے اور نہ بہے تو اس صورت میں نجاست وضو نہ
توڑے گی مثلاً لہو کہ زخم کے سرے پر آگیا اور نہ بہا تو یہ لہو وضو نہ توڑیگا اور دوسری
شرط اسمیں یہ ہے کہ بہنا اس نجاست کا ایسے مکان پر ہووے کہ جسکا دھونا فرض ہوتا
ہے خواہ غسل کی حالت میں خواہ وضو کی حالت میں تب وضو توڑنیوالی ہوگی اور اگر نجاست
بدن سے نکلکر بہے لاکن اس مکان پر نہ پہنچے کہ جسکا دھونا فرض ہوتا غسل یا وضو میں
بلکہ ایسے مکان پر پہنچے کہ جسکا دھونا فرض نہیں ہوتا ہے تو اس صورت میں بھی وہ
نجاست باہر آنیوالی وضو نہ توڑے گی مثلاً آنکھ میں خون نکل آیا لاکن آنکھ کے باہر
نہ بہا تو اس خون کے نکلنے سے وضو نہ ٹوٹے گا اسلئے کہ اندر آنکھ کے دھونا نہ غسل
میں فرض ہے اور نہ وضو میں اور قے منہ بھر کر نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے خواہ وہ قے کھانا
ہو خواہ پت خواہ لہو جما ہوا سوا بلغم کے اور ابو یوسف کے نزدیک اگر بلغم پیٹ سے منہ بھر کر نکلے
... جاوے اور اگر لہو تھوک سمیت نکل آوے اور تھوک کا رنگ سرخ کر دیوے تو
توڑیگا اور اگر تھوک کا رنگ زرد کر دیوے تو نہ توڑیگا اور اگر تھوڑی تھوڑی قے

کئی بار کی پس ایک متلی کے سبب سے کی ہے تو ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ قے جمع کیجائے **ف** اگر جمع کرکے بعد منہ بھر ہے تو اس سے وضو ٹوٹیگا اور اگر اسقدر نہیں تو نہ ٹوٹے گا اور نزدیک امام محمدؒ کے یہ ہے کہ اگر مجلس متحدہ ہے یعنی ایک مجلس ہے تو وہ قے جمع کیجاوے **ف** یعنی نزدیک امام محمدؒ کے اتحاد مجلس کا معتبر ہے نہ اتحاد سبب کا پس اگر ایک مجلس میں چند بار قے کی ہے تو اسکو بعد جمع کرنیکے دیکھا چاہئے کہ اگر
(۵) وہ منہ بھر ہے تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر اسقدر نہیں تو نہ ٹوٹے گا اور نیند سے خواہ چت سوجاوے خواہ کروٹ پر خواہ تکیہ لگا کر کسی چیز میں اسطرح پر کہ اگر تکیہ نکالا جاوے تو گر پڑے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور سو جانا کھڑے یا بیٹھے بغیر تکئے کے رکوع یا سجدہ میں ناقص وضو کا نہیں لاکن رکوع سنت اور سجدہ کے طور پر ہونا شرط ہے **ف** یعنی اسمیں پیٹ ران سے دور رہے اور دونوں بازو زمین سے دور رہیں اگر ایسا نہ ہووے بلکہ اسکے برعکس ہووے تو اس رکوع اور سجدہ میں سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بالغ نمازی کے قہقہے کی ہنسی وضو توڑتی ہے رکوع اور سجدہ والی نماز میں۔ اور دیوانگی اور مستی اور بیہوشی سے ہر حال میں وضو ٹوٹتا ہے یعنی حالت نماز میں بھی اور اسکے غیر میں بھی اور مباشرت فاحشہ وضو توڑتی ہے **ف** مباشرت فاحشہ اسکو کہتے ہیں کہ مرد و عورت دونوں ننگے ہوویں اور ایک کا بدن دوسرے کے بدن سے لگ جاوے پر دخول نہووے اور اپنے عضو مخصوص یا کسی عورت کو ہاتھ لگانے سے نزدیک امام اعظمؒ کے وضو نہیں ٹوٹتا اور نزدیک دوسرے اماموں کے ٹوٹتا ہے اور اونٹ کا گوشت کھانے سے نزدیک امام احمدؒ کے وضو ٹوٹتا ہے اور بچنا ان سب سے بہتر ہے **فصل تیسری** غسل کے بیان میں فرض غسل میں تین ہیں ایک تو تمام بدن کا دھونا اور دوسرا غرغرہ کرنا تیسرا ناک میں پانی ڈالنا اور سنت غسل میں وہ ہے کہ اول ہاتھ دھووے بعد اسکے وضو کرے لاکن اگر پانی جمنے کی جگہہ میں نہاوے تو پاؤں بعد نہانیکے دھوئے اور تین بار سارے بدن کو دھووے اور عورت پر فرض ہے پانی پہونچانا گندھے ہوئے بالونکی جڑمیں اور کھولنا بالوں کا ضرور نہیں اور اگر مرد کے

سر پر بال ہووے تو دھونا اُن کا اور سرے سے جڑ تک دھونا اُن کا فرض ہے

فصل چوتھی غسل واجب کرنے والی چیزوں کے بیان میں۔ تین چیزیں غسل واجب کرنے والی ہیں ایک انمیں سے وطی ہے۔ وہ واجب کرتی ہے غسل فاعل اور مفعول پر خواہ قُبل میں خواہ دُبر میں اگرچہ منی نہ نکلے دوسرے انمیں سے نکلنا منی کا کود کر شہوت کے ساتھ جاگتے میں وہ نکلے خواہ نیند میں اور خواب دیکھنے سے غسل واجب نہیں ہوتا بغیر انزال کے اور اگر منی شہوت کے ساتھ کود کر خارج ہووے تو غسل واجب ہوگا لاکن منی جس وقت اپنے مکان سے جدا ہووے اُسوقت شہوت ہونا شرط ہے پس اگر منی اپنے مکان سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی اور اسنے سر ذکر کا پکڑ لیا شہوت رُک گئی بعد چھوڑنیکے نکل پڑی تو اس صورت میں بھی غسل واجب ہوگا اور اگر بدون شہوت کے منی اپنے مکان سے جدا ہووے اور نکل پڑے تو امام اعظمؒ کے نزدیک غسل واجب نہوگا تیسرے اُنمیں سے حیض اور نفاس ہے جب موقوف ہوئیں یہ دونوں تب غسل واجب ہووے مسئلہ کمتر مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت اس کی دس دن پس اس مدت کے اندر جس رنگ کا لہو ہو خالص سپید کے سوا وہ لہو حیض کا ہے اور اکثر مدت نفاس کی چالیس روز ہے اور اس سے کمتر کی مدت نہیں پس اس چالیس روز کے درمیان جس رنگ کا لہو ہوگا سوا خالص سفید کے وہ لہو نفاس میں شمار ہوگا اور حیض کے دنوں میں جو خون تین دن سے کم ہو یا دس دن سے زیادہ خون حیض کا نہیں بلکہ بیماری ہے نماز اور روزے کا مانع نہیں ہوتا اور اسی طرح حالت نفاس میں جو خون چالیس دن سے بڑھ جاوے وہ بھی ان دونوں کو مانع نہیں ہونے کا اور اگر کسی عورت کو اپنی عادت سے زیادہ ہوجائے تو دس روز تک حیض گنا جائیگا اور اگر دس دن سے زیادہ ہو تو جتنے دن زیادہ عادت سے بڑھیں گے سو اتنے دن مرض کے ہیں اور جو عادت تھی سو قایم رہیگی **ف** مثلاً کسی عورت کو عادت حیض کی چھ روز کی تھی اسے

خلاف عادت کے دس دن تک لہو دیکھا اس صورت میں عادت سے بڑھکر جو چاروں لہو دیکھا وہ بھی گنتی میں حیض سے گئے ہوئے اور اگر مثلاً تیرہ دن لہو دیکھا تو اس صورت میں عادت کے بعد جو سات دن بڑھے ہے وہ استحاضہ میں شمار ہونگے نہ حیض میں اور عادت جو اس کی تھی سو قائم رہی اور اول حیض والی کو جو لہو دس دن سے سوا ہو سو وہ بیماری کہلاویگی ف مثلاً ایک نو برس کی عورت نے پہلی بار چودہ روز تک لہو دیکھا بس وہ دن حیض کے ٹھیرے اور چاروں استحاضہ کے اور طہر کی مدت پندرہ دن سے کم نہیں ہوتی اور جو طہر اس سے کم ہو اور وہ طہر حیض کے اندر پایا جائے تو وہ بھی حیض میں گنا جائیگا نہ طہر میں ف مثلاً کسی عورت کو ہر چاند میں حیض کی عادت دس دن کی تھی جب اُس کی عادت آپہونچی تب اس نے ایکدن خون دیکھا بعد اس کے آٹھ دن تک پاک رہی پھر دسویں دن لہو دیکھا اس صورت میں جو بیچ میں آٹھ دن پاک رہی وہ بھی حیض میں شمار ہونگے اس لئے کہ طہر تخلل کم ہے پندرہ دن سے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر اس عورت نے ایکدن خون دیکھا بعد اسکے چودہ روز پاک رہی پھر پندرہویں دن خون دیکھا تو اُس صورت میں اول کے دس دن حیض میں شمار ہونگے اور اخیر کے چھ روز پاکی میں یہ دونوں موافق مذہب امام ابی یوسفؒ کے ہیں اور اکثر علماء کا فتویٰ اسی پر ہے اور حیض و نفاس سے نماز معاف ہو جاتی ہے اور روزے کو بھی وہ دونوں منع ہوتے ہیں پر اسکا قضا کرنا ہوتا ہے یعنی ادا کرنا اور وطی حیض اور نفاس میں حرام ہے نہ استحاضہ میں اور حیض اگر دس دن کے آگے موقوف ہو جاوے تو عورت کے نہانے بدون وطی درست نہ ہوگی مگر اس صورت میں درست ہوگی کہ بعد موقوف ہونے حیض کے وقت ایک نماز کا گزر جائے اور دس دن گزرنے کے بعد موقوف ہو تو بغیر غسل کے بھی وطی درست ہے اور اکثر اماموں کے نزدیک اس صورت میں بھی بغیر غسل کے وطی درست نہیں مسئلہ بے وضو کو قرآن چھونا درست نہیں اور بغیر ہاتھ لگائے پڑھنا درست ہے اور ناپاک اور حیض اور نفاس والی کو نہ چھونا درست ہے نہ پڑھنا اور نہ انکو مسجد میں جانا اور کعبے کا طواف کرنا بھی درست نہیں

فصل پانچویں نجاسات کے بیان میں

پیشاب جانور ماکول اللحم اور گھوڑے کا اور بیٹ چڑے غیر ماکول اللحم کی نجاست خفیفہ ہے جو چوتھائی کپڑے سے کم میں بھر جاوے تو معاف ہے نماز اس کپڑے پر جائز ہوگی لیکن اگر تھوڑے پانی میں گرے گی تو پانی پلید کر دے گی اور ہنجال چڑیا ماکول اللحم کا پاک ہے سوائے مرغ اور بط کے ماکول اللحم کہتے ہیں اُن جانوروں کو کہ جن کا گوشت حلال ہے اور غیر ماکول اللحم اونکو کہتے ہیں کہ جن کا گوشت حرام ہے آدمی کا پیشاب اگرچہ طفل ہو اور گدھے اور تمام حیوان غیر ماکول کا پیشاب اور گوہ آدمی کا اور گوبر اور لید وغیرہ چار پایوں کا نجاست غلیظہ ہے اور جانور کا بہنے والا لہو بھی نجاست غلیظہ ہے اور شراب اور منی بھی۔ اور نجاست غلیظ دو قسم کی ہے ایک پتلی دوسری گاڑھی پتلی میں روپیہ کی مقدار یعنی ہتھیلی کے غار برابر اور گاڑھی میں ساڑھے چار ماشے کے اندازہ معاف ہے لیکن تھوڑے پانی کو اسقدر بھی ناپاک کرتی ہے اور جھوٹا آدمی اور گھوڑے اور جانور ماکول کا اور پسینا ان سب کا اور پسینا گدھے اور خچر کا پاک ہے اور جھوٹا بلی اور چوہے اور گھر میں رہنے والے جانوروں کا اور پنجہ گیر چڑیوں کا مکروہ ہے اور جھوٹا کتے اور اور چیر پھاڑنے والے چوپائے اور سوأر کے اور حرام گوشت والے جانوروں کا نجس ہے اور پیشاب کی چھینٹیں اگر سوئی کے سر کے مانند پڑ جاویں تو معاف ہیں

فصل چھٹی نجاست حکمی سے پاکی حاصل کرنیکے بیان میں۔ جان تو کہ نجاست حکمی سے پاکی حاصل نہیں ہوتی ہے مگر پانی سے خواہ وہ پانی مینہ سے اترا ہو یا زمین سے نکلا مانند ندی دریا اور کنویں اور چشمے کے مطلب یہ ہے کہ درخت یا پھل کے پانی سے جیسا پانی تربوز کیلے کا اس سے پاکی حاصل نہیں ہوتی اور اگر پانی میں کوئی پاک چیز گر جاوے مانند مٹی و زعفران کے تو وضو اس سے درست ہے مگر جب اس پانی کو گاڑھا کر دے یا جز اس کا پانی کے برابر یا پانی سے زیادہ ہو جاوے چنانچہ آدھ سیر گلاب آدھ سیر پانی میں گھل گیا یا پانی کا نام باقی نہ رہا مثلاً نام اس کا شوربا یا سرکہ یا گلاب وغیرہ ہوگیا تو ان صورتوں میں وضو اور غسل اس پانی سے بالاتفاق جائز نہ ہوگا اور نجس کپڑے وغیرہ کا اس سے دھونا جائز ہے امام اعظم کے

نزدیک اور نزدیک امام شافعیؒ اور محمدؒ وغیرہما کے جائز نہیں **فصل ساتویں**
نجاست حقیقی سے پاکی حاصل کرنیکے بیان میں نجس منی گاڑھی خشک کپڑے پر لگ جاوے تو کھرچنے
سے کپڑا پاک ہوتا ہے اور تلوار وغیرہ مسح کرنے سے پاک ہوتی ہیں اور نجس زمین اگر خشک ہوجاوے
اور اثر نجاست کا اُس سے اُٹھ جائے تو نماز اس پر درست ہو جائیگی نہ تیمم اور یہی حکم ہے اینٹ
کے فرش اور درخت اور دیوار اور گھاس غیر کٹی ہوئی کا یعنی یہ چیزیں بھی پاک ہو جاتی ہیں
جب نجاست خشک ہوکر اثر سمیت جاتی رہے اور کاٹی ہوئی گھاس بغیر دھونے کے پاک نہیں
ہوتی ہے اور جب چیز میں نجاست نظر آنے والی ہو اوس نجاست کا جسم دھو جانے سے
وہ چیز نزدیک امام اعظمؒ کے پاک ہوجاتی ہے اور نزدیک بعض کے نجاست کا جسم دور ہونے
کے بعد اس چیز کو تین دفعہ چاہیے دھونا اور ہر بار چاہیے نچوڑنا اگر ہو سکے اور نہ ہو سکے تو چاہیے
خشک کرنا قطرے ٹپکنے تک اور نجاست غیر دکھائی دینے والی کو تین بار سے سات بار تک
چاہیے دھونا اور ہر بار چاہیے نچوڑنا اور گوبر اگر جل کر راکھ ہو نزدیک امام محمدؒ کے پاک ہو جاتا
ہے نہ نزدیک ابی یوسفؒ کے اور گدہا اگر نمک کی کھان میں گر کر نمک ہو جائے تو نزدیک
امام محمدؒ کے پاک ہوتا ہے اور کھال مردار کی سنوارنے سے پاک ہو جاتی ہے **فصل آٹھویں**
پانی جاری اور پانی کثیر کے بیان میں ان دونوں پانی میں نجاست پڑنے سے پانی ناپاک
نہیں ہوتا ہے اور نہ وہ پانی نجاست غیر مرئی پڑنے سے ناپاک ہوتا ہے مگر جبوقت نجاست
کا رنگ یا مزہ یا بو پانی میں ظاہر ہو تو نجس ہوگا اگر کتا جاری پانی کی نہر میں بیٹھ جائے یا
کوئی مردار اس میں گر جائے یا قریب پرنالے کے نجاست پڑی ہو اور مینہ کا پانی اوس چھت
کے پرنالے سے بہ رہا ہو ان صورتوں میں اگر اکثر پانی سے لگتے اور نجاست کا ظاہر ہوا بہ رہا ہے تو نجس ہوگا
اور اگر ایسا نہیں تو پاک ہے اور تھوڑا سا پانی تھوڑی سی نجاست گرنے سے پلید ہوتا ہے اور پانی
قلتین کا کہ پانچ مشک پانی ہوتا ہے اور ہر مشک مقدار سو رطل کے ہے نزدیک اکثر اماموں کے
آب کثیر ہے اور وزن ایک رطل کا چالیس روپے برابر ہوتا ہے دہلی کے سکہ سے چنانچہ صدقہ
فطر کی فصل میں بیان اوس کا آویگا پس ایک رطل پر حساب کر لینا چاہیے اور رطلوں کو اور نزدیک

امام اعظمؒ آب کثیر اسکو کہتے ہین کہ ایک طرف کے پانی ہلانے سے دوسری طرف کا پانی نہ ہلے اور پچھلے علما نے اس طور پر اندازہ کیا کہ جس پانی کا چارون طرف دس دس گز ہووے وہ آب کثیر ہے **فصل نوین** کنوئین کے بیان مین اگر کوئی جانور کنوئین مین گر کر مرجائے پس اگر پھول گیا یا ریزہ ریزہ ہوا تو تمام پانی اس کنوئین کا نکالنا ضرور ہے اور اگر نہ پھولا اور نہ ریزہ ریزہ ہوا پس اس صورت مین اگر جانور بڑا ہے مثل بلّی کے یا اوس سے بھی بڑا ہو تو بھی سارا پانی نکال لینا چاہیے اور اگر تین جانور اوسط مرتبے کے گرجائین جب بھی یہی حکم ہے اور اگر جانور چھوٹا ہی مانند چوہے اور گوریے کے تو بیس ڈول کھینچنا چاہیے تیس تک اور کبوتر اور اسکے مانند کے مرتبے سے چالیس ڈول نکالنا واجب ہے ساٹھ تک مستحب اور تین گوریّے کا ایک کبوتر کا حکم ہی واللہ اعلم **فصل دسوین** تیمم کے بیان مین اگر مصلی پانی پر قادر نہ ہووے اس سبب سے کہ پانی کوس کے فرق پر ہے اور کوس چار ہزار قدم کا یا اسکے پاس پانی موجود ہی لاکن بیماری پیدا ہونیکی یا صحت مین دیر لگنے کی یا مرض کی زیادتی کا خوف کرتا ہی یا پانی کے گھاٹ پر دشمن یا پھاڑ کھانیوالا جانور بیٹھا ہی یا پاس پانی ہی پر ڈرتا ہی کہ اگر اوس پانی سے وضو کرے تو آپ پیاسا رہ جائے یا کنوان پاس ہی پر ڈول اور رسّی میسر نہین ان سب صورتون مین اسے جائز ہی کہ وضو اور غسل کے عوض تیمم کرلے زمین کی جنس پر خواہ مٹی ہو خواہ بالو خواہ چونہ خواہ گچ خواہ پتھر خواہ کوئلہ خواہ مرمر بشرطیکہ یہہ چیزین پاک ہووین سو اول نیت تیمم کی کرکے پھر دونون ہاتھ زمین پر مارکے ایک مرتبہ تمام منہ پر ملے اور پھر زمین پر مارے دونون ہاتھون کی کہنیون سمیت ملے یہ تین چیزین تیمم مین فرض ہین اگر ناخن کے برابر بھی ہاتھ یا منہ سے کوئی عضو باقی رہیگا تو تیمم درست نہ ہوگا لیکن اگر ہاتھ مین انگوٹھی ہو تو اوسے ہلاوے اور خلال انگلیون مین کرے اور وقت سے قبل تیمم کرلینا درست ہے - اور ایک تیمم سے کئی نمازین فرض اور نفل پڑھنی جائز ہین اور جب پانی پر قادر ہوگا - تب تیمم [illegible] ہوگا اور نماز کے اندر اگر قادر ہوا تو نماز اوس کی ٹوٹ گئی اور اگر کوئی نمازی کہ [illegible] کپڑا اس کا ناپاک ہے اور بے چارہ پانی کے استعمال پر قدرت نہین [illegible] اس کو اس ناپاکی سمیت نماز پڑھنی جائز ہے - بشرطیکہ ستر ڈھانکنے کی

قدر کپڑا پاک اسے میسر ہو **مسئلہ** اگر وضو کے اعضا مین سے ایک عضو مین مرض ہو کہ پانی پہونچانے مین اس عضو پر ضرر ہوتا ہے یا مرض بڑھتا ہی تو اوسکو جائز ہے کہ اس عضو پر مسح کرے اور دوسرے اعضا کو دہووے اور اگر وضو کے اعضا مین سے اکثر اعضا مین زخم یا مرض ہو کہ دہونا اُن اعضا کا ضرر کرتا ہے تو اس صورت مین تیمم کرلے

کتاب الصلوٰۃ

اسمین پندرہ فصلین ہین **فصل پہلی** نماز کے وقتون کے بیان مین - وقت آنیسے نماز فرض ہوتی ہی مسلمان عاقل بالغ پر اور جو عورت حیض اور نفاس سے پاک ہو اسپر **مسئلہ** نماز کا وقت اگر تحریمہ کی قدر باقی رہ جائے اور اسوقت مین کوئی کافر مسلمان ہوجاوے یا لڑکا بلوغ کو پہونچے یا دیوانہ ہوش مین آوے تو اسپر نماز اسوقت کی فرض ہوگی ف دوسرے وقت اُس نماز کی قضا اوسپر لازم ہوگی اور اگر نماز کے اخیر وقت مین عورت کا حیض یا نفاس موقوف ہو تو اُس صورت مین اگر اسقدر وقت باقی رہے کہ اسمین نہانا اور تحریمہ کرنا ہوسکتا ہے تو اسوقت کی نماز اسپر فرض ہوگی اور اگر وقت مین اسقدر وسعت نہین ہی تو نماز اس وقت کی اسپر فرض نہوگی فجر کی نماز کا وقت صبح صادق کے نکلنے سے شروع ہوتا ہی اور آفتاب کا کنارہ نظر آنے تک باقی رہتا ہے اور ظہر کا وقت بعد دوپہر کے شروع ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے جبتک سایہ ہر چیز کا برابر ہو اُن چیزون کے ہوتا ہی سایۂ اصلی کے سوا یعنی اس برابر ہونے مین سایۂ اصلی کو حساب مین نہین شمار کرتے ہین - یہہ قول امام ابی یوسف اور امام محمدؒ اور باقی علما کا ہی اور امام اعظمؒ کی ایک روایت بھی اس قول کے موافق ہے اور دوسری روایت مفتی بہ امام اعظمؒ سے یہ ہی کہ جب تک سایہ ہر چیز کا دو چند اس کے ہووے سوا سایۂ اصلی کے تب تک ظہر کا وقت نمازی کے ہاتھ سے نہ جاویگا اور سایۂ اصلی کہ وہ ڈیڑہ قدم کا ہوتا ہی ساون مین اور اس کے قبل اور بعد ایک قدم بڑھتا جاتا ہی چار تک بعد اسکے دو دو قدم اور قدم ساتوان حصہ ہوتا ہے ہر چیز کا ف اور جب وقت ظہر کا تمام ہوتا ہے خواہ اول قول کے

سایہ ...

موافق خواہ ثانی قول کے موافق تب وقت عصر کا شروع ہوتا ہے اور آفتاب کی زردی نہ آنے
تک کامل وقت رہتا ہے اور بعد اوس کے وقت کراہت کا ہے سورج ڈوبنے تک اور اسوقت کردہ
مین اس دن کی عصر ساتھ کراہت تحریمی کے جائز ہے دوسری نماز فرض اور نفل جائز نہین اور
بعد غروب سورج کے مغرب کا وقت آجاتا ہے سرخی ڈوبنے تک وقت اوسکا رہتا ہے نزدیک
اکثر علما کے اور نزدیک امام اعظم کے دو قول ہین ایک قول موافق انہین اکثر کے ہے اور دوسرا
قول انکا یہہ ہے کہ سپیدی ڈوبنے تک وقت مغرب کا رہتا ہے اور ستارے ظاہر ہونے کے پیچھے
نماز مغرب کی پڑہنی مکروہ تنزیہی ہے اور مغرب کے وقت تمام ہونے کے بعد وقت عشا کا
شروع ہوتا ہے خواہ اول قول کے بعد ہو خواہ ثانی قول کے بعد آدہی رات تک رہا کرتا
ہے نزدیک جمہور کے اور نزدیک امام اعظمؒ کے صبح صادق کے نکلنے تک رہتا ہے اور دیر کرنی
نماز ظہر کی گرمی مین اور دیر کرنی نماز عشا کی تہائی رات تک مستحب ہے اور اوجالا کرنا فجر کے وقت
اوس حد تک کہ قرأت مسنون کیساتھ نماز اسمین ادا کرسکے اور بعد ادا کرنے کے اگر فساد ظاہر ہو
خواہ وضو خواہ نماز مین پھر ساتھ قرأت مسنون کے یعنی ساتھ چالیس آیت کے نماز ادا کرسکے یہ
مستحب ہے اور دوسری نمازون مین نزدیک فقہ کے جلدی کرنی بہت بہتر ہے مگر جس حال مین
منتظر جماعت کے لئے ہووے تو جلدی نکرے اور سورج نکلتے وقت اور دوپہر کو سورج
ڈوبتے وقت مطلق نماز منع ہے اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازے کی بھی بہت منع ہے لاکن نماز عصر
اس دن کی آفتاب کے ڈوبتے وقت جائز ہے بشرطیکہ غروب شروع ہونیکے قبل نیت باندہ
لی ہو اور جب فجر کا وقت شروع ہو تو اسوقت مین فجر کی سنت اور نماز قضا کے سوا
اور نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد عصر اور قبل غروب کے بھی یہی حکم ہے مسئلہ ادا اور
قضا نماز کے واسطے اذان اور تکبیر کہنی سنت ہے اور صفت اذان کی مشہور ہے
ف یعنی اذان کہنے کے وقت منہ قبلہ کی طرف کرے اور اپنی دونون انگلیان
شہادت کی دونون کان مین رکہے اور جب حی علی الصلوٰۃ کہے تب منہ داہنی
طرف پھیرے اور جب حی علی الفلاح کہے تو بائین طرف اور فجر کے وقت حی علی الفلاح

کے بعد اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم دو مرتبہ کہے اور اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کے کہے اور مسافر کو اذان ترک کرنی مکروہ ہے اور جو شخص گھر مین نماز پڑھتا ہو اذان شہر کی اوسکو کفایت ہے

فصل دوسری نماز کی شرطون کے بیان مین

شرطین نماز کی چھ ہین پہلی شرط پاک ہونا نمازی کا نجاست حقیقی اور حکمی سے چنانچہ اوپر گذر چکا بیان اُن دونون کا دوسری شرط پاک ہونا کپڑے کا تیسری شرط پاک ہونا جائے نماز کا چوتھی شرط منہ کرنا قبلہ کی طرف پانچوین شرط ستر ڈھانکنا مرد اور لونڈی کو ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک مگر لونڈی کو پیٹ اور پیٹھ کا ڈھانکنا زیادہ ہے مرد سے اور اور آزاد عورت کو سارا بدن ڈھانکنا فرض ہے مُنہ اور دونون ہاتھ اور پاؤن کی ہتھیلی کے سوا مسئلہ جو اعضا کہ ڈھانکنا ان کا فرض ہے خواہ مرد خواہ عورت کو چوتھائی حصہ اگر ان مین سے کھل جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور جو بال عورت کے سر سے لٹکتے رہتے ہین علاوہ علیحدہ اعضا مین شمار ہین انکی بھی چوتھائی کھلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے مسئلہ کتاب نوازل مین لکھا ہے کہ عورت کی آواز بھی ستر مین داخل ہے ابن ہمام نے کہا کہ اس تقدیر پر اگر عورت قرآن آواز سے پڑھیگی تو نماز فاسد ہوگی مسئلہ جسکو ستر ڈھانکنے کیلئے کپڑا میسر نہ ہو تو اس کو بغیر کپڑے کے بھی نماز پڑھنی جائز ہے مسئلہ اگر نمازی کو جہت کعبے کی معلوم نہ ہو تو جس طرف اس کا دل گواہی دے اسی طرف سوچ کر نماز پڑھے اور بغیر سوچ کئے اُسکی نماز درست نہو گی مسئلہ جو شخص قبلہ کی طرف مُنہ کر سکے دشمن کے ڈر سے خواہ مرض کے سبب سے تو اسکو درست ہے کہ جدہر اسے طاقت ہو ادہر نماز پڑھے مسئلہ نفل نماز شہر کے باہر سواری پر درست ہے سواری جسطرف چاہے اُس جانب جاوے مضائقہ نہین مسئلہ چھٹی شرط ان شرائط مین سے نیت کرنی نماز کی ہے پس نفل اور سنت اور تراویح کے لئے مطلق نیت درست ہے ف مثلاً دل مین یون قصد کرے کہ نماز فجر کی ادا کرتا ہون اور نام نہ لے سنت یا نفل کا تو بھی درست ہوگی اور فرض اور وتر کے واسطے تحریمہ کے وقت نیت کا تعین کرنا اور سمجھنا چاہیں کہ ظہر کی نماز پڑھتا ہون یا عصر کی

یہ فرض ہے اور مقتدی پر فرض ہے اقتدا کی نیت کرنی امام کے پیچھے اور رکعتوں کے شمار کی نیت فرض نہیں ہے ف یہ چھ فرض نماز سے خارج ہیں کس واسطے کہ طہارت بدن وغیرہ اور چیز ہیں اور نماز اور ایک دوسرے میں داخل نہیں ہاں یہ چھ چیزیں نماز کی شرط ہیں کہ بدون انکے نماز صحیح نہیں ہوتی ہے اور جو چیز شرط ہوتی ہے وہ باہر ہوتی ہے مشروط سے **فصل تیسری نماز کے ارکان** کے ارکان کے بیان میں ف یعنی ان فرضوں کے بیان میں جو نماز میں داخل ہیں سات فرض ہیں اندر نماز کے ایک ان میں سے تحریمہ باندھنا لاکن تحریمہ کیلئے پاکی بدنی اور ستر عورت اور منہ طرف قبلہ کے ہونا شرط ہے جسطرح باقی ارکان میں بھی شرط ہے ف باقی ارکان سے قیام اور قرأت اور رکوع اور سجدہ اور قعدۂ اخیرہ اور دوسرا فرض ان میں سے قعدہ اخیرہ کرنا فجر میں دو رکعت کے بعد اور ظہر اور عصر اور عشا میں چار چار کے بعد اور مغرب اور وتر میں تین تین کے بعد اور نفل میں دو کے بعد اور تیسرا فرض نزدیک امام اعظمؒ کے نماز سے خارج ہونا کسی کام کے ساتھ اس کی فرضیت امام اعظمؒ کے سوا اوروں کے نزدیک نہیں اور چوتھا فرض کھڑا ہونا ہر رکعت میں پانچواں فرض رکوع کرنا۔ چھٹا فرض سجدہ کرنا۔ ساتواں فرض قرأت ہے یہی۔ لاکن قرأت نزدیک امام شافعیؒ اور احمدؒ کے فرض اور نفل کی ہر رکعتوں میں فرض ہے اور نزدیک امام اعظمؒ کے پانچوں وقتوں میں دو دو رکعت کے اندر فرض ہے اور وتر کی تینوں رکعتوں اور نفل کی ہر رکعت میں اور قومہ اور جلسہ اور قرار پکڑنا رکوع اور سجدے میں یہ سب فرض ہیں نزدیک ابی یوسفؒ کے اور اکثر علماء کے نزدیک فرض نہیں ف رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہونے کا نام قومہ ہے اور دونوں سجدے کے بیچ میں بیٹھنے کا نام جلسہ اور امام اعظمؒ کے نزدیک قرأت ایک آیت کی فرض ہے اور ابی یوسفؒ اور محمدؒ کے نزدیک تین آیت چھوٹی یا ایک آیت بڑی تین آیت کے برابر ہو اور نزدیک امام شافعیؒ اور احمدؒ کے سورۂ فاتحہ پڑھنی فرض ہے اور بسم اللہ بھی اس میں شامل ہے کہ بسم اللہ ساتوں آیتوں میں سے ایک آیت ہے اور ان دونوں کے نزدیک ... سجدے میں پیشانی اور ... ناک فرض ہے اور ... دونوں

ایک پر اکتفا کرنا بھی جائز ہی اور شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک سجدے مین ماتھا اور ناک اور ہتھیلی
دونون ہاتھ کی اور دونون گھٹنے اور انگلیان دونون پاؤنکی رکھنی فرض ہی اور نماز کے ارکان
مین ترتیب نگاہ رکھنی فرض ہی ف یعنی جو رکن ہر رکعت مین مکرر نہین آتا ہی مثلاً رکوع اسمین
ترتیب نگاہ رکھنی فرض ہی پس اگر کوئی شخص فراموشی سی پہلے رکوع مین گیا پھر جب یاد آیا رکوع سے
سیدھا ہو کر سورۃ پڑہی اب اسپر فرض ہوا کہ پھر رکوع کرلے اور اگر رکوع نہ کیا تو نماز اُسکی
فاسد ہوئی کس واسطے کہ ترتیب فوت ہوئی رکن غیر مکرر مین اور اگر کسی نے ایک رکعت مین
ایک سجدہ کیا اور دوسرا سجدہ بھول گیا پھر دوسری رکعت مین اس سجدے کی قضا کی اور سجدہ
سہو کر لیا تو اس صورت مین نماز فاسد نہ ہوگی ف اس صورت مین وجہ فوت ہونیکی یہ ہے کہ
سجدہ عین رکن غیر مکرر مین سے نہین بلکہ رکن مکرر مین سے ہی کس واسطے کہ سجدہ ہر رکعت مین مکرر
آتا ہے اور جو رکن مکرر آتا ہے اوس مین ترتیب فرض نہین بلکہ واجب ہے اور واجب ترک ہونے
سے نماز فاسد نہین ہوتی ہے ہان سجدہ سہو کا واجب ہوتا ہی پس ترتیب خلاف کرنیکے بعد جب
سجدہ سہو کا وہ بجا لایا تب اوس کی نماز کامل ہوگئی اور اگر سجدہ سہو کا نہ کرتا تب بھی نماز جائز ہو جاتی
پر نقصان کیساتھ اور ابن ہمام نے حاکم کی کتاب کافی سے نقل کی ہی کہ کسی شخص نے نماز شروع کی
اور قرأت اور رکوع دونون کرلئے اور سجدہ نہ کیا پھر کھڑے ہو کر قرأت پڑہی اور سجدہ کیا رکوع
نہ کیا تو یہ تمام ایک رکعت ہوئی ف ان دونون صورتونمین ایک رکعت ہونیکی وجہ یہ ہے کہ
پہلی صورت مین سجدہ ترک کیا اور دوسری صورت مین رکوع پس پہلی صورت کا رکوع اور پچھلی
صورت کا سجدہ ملکر ایک رکعت پوری ہوئی اور اسیطرح پر اگر اول رکوع کیا پھر کھڑے ہو کر قرأت پڑہی
اور رکوع اور سجدے کئے تو یہی ایک رکعت ہوئی اور اسیطرح اگر پہلا سجدہ کیا پھر کھڑے ہو کر قرأت پڑہی
اور رکوع کیا اور سجدہ نہ کیا۔ بعد اسکے کھڑے ہو کر قرأت پڑہی اور سجدہ کیا اور رکوع نہ کیا یہ سب ایک رکعت ہوئی
اور اسیطرح پر اگر پہلی مین رکوع کیا اور سجدہ نہ کیا اور دوسری مین بھی رکوع کیا اور سجدہ نہ کیا اور تیسری مین سجدہ
کیا اور رکوع نہ کیا یہ سب بھی ایک رکعت ہوئی ف وجہ ان ساری صورتونکی قیاس کرلینا چاہئے پہلی صورتونکی وجہ پر

اور قعدہ اولیٰ کرنا اور اس مین اور آخری قعدے مین التحیات پڑہنی فرض ہی نزدیک امام احمدؒ کے نہ انکے غیر کے نزدیک مگر نزدیک امام اعظمؒ کے یہ تینون واجب ہین اور آخری قعدے مین التحیات کے بعد درود پڑہنا فرض ہی نزدیک امام شافعیؒ اور احمدؒ کے اور سلام پہیرنا بھی فرض ہی نزدیک امام مالک اور شافعیؒ اور احمدؒ رحمهم اللہ کے نہ نزدیک امام اعظمؒ کے بلکہ انکے نزدیک واجب ہے اور رکوع اور سجدے مین سر جہکاتے وقت اور ان دونون سے سر اٹھاتے وقت تکبیرین کہنی اور رکوع مین سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ ایک مرتبہ کہنا اور سجدے مین سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ایک بار کہنا اور رکوع سے سیدہے ہوتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنا اور دونون سجدے کے بیچ مین بیٹھکر رَبِّ اغْفِرْلِيْ کہنا یہ سارے امور فرض ہین امام احمدؒ کے نزدیک نہ اُن کے غیر کے نزدیک لیکن اگر بھول کر یہ سارے امور یا اُن مین سے کوئی امر ترک کریگا تو نماز فاسد نہو گی امام احمدؒ رحمۃ اللہ کے نزدیک بھی اور قرأت پڑہنی مقتدی پر فرض ہے نزدیک امام شافعیؒ کے نہ اُن کے غیر کے نزدیک بلکہ نزدیک امام اعظمؒ کے مقتدی پر حرام ہے قرأت پڑہنی ف سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ پاک ہی پروردگار میرا بڑا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پاک ہے پروردگار میرا بلند سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قبول کیا اللہ نے واسطے اس کے جس نے تعریف کی اس کی رَبِّ اغْفِرْلِيْ اے رب میرے بخش مجھکو

فصل چوتھی نماز کے واجبون کے بیان مین امام اعظمؒ کے نزدیک چند چیزین واجب ہین ایک تو الحمد پڑہنی دوسرے الحمد کے ساتھ پوری سورۃ یا ایک آیت بڑی یا تین آیت چھوٹی [illegible] ہر رکعت مین اور فرض کی دو رکعت مین ملانی تیسرے اگر چار رکعت فرض ہو تو [illegible] مین قرأت مقرر کرنی چوتھے قیام اور رکوع اور سجدے مین ترتیب کی نظر رکہنی [illegible] اور واجب کو اس کے مقام پر ادا کرنا پانچوین رکوع اور سجدے مین ایک تسبیح [illegible] پڑہنا چھٹے سیدہا کھڑا ہونا رکوع کے بعد ساتوین سیدہا بیٹہنا دونون [illegible] فتاوی قاضی مین لکھا ہے کہ اگر نمازی رکوع سے سجدے مین گیا اور قومہ [illegible] نزدیک ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک جائز ہوگی پر سجدہ سہو کا اسپر واجب ہوگا۔

آٹھوین قعدۂ اولی نوین التحیات پڑہنی آمین دسوین پے درپے ارکان ادا کرنے پس اگر ایک رکعت مین دو رکوع کئے یا تین سجدے کئے یا پہلے التحیات کے بعد درود پڑہا اور تیسری رکعت کے قیام مین دیر لگی تو ان تینون صورتون مین سجدہ سہو کا لازم آویگا ف وجہ سجدہ سہو لازم آنیکی یہہ ہی کہ پہلی صورت مین دوسرے رکوع کے سبب سجدہ کرنے مین دیر لگی اور دوسری صورت مین تیسرے سجدے کے سبب کھڑے ہونے مین دیر لگی اور تیسری صورت مین درود پڑہنے کے باعث تیسری رکعت کے قیام مین دیر لگی پس ان صورتون مین ارکان کیلئے پے درپے ادا ہونے مین خلل واقع ہوا اسلئے سجدۂ سہو لازم آیا گیارہوین التحیات پڑہنی آخری قعدے مین بارہوین قرأت پکار کے پڑہنی امام کو دو رکعت مین فجر اور مغرب اور عشا اور جمعہ اور دونون عید کے دن اور آہستہ پڑہنی ظہر اور عصر اور دنکی نفلونمین تیرہوین باہر ہونا نماز سے لفظ سلام کہکر چودہوین دعاے قنوت پڑہنی وتر مین پندرہوین دونون عید کی نمازمین چہہ چہہ تکبیرین کہنی اور امام اعظمؒ کے نزدیک فرض اور چیز ہین اور واجب اور چیز فرض ترک کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے اور واجب کے بھول کر ترک کرنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے پس اگر کسی نے بھول کر واجب ترک کیا پھر اس نے سجدہ سہو کرلیا تو نماز درست ہوئی اور اگر سجدہ سہو نہ کیا تو واجب ہی کہ نماز پھر پڑہے اور اگر واجب قصدًا ترک کیا تو اس صورت مین بھی اعادہ نماز کا واجب ہے ف اور جو پھر کے نماز نہ پڑہی فرض اتر گیا پر واجب کے ترک سے گناہ سر پر رہا اور اماموں کے نزدیک فرض اور واجب ایک چیز ہی ف یعنی وہ لوگ اسی فرض کو فرض بھی کہتے ہین اور واجب بھی جن چیزون کو امام اعظمؒ واجب کہتے ہین اونکے نزدیک بعضے ان مین سے فرض ہین اور بعضے سنت مگر وہ لوگ فرماتے ہین کہ سجدۂ سہو بعضے فرض کے ترک کردینے سے بھی لازم آتا ہے اور بعضے سنت کے ترک سے بھی ف مراد ان فرضون اور سنتون سے وہ فرض اور سنتین ہین کہ جنکو امام اعظمؒ واجب کہتے ہین اور وہ لوگ ان مین سے بعض کو فرض ٹھہراتے ہین اور بعض کو سنت واللہ اعلم بالصواب

فصل پانچوین سجدہ سہو کے بیان مین

مسئلہ سجدۂ سہو کا طریق یہہ ہی کہ آخری قعدہ مین التحیات کے بعد داہنی طرف سلام پھیر کے

دو سجدے کرے بعد اس کے التحیات اور درود اور دعا پڑھ کر دونون طرف سلام پھیرے اور اگر
سلام پھیرنے کے قبل سجدہ سہو کر لیا تو بھی درست ہے اور اگر ایک نماز مین کئی واجب بھول کر
چھوڑ دے تو ایک بار سجدہ سہو کر لینا کفایت کرتا ہے اور اگر امام سجدہ سہو کرے تو مسبوق کو
چاہیئے کہ اسمین امام کی تابعداری بجالاوے اگرچہ جسوقت امام نے سہو کیا تھا اسوقت اُس
سہو مین وہ شریک نہ تھا۔ اور اگر مسبوق نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی نماز پڑھنے
مین سہو کیا تو پھر سجدہ کر لیوے ف مسبوق اسکو کہتے ہین کہ جسکی کچھ نماز ہاتھ سے گئی ہو یعنی
امام جب ایک رکعت یا دو رکعت پڑھ چکے تب وہ آکر ملجاوے مسئلہ پانچون وقت کی نماز ون
مین جماعت فرض ہے نزدیک امام احمدؒ کے لیکن نماز منفرد کی بھی درست رکھتے ہین اور داؤد
رحمۃ اللہ کے نزدیک نماز منفرد کی اصلا درست نہین اور شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک جماعت
کفایہ ہے ف یعنی محلہ کی مسجد مین اگر تیسے لوگ جماعت قایم کر لین تو اوروں کے ذمے سے جماعت
کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے نہ فرضیت فرض کی اور ابو حنیفہ اور مالک رحمہم اللہ کے نزدیک
جماعت سنت موکدہ ہے قریب واجب کے اور جماعت تمام ہو جانیکا احتمال ہو تو فجر
کی سنت باوجود اس کے کہ سب سنتون سے تاکید اسکی زیادہ ہے اسکو بھی چھوڑ دیوے اور
شہر کے لوگ ترک جماعت کی عادت کرین تو ان سے لڑائی چاہیئے کرنی جب تک کہ جماعت
قائم نہ کرین مسئلہ صرف عورتون کی جماعت ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور امامون کے
نزدیک درست ہے مسئلہ امامت کیلئے سب سے بہتر وہ شخص ہے کہ جو اچھی قرأت جانتا
ہو اور وہ ایسا ہو کہ نماز فرائض اور واجبات اور سنن اور مکروہات اور مفسدات اور مستحبات
سے واقف ہو بعد قاری کے عالم بہتر ہے اور وہ عالم ایسا ہو کہ نماز صحیح ہونے کے قدر
قرآن پڑھنا جانتا ہو اور اکثر علما کے نزدیک قاری سے عالم بہتر ہے
فائدہ یعنی نرے قاری سے فقیہ عالم بہتر ہے اور جو قاری واقف ہو نماز کے احکام سے تو البتہ
قاری بیشک اور بے شبہ نرے عالم سے بہتر ہے اور امامت فاسق کی مکروہ ہے

پر اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی اور پڑھے ہوئے بالغ مرد کو لڑکے اور عورت اور امی کے پیچھے بھی
درست نہین اور فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے بھی درست نہین اور
کسی امی نے ایک قاری اور ایک امی کی امامت کی تو نماز تینون کی باطل ہوئی اور بے وضو
کے پیچھے نماز درست نہین اور نماز امام کی فاسد ہونے سے مقتدی کی نماز بھی فاسد ہوتی
ہے اور کھڑے ہونے والے کی نماز بیٹھے والے کے پیچھے اور وضو کرنیوالے کی نماز تیمم کرنے
والے کے پیچھے درست ہے اور رکوع اور سجدہ کرنے والے کی نماز اشارے سے پڑھنے
والے کے پیچھے درست نہین مسئلہ اگر ایک مقتدی ہو تو امام کے برابر داہنی طرف کھڑا
ہو جاوے اور دو مقتدی یا زیادہ دو سے ہین تو امام کے پیچھے کھڑے ہووین اور اگر کسی
نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی تو نماز اوس کی مکروہ ہوگی اور نزدیک امام احمدؒ کے
نماز اوسکی درست نہ ہوگی اور اگر مقتدی سوا امام آگے بڑھ جائیگا تو نماز اس کی باطل ہوگی۔
اور ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ نماز مرد کی اپنے گھر مین پڑھنے سے ثواب ایک نماز کا رکھتی ہے اور نماز مرد کی
محلے کی مسجد مین ثواب پچیس نماز کا اور نماز مرد کی جمعہ مسجد مین ثواب پانسو نماز کا اور نماز مرد کی
میری مسجد مین یعنی مدینے کی مسجد مین ثواب پچاس ہزار نماز کا اور نماز مرد کی خانہ کعبہ مین ثواب
لاکھ نماز کا رکھتی ہے **فصل چھٹی** سنت کے طریق پر نماز پڑھنے کے بیان مین طریق سنت
وہ ہی کہ فرضون مین اذان اور تکبیر کہی جاوے اور نزدیک حی علی الصلوٰۃ کے امام کھڑا ہووے
اور نزدیک قد قامت کے تکبیر تحریمہ کی کرکے نیت کرے اور دونون ہاتھ کانون کی لو تک
اٹھاوے اور مقتدی امام کی تکبیر کے بعد تکبیر کہے اور داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر ناف کے نیچے
رکھے نزدیک ابی حنیفہؒ کے اور عورت دونون ہاتھ کندھے تک اٹھاکر سینے پر داہنا ہاتھ
بائین ہاتھ پر رکھے بعد اسکے امام اور مقتدی اور اکیلا پڑھنے والا سبحانک اللھم وبحمدک
وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک آہستہ پڑھے پاک ہے تو یا اللہ

اور پاکی بیان کرتا ہون میں ساتھ تعریف تیری کے اور بابرکت ہی نام تیرا اور بلند ہے بزرگی تیری اور
نہین کوئی معبود سوا تیرے بعد اس کے امام اور اکیلا نمازی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ
الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ آہستہ پڑھے پناہ مانگتا ہون مین ساتھ
اللہ کے شیطان راندے ہوئے سے شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے
مہربان کے اور مسبوق کو جسقدر امام کے ساتھ نماز نہین ملی اس کے ادا کرنیکے شروع مین اعوذ
باللہ اور بسم اللہ پڑھنی چاہیے نہ مقتدی کو ف یعنی مقتدی امام کے پیچھے اعوذ باللہ اور بسم اللہ
نہ پڑھے اس واسطے کہ اعوذ باللہ اور بسم اللہ تابع قرأت کے ہین اور قرأت پڑھنی مقتدی کو
نہین ہی بلکہ اقتدا امام کو ہی اور مسبوق کو قرأت پڑھنی ہوتی ہی جسقدر مین امام کیساتھ اسکو نہین ملی
بعد اسکے امام اور اکیلا نمازی الحمد پڑھے پھر امام اور مقتدی اور اکیلا نمازی آمین کہے آہستہ پس امام
اور اکیلا پڑھنے والا سورۃ ملادین اور سنت وہ ہی کہ مقیم چین کی حالت مین فجر اور ظہر کی نماز مین
طوال مفصل پڑھے یعنی سورۂ حجرات سی سورۂ بروج تک اور عصر اور عشا مین اوساط مفصل پڑھے بروج
سی لم یکن تک اور مغرب مین قصار مفصل لم یکن سی آخر قرآن تک ف سورۂ حجرات سی بروج تک
کی سورتون کو طوال مفصل کہتے ہین اور بروج سی لم یکن تک سورتون کو اوساط مفصل اور لم یکن سے آخر
قرآن تک کی سورتون کو قصار مفصل لیکن اس طور پر لازم کرنا سنت نہین کہ کبھی پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز مین قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی
اور کبھی مغرب کی نماز مین سورۂ طور اور سورۂ نجم اور سورۂ المرسلات پڑھی اور اگر سب
مقتدی بیکار ہوویں اور لمبی قرأت کی خواہش رکھتے ہون تو امام کو جائز ہے کہ قرأت دراز
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فجر کی ایک رکعت مین سورۂ البقرہ پڑھی اور پیغمبر صلے
[illegible] وآلہ وسلم نے مغرب کی دو رکعت [illegible] اف پڑھی - اور عثمان رضی اللہ
[illegible] نماز مین اکثر سورۂ یوسف پڑھ [illegible] م کو مقتدیون کے احوال پر
[illegible] حضرت معاذ بن جبل رض [illegible] عشا کی نماز مین سورۂ بقر

پڑھی ایک مقتدی نے پیغمبر علیہ السلام کے نزدیک شکایت کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے معاذ کیا تو فتنہ اور بلا و گناہ مین ڈالتا ہو یعنی قرأت اس قدر دراز پڑھتے ہو کہ لوگ
نماز چھوڑتے ہین اور گناہگار ہوتے ہین مثل سبح اسم اور والشمس اور ان کے مانند
پڑھا کر غرض یہ ہی کہ مقتدیون کے احوال پر نظر رکھنی بہت ہی بہتر ہے اور جمعہ کے دن
صبح کی نماز مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ الم سجدہ اور سورۂ دہر پڑھی اور مقتدی چپ
ہو کر امام کی قرأت کی طرف متوجہ رہے اور نفل نمازون مین رغبت اور خوف کی آیات مین
دعا مانگنی اور معافی چاہنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا اور بہشت کا سوال کرنا سنت ہی جب
قرأت سے فراغت ہو تو اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع مین جاوے اور رکوع مین جاتے وقت اور رکوع
سے سر اوٹھانیکے وقت دونون ہاتھ اوٹھانا نزدیک ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سنت نہین
لیکن اکثر فقہا اور محدثین اسکو سنت ثابت کرتے ہین اور رکوع مین دونون گھٹنون کو
دونون ہاتھ سے مضبوط پکڑے اور انگلیون کو کھلی رکھے اور سر اور پیٹھ کو چوتڑ کے ساتھ برابر
کرے اور جس قدر قرأت مین دیر کی اس کے مناسب رکوع مین بھی دیر کرے سبحان ربی
العظیم تین یا پانچ یا سات بار کہے یعنی رعایت طاق کی رکھے اور ادنی مرتبہ تین بار پڑھے اور
مقتدی کو امام کے بعد رکوع اور سجدے مین جاوے اور مقتدی کو امام سے آگے رکوع
اور سجدے مین جانا حرام ہے پہلے امام سر اٹھاوے بعد اسکے مقتدی اور سر اٹھاتے
وقت نزدیک امام اعظم رح کے امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے اور مقتدی رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ
اور اکیلا پڑھنے والا دونون کہے اور نزدیک امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے امام بھی
دونون کہے بعد اس کے تکبیر کہتے ہوئے سب سجدے مین جاوین پہلے دونون گھٹنے
رکھین بعد اس کے دونون ہاتھ پھر ناک اور ماتھا دونون ہاتھ کے بیچ مین رکھین اور
انگلیان دونون ہاتھ کی ملا کر کعبہ کی طرف رکھین اور بازو کو بغل سے اور پیٹ کو ران سے اور
پنڈلی اور ہاتھون کو زمین سے دور رکھین اور عورتین ان سب کو ملا کر رکھین قیام اور رکوع کے مناسب

سجدے میں دیر کرے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى تین یا پانچ یا سات بار پڑھے اور بہتر یہی کہ تین
بار پڑھے آہستہ اور اطمینان کیساتھ بعد اسکے اللہ اکبر کہتا ہوا سر اوٹھاوے اور قرار کے ساتھ
بیٹھکر دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ
یا اللہ بخش مجھکو اور رحم کر مجھ پر اور راہ دکھا مجھکو اور روزی دے مجھکو اور بلند کر مرتبہ میرا اور
غنی کر مجھکو روایت کی اس کو ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بعد اس کے
اللہ اکبر کہہ کے پھر سجدہ کرے مانند پہلے کے اور اسیطرح سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى کہے پیچھے
تکبیر کہتا ہوا اٹھے اول مُنہ بعد اس کے دونون ہاتھ بعد اسکے دونون گھٹنے اٹھا کر کھڑا ہو دے
اور دوسری رکعت پہلی کی طرح پر پڑھے لاکن اسمین ثنا اور اعوذ نہ پڑھے اور جب دوسری رکعت
تمام کرے تب بایان پانون بچھاوے اور اسپر بیٹھے اور داہنے کو کھڑا رکھے اور انگلیان دونو
پانون کی قبلے کی طرف رکھے اور دونون ہاتھ کو دونون زانو پر رکھے اور داہنے ہاتھ کی
خنصر اور بنصر کو بند کرے اور بیچ کی اونگلی اور ابہام کو ملا کر حلقہ کرے اور شہادت کی انگلی
کھلی رکھے اور التحیات پڑھے اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ۔ پڑھنے کے وقت اشارہ کرے یہ اشارہ کرنا چارون امام کی روایتون سے
ثابت ہے لاکن مشہور مذہب امام اعظمؒ کا وہ ہے کہ اشارہ نہ کرے **ف** مختار یہ ہے کہ
اشارہ کرے اس لئے کہ بہت فقہا اور محدثین سے ثابت ہوا اور انگلیان ہاتھ کی کعبہ کی طرف
متوجہ رکھے اور پہلے قعدے مین تشہد سے زیادہ نہ پڑھے اور پیچھے تشہد کے اللہ اکبر کہتا
ہوا تیسری رکعت کیلئے اٹھے اور اُس اُٹھنے مین دونون ہاتھ اُٹھانا بہت عالمونکے نزدیک
سُنت ہے نزدیک ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ کے اور تیسری اور چوتھی رکعت مین فقط الحمد
بسم اللہ سمیت پڑھے آہستہ جب چارون رکعت سے فارغ ہو تب قعدہ آخیر
کرے جسطرح قعدہ اولیٰ کیا تھا اور اسمین بعد تشہد کے درود پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
یا اللہ رحمت خاص بھیج حضرت محمدؐ پر اور پر اولاد حضرت محمدؐ کے جیسے کہ رحمت بھیجی تونے
اوپر ابراہیمؑ اور اوپر اولاد ابراہیمؑ کے تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے یا اللہ برکت اتار اوپر
محمدؐ کے اور اوپر اولاد محمدؐ کے جیسے کہ برکت اتاری تونے اوپر ابراہیمؑ کے اور اوپر اولاد
ابراہیمؑ کے تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے بعد درود کے جو دعا مشابہ ساتھ الفاظ قران کے
ہو وہ پڑہے اور جو دعائین حدیث سے نقل کی گئین وہ بہتر ہین خصوصًا یہ دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ
بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ
الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ
بِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ یا اللہ تحقیق مین پناہ مانگتا ہون تجہہ سے دوزخ کے
عذاب سے اور پناہ مانگتا ہون مین تجہہ سے عذاب قبر سے اور پناہ مانگتا ہون تجہہ
سے کانے دجال کے فتنے سے اور پناہ مانگتا ہون تجہہ سے زندگانی اور موت کے فتنہ
سے یا اللہ تحقیق مین پناہ مانگتا ہون تجہہ سے گناہ اور قرض سے اور عورت دونون جلسے
مین بائین چوتڑ پر بیٹھے اور دونون پانون داہنی طرف سے نکال دیوے اور جب دعا پڑہ چکے تب سلام
پہیرے دونون طرف اکیلا نمازی نیت فرشتون کی کرے ف یعنی دل مین قصد کرے کہ مین فرشتون
پر سلام علیک کرتا ہون اور امام نیت مقتدیون اور فرشتون کی کرے اور مقتدی نیت امام
اور تمام مقتدیون اور فرشتونکی ، اور چاہیئے کہ نماز حضور دل اور تواضع کیساتھ پڑہے اور سجدے
کی جگہ نظر رکھے اور بعد سلام کے آیۃ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار اور الحمد للہ
تینتیس ۳۳ بار اور اللہ اکبر چونتیس ۳۴ بار اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ
الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ایک بار پڑہے کوئی معبود نہین ہے مگر ایک اللہ کوئی اسکا
شریک نہین ہی اسکے لیئے بادشاہت ہی اور اسی کیلئے تعریف ہی اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

فصل ساتوین نماز کے حدث کے بیان مین اگر نماز مین حدث لاحق ہو وے تو وضو کرے

اور اوسی پر نماز بناء سے **ف** یعنی وضو اگر آپ سے ٹوٹ جائے تو وضو کرے اور اس لفظ کے بعد سے نماز
پوری کرے یعنی جس مقام میں حدث ہوا اُسی مقام سے پڑھے اور اگر نمازی اکیلا ہو تو اُس کو پھر
شروع سے نماز پڑھنی بہتر ہے اور اگر امام ہو تو خلیفہ پکڑے بعد اوسکے وضو کر کے مقتدیوں
میں داخل ہو جائے اور اگر مقتدی ہو تو وضو کر کے پھر اوس مکان میں آوے جہاں سے
گیا تھا اور اس عرصہ میں جو کچھ امام پڑھ چکا ہو اول اوس کو ادا کرے بغیر قرأت کے پھر امام
کے ساتھ شریک ہو جاوے اور اگر امام نماز سے فارغ ہو تو مقتدی مختار ہے اگر چاہے پہلے مکان
میں پھر آوے اور اگر چاہے جس مکان میں وضو کیا اسی مکان میں نماز پوری کرے اور اگر
قصداً حدث کرے گا تو نماز فاسد ہوگی بنا کرنی درست نہ ہوگی اور اگر نماز میں باولا ہوا یا
احتلام ہوا یا کھلکھلا کے ہنسا یا نجاست منع کرنیوالی نماز کی اوس پر پڑی یا کوئی زخم لہو بہنے
والا اُس کو پہونچا یا وضو ٹوٹنے کے گمان پر مسجد سے نکل آیا۔ پیچھے اوس کے ظاہر ہوا
کہ وضو نہیں ٹوٹا تھا یا مسجد کے سوا کسی اور جگہ میں نماز پڑھتا تھا اس جگہ وضو ٹوٹنے
کے گمان سے صف سے الگ ہوا بعد اس کے معلوم ہوا کہ حدث نہیں ہوا تھا
ان صورتوں میں نماز فاسد ہوگی بنا جائز نہ ہوگی اور اگر مسجد یا صف سے باہر نہیں ہوا۔
تو بنا کرے اور اگر قعدۂ اخیر میں التحیات کے بعد حدث لاحق ہوا تو وضو کر لیوے اور سلام
پھیرے اور اگر التحیات کے بعد قصداً حدث کیا تو نزدیک امام اعظمؒ کے نماز اُس کی تمام
ہوگی **ف** وجہ تمام ہونیکی یہ ہے کہ نمازی کو کوئی فعل کے ساتھ نماز سے نکلنا فرض ہے۔
نزدیک امام اعظمؒ کے پس قصداً حدث کرنا بعد تشہد کے یہ بھی ایک فعل ہے اور اگر التحیات
کے بعد تیمم کرنے والا پانی پر قادر ہوا یا امی نے کوئی سورۃ سیکھی یا ننگا کپڑے پر قادر ہوا
یا اشارہ سے پڑھنے والا رکوع اور سجدے پر قادر ہوا یا مدت مسح موزے کی تمام ہوئی
یا موزہ تھوڑے عمل کے ساتھ پاؤں سے نکالا یا صاحب ترتیب کو قضا یاد آئی **ف** اوس
اصل میں ذکر صاحب ترتیب کا آتا ہے یا قاری نے امی کو خلیفہ پکڑا یا فجر کی نماز میں آفتاب نکل آیا

یا جمعے کی نماز مین التحیات کے بعد عصر کا وقت داخل ہوا یا صاحب عذر کو مثل سلسل البول وغیرہ والے کو عذر جاتا رہا یا زخم اچھا ہو کر اس کی پٹی گر پڑی ان صورتوں مین نزدیک امام اعظمؒ کے نماز باطل ہوئی اس سبب سے کہ مصلی کا باہر ہونا نماز سے فعل کیساتھ فرض تھا اور وہ فعل نہین پایا گیا ان صورتون مین کیونکہ یہ امور مذکورہ اُسکے اختیار کے نہین پس اگر کوئی امر انہین مین سے التحیات کے بعد حادث ہو جائے تو گویا کہ بیچ نماز مین ہوا اس لئے نماز اسکی باطل ہوئی اور نزدیک صاحبین کے باطل نہین ہوئی ف اس باعث سے کہ انکی نزدیک نماز سے فعل اختیاری کیساتھ باہر ہونا فرض نہین ہے پس التحیات کے بعد اگر کوئی امر انہین میں سے حادث ہو جائیگا تو نماز سے خارج ہونا ثابت ہوگا مسئلہ اگر امام کو حدث ہوا اس نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو مسبوق نماز پوری کر کے پھر مدرک کو خلیفہ کرے تا مدرک قوم کیساتھ سلام پھیرے مسبوق بعد اسکے کھڑا ہو کر اپنی نماز تمام کرے ف مدرک اسکو کہتے ہین کہ جس نے تمام نماز امام کیساتھ پڑھی مسئلہ اگر رکوع یا سجدے مین حدث لاحق ہو وضو کے بعد جب بنا کریگا تب اس رکوع اور سجدہ کو پھر ادا کرے اور اگر رکوع اور سجدے مین یاد آیا کہ پہلی رکعت مین سے ایک سجدہ یا سجدۂ تلاوت کا فوت ہوا تھا اس سجدے کو قضا کرے لیکن دوہرانا اس سجدے کا مستحب ہے واجب نہین اور اگر امام کو حدث ہوا اور مقتدی ایک مرد ہے تو وہی مرد خلیفہ ہوگا بدون تعین کرنے کے اور اگر مقتدی ایک عورت ہے تو نماز دونون کی فاسد ہوگی اور اگر مقتدی ایک لڑکا ہے تو اس صورت مین بھی یہی حکم ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ نماز امام کی فاسد نہوگی اگر عورت یا لڑکے کو خلیفہ نہ کیا ہو مسئلہ اگر امام قرأت سے بند ہو جائے تو اسکو خلیفہ کرنا درست ہے اگر قرأت نماز جائز ہونیکی قدر نہ پڑھی ہو مسئلہ اگر کوئی شخص امام کو نماز مین پاوے تو جس رکن مین پایا اُس رکن مین داخل ہو جائے اگر رکوع مین پایا تو رکعت ملی اور اگر رکوع مین نہ پایا تو رکعت نہ ملی پس جس وقت امام اپنی نماز سے فراغت کرے تو اسوقت مسبوق جسقدر نماز اسکی فوت ہوئی اسکو پڑھ لیوے اور مسبوق کی نماز قرأت کے حق مین اول نماز کا حکم رکھتی ہے اور بیٹھنے کے حق مین آخر نماز کا

حکم ف یعنی مثلاً اگر ایک رکعت فجر یا دو رکعت مغرب کی یا تین رکعت عشا کی امام کیساتھ ملی تو
امام کے سلام کے پھیر نیکے بعد کھڑا ہو کر ثنا اور اعوذ باللہ پڑھے جسطرح اول نماز مین پڑھتے ہین بعد
اسکے الحمد اور سورۃ کیساتھ ایک رکعت پڑھکر قعدہ آخیرہ کرکے سلام پھیرے اور اگر مثلاً ایک
رکعت مغرب کی ملی تو دوسری رکعت مین ثنا اور اعوذ باللہ کے بعد الحمد سورۃ سمیت پڑھکر قعدہ
اولی کرے پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت اور الحمد سورۃ سمیت پڑھ کے قعدہ آخیر کرے اور سلام پھیرے مسئلہ
مسبوق کے پیچھے نماز پڑھنی درست نہیں نزدیک ابو حنیفہؒ کے مگر شافعیؒ اسکو جائز رکھتے ہین۔
ف یعنی امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق جب اپنی فوتی نماز کو قضا پڑھتا ہو تو اس وقت
اگر کسی نے اسکے پیچھے اقتدا کیا تو اوس مقتدی کی نماز درست نہ ہوگی نزدیک ابو حنیفہ رحہ کے اور
نزدیک شافعی رحمۃ اللہ کے جائز ہوگی مسئلہ اگر نمازی دو رکعت کے بعد بھول کر تیسری رکعت
کے لئے اٹھا اور قعدہ اولی نہ کیا تو جبتک کہ بیٹھنے کے قریب ہی تو بیٹھ جاوے اس صورت مین
سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر کھڑے ہونے کے قریب ہوگیا تو کھڑا ہو جائے نہ بیٹھے بیٹھیگا
تو نماز فاسد ہوگی اور بعض کے نزدیک فاسد نہین ہوتی ہے پر سجدہ سہو کرنا ہوگا اور اگر چار
رکعت کے بعد کھڑا ہوگیا تو جبتک پانچوین رکعت کیواسطے سجدہ نہین کیا تو بیٹھ جائے اور
قعدہ اخیرہ کرکے سلام پھیرے اور سجدۂ سہو کرلے اور اگر پانچوین رکعت کیلئے سجدہ کیا تو
نماز اسکی باطل ہوئی اب اگر چاہے چھٹی رکعت پڑھکر سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے اور چاہیے
چھٹی رکعت نہ پڑھے اسجگہ قعدۂ اخیرہ کرے اور سلام پھیرے اس صورت مین چار رکعت نفل
ہوگی اور رکعت باطل ہوگی **فصل آٹھوین** وقتیہ نماز کی قضا پڑھنے کے بیان مین۔ اگر نماز کا وقت
فوت ہو جائے تو قضا پڑھے اذان اور تکبیر کے ساتھ مانند ادا کے پس اگر قضا جماعت کیساتھ
پڑھی جاتی ہے تو مغرب اور عشا اور فجر کی نماز مین قرأت پکار کے پڑھنی واجب ہے اور اگر اکیلا پڑھتا
ہو تو آہستہ پڑھے مسئلہ قضا اور وقتیہ نماز مین ترتیب فرض ہی اور فرض و تر مین بھی نزدیک
امام اعظم کے پس باوجود قضا یاد ہونیکے اگر نماز وقتیہ پڑھے گا تو نماز وقتیہ فاسد ہوگی پھر اگر

فائتہ کی نماز پڑھی دوسری وقتیہ کی ادا کرنے کے آگے تو پہلے وقتیہ کی فرضیت باطل ہو گئی
اور اگر فائتہ کی قضا پڑھنے کے آگے پانچ نماز وقتیہ ادا کی تو یہ سب وقتیہ فاسد ہوئیں ساتھ
فساد موقوف کے پس اگر بعد اوسکے وقتیہ چھٹی پہلے ادا کرنے فائتہ کے پڑھی تو یہ سب وقتیہ
صحیح ہوئیں نزدیک امام اعظمؒ کے نہ نزدیک صاحبینؒ کے **ف** تفصیل اس اجمال کی یوں ہے
کہ جو شخص صاحب ترتیب ہووے اسکو قضا اور وقتیہ مین نماز ترتیب کیساتھ پڑھنی فرض
ہے صاحب ترتیب اسکو کہتے ہین کہ جس شخص کی نماز چھ سے کم قضا ہو خواہ ایک ہو خواہ
دو خواہ تین خواہ چار خواہ پانچ اور جو پوری چھ ہوئین تو وہ صاحب ترتیب نہ رہا پس جب
تک صاحب ترتیب ہے تب تک اوسپر فرض ہے کہ اول قضا نماز پڑھ لیوے اسکے بعد وقتیہ پڑھے
اور اگر قضا یاد رکھ کے وقتیہ پڑھے گا تو وقتیہ فاسد ہوگی مثلاً ایک نماز فوت ہوئی اوس کی
اوسکو یاد رکھکر ایک وقتیہ پڑھی تو یہ وقتیہ فاسد ہو گئی لاکن فساد اس کا موقوف ہے یعنی اگر اس
وقتیہ کے پیچھے یک لخت اور چھ وقتیہ پڑھتا گیا اور اس فوتی کو انکے بیچ مین نہ پڑھا تو یہ
سب وقتیہ صحیح ہوئین اور فساد وقتیہ اولیٰ کا بھی اوٹھ گیا اور اگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ
فوتی کو یاد رکھکر ایک وقتیہ پڑھی پھر دوسرے وقت مین وقتیہ سے پہلے اوس فوتی کو پڑھا
تو اسصورت مین وقتیہ کی فرضیت باطل ہوئی یعنی فرض نہ رہی نفل ہو گئی **مسئلہ** اگر عشا بھولکر
بے وضو پڑھ لے اور سنت اور وتر کو وضو کے ساتھ پڑھے تو عشا کے ساتھ سنت
پھر پڑھے اور وتر نہ پڑھے نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک صاحبینؒ کے وتر بھی پڑھے **مسئلہ**
ترتیب ساقط ہوتی ہے تین چیز کے سبب ایک تو وقتیہ نماز کے وقت تنگ ہونیکے سبب دوسرے بھولنے
کے سبب تیسرے جو وقت اسکے ذمہ چھ یا زیادہ چھ سے نماز فائتہ ہوئین خواہ نئی ہوئین خواہ پرانی اسکے سبب
ف مثلاً کسی نے چھ نمازین قضا کین اب ساتوین نماز ان چھ کے یاد رکھتے پر اس نے
پڑھ لی تو بھی درست ہے۔ پس جو وقت فوتی نمازین ادا کر چکے گا تو ترتیب پھر عود
کریگی اور اگر چھ یا زیادہ چھ سے فوت ہوئین اور کئی نمازین ان مین سے قضا پڑھ لین۔

یہانتک کہ کم چھ سے باقی رہیں تو نزدیک بعض کے اسصورت میں ترتیب رجوع کریگی اور فتویٰ اس قول پر ہی کہ ترتیب رجوع نہ کریگی جبتک تمام ادا نہو گی فصل نویں نماز فاسد کرنیوالی اور مکروہ کرنیوالی چیزوں کے بیان میں۔ کلام اگرچہ بھولکر ہو یا نیند میں نماز فاسد کرتا ہی اور اسی طرح سوال کرنا اس چیز کا کہ جو چیز آدمیوں سے بھی مانگتا ہو سکے ف مثلاً کہنا یا اللہ فلانی عورت کیساتھ میرا نکاح کر دے اور نالہ کرنا اور درد سے آہ اور پریشانی سے اُف کہنا اور ساتھ آواز کے رونا درد یا مصیبت سے نہ بہشت اور دوزخ کے ذکر سے ف یعنی بہشت اور دوزخ کا ذکر سنکر رونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہی اور کھنکھارنا بے عذر اور چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا اور خوشخبری کا جواب الحمد للہ کیساتھ دینا اور بری خبر کا جواب اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کیساتھ اور عجب کا جواب سبحان اللہ یا لا حول ولا قوۃ الا باللہ کیساتھ دینا یہ امور نماز کو فاسد کرتے ہیں اور اگر اپنے امام کے سوا اور کو بتا دے تو نماز فاسد ہوتی ہی اور اپنے امام کو بتانے سے فاسد نہیں ہوتی ہی اور سلام کرنا قصداً اور جواب دینا سلام کا خواہ قصداً ہو خواہ سہواً یہ دونوں نماز کو فاسد کرتے ہیں نہ سلام سہواً اور قرآن دیکھکر پڑھنا اور کھانا پینا اور عمل کثیر یہ سب نماز کو فاسد کرتے ہیں۔ اور عمل کثیر وہ ہی کہ اوس کام میں دونوں ہاتھ لگانیکی حاجت ہو اور نزدیک بعض کے عمل کثیر وہ ہی کہ اوس کام کے کرنیوالے کو دیکھنے والا جانے کہ یہ شخص نماز میں نہیں اور بعض نے کہا کہ جس کام کو نمازی آپ کثیر سمجھے وہ عمل کثیر ہے اور اگر نجاست پر سجدہ کیا تو نماز فاسد ہو گی اور اگر ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ اسکے تمام ہونیکے قبل دوسری شروع کی نئے تحریمہ سے تو پہلی نماز باطل ہو گی اور اگر اس پہلی نماز کو پھر نئے تحریمہ کیساتھ شروع کیا تو باطل نہ ہو گی اور جو کھانا کہ دانت میں لگا تھا اگر اسکو زبان سے نکالکر کھا لیا پس اگر وہ چنے سے کم ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ اور اگر چنے کے برابر ہی تو فاسد ہو گی اور اگر کسی مکتوب پر نظر کی اور معنی اوسکے دریافت کیے تو نماز فاسد نہ ہو گی اور اگر زمین یا دکان پر نماز پڑھتا ہی اور اُسکے سامنے سے کوئی چلا گیا

تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ جانے والا عورت یا گدھا ہو یا کتا ہو لیکن اگر عقلمند چلا گیا تو جانیوالا
گنہگار ہوگا۔ مگر جسوقت کہ دکان بلند ہو اس طور پر کہ جانیوالے کا سر نمازی کے پاؤن
کے برابر ہو تو گناہگار نہ ہوگا اور سنت وہ ہے کہ نمازی میدان یا سرراہ مین ایک لکڑی
کھڑی کرے ایک ہاتھ کی لمبی اور ایک اونگلی کے برابر موٹی اور اپنے قریب داہنے یا بائین ابرو
کے برابر کھڑی کرے اور سترہ سامنے رکھ دینا یا زمین پر خط کھینچنا فائدہ نہین رکھتا ہے اور
امام کا سترہ قوم کو کفایت کرتا ہے اور اگر سترہ نہ ہو تو نمازی گزرنے والے کو اشارے سے
یا تسبیح کہکر گزرنے سے دفع کرے نہ دونون سے ف یعنی یون نہ کرے کہ اشارے بھی
اور تسبیح بھی کہے مسئلہ اگر دوتہ والے کپڑے پر نماز پڑھی اور اسکے استر کی تہ نجس تھی اس
صورت مین اگر دونون تہ سِلی ہوئی ہین تو نماز صحیح ہوگی اور اگر سِلی ہوئی ہین تو صحیح نہ
ہوگی اور بچھے ہوئے کپڑے پر نماز پڑھی اور ایک طرف اس کا نجس ہے تو نماز جائز ہوگی
پاک کی جانب ہلانیسے ناپاک کی جانب ہلے نہ ہلے اور اگر کپڑا لمبا ہے کہ ایک طرف اسکا
پہنکر نماز پڑھتا ہے اور جس طرف نجس ہے وہ زمین پر پڑا ہے اس صورت مین اگر مصلی کے ہلنے
سے نجس کی جانب ہلتا ہے تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر نہین ہلتا ہے تو درست ہوگی۔
مسئلہ مکروہ ہے کپڑے یا بدن کیساتھ نماز مین کھیلنا اگرچہ عمل قلیل ہو اور اگر کثیر ہے تو نماز کو
فاسد کریگا اور مکروہ ہے کنکریان سجدے کی جگہ سے ہٹانا مگر جس صورت مین کہ سجدہ
کرنا ممکن نہ ہو تو ایک بار یا دو بار ہٹا دے ف اگر تین بار ہٹا دیگا تو نماز فاسد ہوگی۔
اور مکروہ ہے انگلیون کو ملکر اور کھینچکر چٹخانا اور ہاتھ کمر پر رکھنا اور داہنی یا بائین طرف منہ لانا
بدون سینہ پھیرنے کے کعبہ کیطرف سے اور سینہ پھر جائے گا تو نماز فاسد ہوگی۔ اور مکروہ
ہے اقعا یعنی دونون زانو کھڑے کرکے اور دونون ہاتھ زمین مین رکھ کے چوتڑ پر کتے
کی بیٹھک بیٹھنا اور دونون باہون کو سجدے مین زمین پہ بچھانا اور سلام کا جواب
ہاتھ سے دینا اور فرض مین بیعذر چار زانو بیٹھنا اور کپڑے کو مٹی لگنے کے احتیاط

سے سیٹینا اور سدل ثوب یعنی کپڑے کو سر اور کندھے ڈالکر دونون کنارے کو بدون ملانے
کے لٹکا دینا اور جمہائی لینی چاہیئے کہ جمہائی کو دفع کرے اور کھالسنی کو جہانتک ہوسکے
دفع کرے اور انگڑانا یعنی بدن کو سستی دفع کرنیکے لئے کھینچنا اور آنکھین بند
رکھنی نہ چاہئیے بلکہ چاہیئے کہ نظر سجدے کی جگہ رکھی اور سر کے بالون کو سر پر لپیٹ کے
گرہ دے کر نماز پڑھی بلکہ سنت یہ ہی کہ اگر سر پر بال ہووین تو بالونکو چھوڑ دیوی تا بال بھی سجدہ
کرین اور نماز ننگے سر پڑھنی درست نہین مگر عاجزی اور انکساری کیلئے مضائقہ نہین اور آیتون
اور تسبیحون کو ہاتھ سے شمار کرنا لیکن نزدیک صاحبینؒ کے یہ مکروہ نہین اور امام اکیلا مسجد کے
طاق مین ہو اور ساری لوگ باہر ہووین یا امام تنہا اونچے پر ہو اور سارے لوگ نیچے اور
صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا ساتھ اس کے کہ صف مین جگہ ہے اور اگر صف مین جگہ
نہ ہو تو ایک آدمی کو صف سے کھینچکر اپنے ساتھ صف کرلیوے اور پہننا اس کپڑے کا کہ جس مین
تصویر آدمی یا جانور کی ہووے یا تصویر سر پر یا سامنے منہ کے داہنے یا بائین ہاتھ کی طرف
ہووے اور اگر نیچے قدم یا پیچھے بیٹھکے ہووے تو مضائقہ نہین اور تصویر درخت اور اسکے
مانند کی اور اسیطرح تصویر سر کٹی ہوئی مضائقہ نہین اور مارنا سانپ اور بچھو کا نماز مین
مکروہ نہین اور مکروہ نہین ہے کہ امام مسجد مین کھڑا ہووے اور سجدہ مسجد کے طاق مین کرے
اور مکروہ نہین ہی نماز پڑھنی اس مرد کی پیٹھ کی طرف کہ بات کر رہا ہے اور کلام اللہ کی طرف
تلوار لٹکی ہوئی یا شمع یا چراغ کی طرف **فصل دسوین بیمار کی نماز کے بیان مین**۔ اگر بیمار
کھڑا ہونے کی طاقت نہ رکھے یا مرض بڑھنے کا خوف ہو تو نماز بیٹھ کر پڑھے اور رکوع اور
سجدہ بجا لاوے اور اگر رکوع اور سجدہ کرنیکی طاقت نہ ہو اور کھڑے ہونے کی طاقت
ہو تو نزدیک امام اعظمؒ کے فتویٰ یہ ہے کہ بیٹھکر نماز پڑھنی اس کیلئے بہتر ہے کھڑے
ہوکر پڑھنے سے پس بیٹھکر نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرے اور
اشارہ سجدہ کا بہت جھک کر کرے رکوع کے اشارے سے اور اگر کھڑے ہوکر سر کے

اشارے سے نماز پڑھے گا تو بھی درست ہے اور نزدیک فقیر کے یہ ہے کہ کھڑے ہونے پر
طاقت ہوتے ہوئے کھڑا ہونا ترک نہ کرے اور اگر کھڑے ہونے پر اور رکوع اور سجدے پر طاقت
نہیں رکھتا ہے تو بیٹھکر اشارے سے پڑھے اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رکھے تو چت
لیٹے اور دونوں پاؤں کعبے کی طرف کرے یا کروٹ پر لیٹے اور منہ قبلہ کیجانب کرے سر کے
اشارے سے پڑھے اور اگر رکوع اور سجدہ کرنا سر کے اشارے سے ممکن نہ ہو تو نماز موقوف رکھے
جب تک طاقت اشارے کی حاصل ہووے اور اگر اس عرصہ میں مر گیا تو گنہگار نہ ہوگا۔
اور اگر نماز کے بیچ میں بیمار ہو جاوے تو موافق اپنی طاقت کے نماز کو تمام کرے اور اگر بیمار بیٹھکر
رکوع اور سجدے کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا پھر نماز کے اندر کھڑے ہونے پر قادر ہوا تو کھڑا ہو
جاوے اور اس نماز کو پوری کرے اور نزدیک امام محمدؒ کے نماز سرے سے شروع کرے
اور اگر بیمار نماز اشارے کیساتھ پڑھتا تھا اور نماز کے بیچ میں رکوع اور سجدے پر قادر ہوا تو اس
صورت میں بالاتفاق نماز سرے سے شروع کرے اور جو شخص بیہوش یا دیوانہ رہا ایک
رات اور ایک دن تک تو نماز اس ایک رات اور ایک دن کی قضا کرے اور اگر ایک رات
اور ایک دن سے ایک ساعت بھی زیادہ گزر گئی تو قضا واجب نہ ہوگی اور نزدیک امام محمدؒ
کے جب تک چھٹی نماز کا وقت نہ آویگا تب تک قضا واجب ہوگی **فصل گیارہویں**
مسافر کی نماز کے بیان میں جو کوس چار ہزار قدم کا کہلاتا ہے ویسے پندرہ پندرہ کوس
تین منزل چلنے کے قصد سے جو شخص اپنے گھر سے نکل کر شہر کی عمارتوں سے باہر ہووے
تو اوس شخص کو چاہیے کہ چار رکعت والی فرض میں دو رکعت پڑھے اور اگر اس نے چار رکعت
پڑھی اس صورت میں اگر دو رکعت کے بعد بیٹھا تھا تو نماز ادا ہوئی مگر ہاں دو رکعت فرض کی
اور دو رکعت نفل لیکن فرض اور نفل اکٹھا کرنے کے سبب گنہگار ہوا اگر بھول کر ایسا
کیا تو سجدہ سہو کر لیوے کیونکہ سلام پھیرنے میں دیر لگی اور اگر دو رکعت کے بعد نہیں
بیٹھا تو فرض اسکا باطل ہوا چاروں رکعت نفل ہوئیں سجدہ سہو کر لیوے مسافر

جبتک اپنے اصلی وطن میں داخل نہوگا یا کسی شہر یا گانون مین پندرہ یا زیادہ پندرہ دن سے رہنے کا قصد نکریگا تب تک اسکو حکم قصر کا رہیگا اور میدان مین نیت اقامت کی معتبر نہین اور جو کہ ہمیشہ میدان مین رہا کرتے ہین اور کسی جگہ اقامت نہین کرتے ہین مگر دس یا پانچ روز توان لوگون کو حکم ہی کہ ہمیشہ نماز اقامت کی پڑہین قصر نہ کرین ہان جسوقت ایک بارگی اڑتالیس کوس چلنے کا ارادہ کرین تو اسوقت قصر پڑہین اور اگر وقتیہ مین مسافر نے مقیم کے پیچھے اقتدا کیا تو چار رکعت والی نماز مین مسافر پر چار رکعت لازم ہوگی اور وقت کے بعد یعنی قضا مین مسافر کو مقیم کے پیچھے اقتدا کرنا درست نہین اور مقیم کو مسافر کے پیچھے وقتیہ قضا دونون مین اقتدا کرنا درست ہے جب مسافر دو رکعت پڑہکر سلام پھیرے تو مقیم کھڑا ہو کر دو رکعت اور پڑہ لیوے ف مسافر کو قضا پڑہنے مین مقیم کے پیچھے اقتدا کرنا درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہی کہ نماز وقتیہ مین امام کی تابعداری کے سبب مسافر پر فرض چار رکعت ہوجاتی ہے اور وقت کے بعد مسافر کا فرض بدلتا نہین اور مقیم کو مسافر کے پیچھے قضا مین بھی اقتدا درست ہی بشرطیکہ دونون کا فرض ایک ہو مثلاً عشا دونون کی فوت ہوئی تو اس صورت مین مقیم کی اقتدا مسافر پر درست ہوگی جب مسافر دو رکعت پڑہکر سلام پھیرے تو مقیم کھڑا ہو کر باقی پڑہ لیوے اور وطن کی دو قسمین ہین ایک وطن اصلی دوسرے وطن اقامت اور وطن اصلی فقط وطن اصلی ہی سے باطل ہوتا ہی اور وطن اقامت اور وطن اصلی و سفر کے سبب سے باطل ہوتا ہی ف مثلاً ایک مسافر نے کسی شہر مین اقامت کی تھی پھر چند روز کے بعد وہان سے کسی شہر مین جاکر مقیم ہوا یا وطن اصلی یا اور کہین سفر مین چلا گیا تو جو پہلی اقامت تھی وہ باطل ہوئی جب وہان دوبارہ آویگا تو بدون نیت اقامت کے مقیم نہ ہوگا اور گھر مین جو نماز قضا ہووے اسکو سفر مین چار رکعت پڑہے اور سفر مین جو قضا ہووے اسکو گھر مین دو رکعت **مسئلہ** سفر معصیت مین یعنی مثلاً چوری یا قزاقی کے لئے جو سفر کرتے ہین اوسمین تینون اماموں کے نزدیک قصر نماز مین منع ہی اور نزدیک امام اعظمؒ کے قصر نماز مین واجب اور افطار روزے مین جائز

اور اقامت اور سفر مین نیت متبوع کی معتبر ہے نہ تابع کی یعنی نیت امیر کی معتبر ہے نہ لشکر کی اور نیت مولی کی معتبر ہے نہ غلام کی اور نیت خاوند کی معتبر ہے نہ جورو کی

فصل بارہوین

جمعہ کی نماز کے بیان مین جمعہ کی صحت کیواسطے چھ چیزین شرط ہین جب وہ چھ پائی جاوینگی تب جمعہ ادا ہوگا اور جمعہ پڑہنے والے کے ذمہ سے ظہر ساقط ہوگی۔ پہلی شرط شہر کا ہونا کہ جس مین حاکم اور قاضی ہووین یا کنارہ شہر کا کہ بنا کیا گیا شہر کے لوگون کی حاجت کیلئے مثلاً مردے دفنانے یا لشکر جمع کرنیکے لئے پس نزدیک امام اعظمؒ کے دیہاتون مین جمعہ درست نہین اور نزدیک شافعیؒ اور اکثر امامون کے دیہاتون مین درست ہے۔ شہر کے کنارے مین درست نہین دوسری شرط حاضر ہونا بادشاہ یا اوس کے نائب کا تیسری شرط ظہر کا وقت ہونا۔ چوتھی شرط خطبہ پڑھنا۔ لیکن نزدیک امام اعظمؒ کے ایک تسبیح کے برابر کفایت کرتا ہے اور نزدیک صاحبین کے فرض وہ ہے کہ ذکر دراز ہو اور دو خطبے پڑھنا اس طور پر کہ شامل ہووین حمد اور درود اور تلاوت قرآن اور مسلمانون کی نصیحت پر اپنے نفس اور مسلمانون کی استغفار پر یہ سنت ہے اور ترک انکا مکروہ ہے پانچوین شرط جماعت اور وہ جماعت چالیس آدمی کی چاہیے نزدیک شافعی اور احمد رحمہما اللہ کے اور نزدیک ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تین آدمی سوا امام کے نزدیک ابی یوسف کے دو آدمی سوا امام کے اگر نماز کے درمیان سے جماعت کے لوگ بھاگ جاوین تو امام اور باقی رہنے والون کا جمعہ فوت ہوگا وہ لوگ ظہر سرے سے شروع کرین

ف فوت ہوتا جمعہ کا اس صورت مین ہے کہ تمام آدمی امام کے سجدہ کرنیکے قبل بھاگ جائین اور اگر سارے نہ بھاگین امام کے سوا تین آدمی رہجائین یا امام کے سجدے کے بعد سب بھاگین تو ان دونون صورتون مین جمعہ فوت نہوگا امام کو چاہیے جمعہ تمام کرے چھٹی شرط اذن عام یعنی کسیکو نہ روکے

مسئلہ جمعہ لڑکے اور غلام اور عورت اور مسافر اور بیمار پر واجب نہین اور اسیطرح اندھے پر بھی نزدیک امام اعظمؒ کے اگرچہ اسکو لیجانے والا میسر ہووے اور نزدیک امام مالکؒ اور شافعیؒ اور محمدؒ کے اگر لیجانیوالا میسر ہے تو اندھے پر جمعہ واجب ہے اور اگر میسر نہین تو نہین اور نزدیک [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کے

غلام پر جمعہ واجب ہے مسئلہ غلام یا عورت یا بیمار یا مسافر نماز جمعہ کی ادا کریں تو ادا ہوگی اور ظہر انسے
ساقط ہوگی اور جو شخص شہر کے باہر بستا ہو اگر اذان جمعہ کی سنتا ہو تو اسپر لازم ہو جمعہ میں حاضر ہونا
غلام اور بیمار اور مسافر کو اگر جمعہ میں امام ٹھہراویں تو درست ہو اگر مسافروں کی جماعت نے شہر کے اندر نماز
جمعہ کی پڑھی اور مقیم ان میں کوئی نہ تھا تو نزدیک امام اعظمؒ کے جمعہ انکا صحیح ہوگا اور نزدیک شافعیؒ اور
احمدؒ کے درست نہیں جبتک چالیس آدمی مقیم آزاد تندرست انمیں نہ ہوویں مسئلہ ایک معذور
نے اگر جمعہ کے آگے ظہر پڑھی تو ادا ہوگی کراہت تحریمہ کیساتھ پھر اگر وہ جمعہ کیواسطے چلا اور امام ابتک
فارغ نہیں ہوا تو ظہر باطل ہوئی پس اگر نماز جمعہ ملے تو بہتر اور اگر نہ ملے تو ظہر پھر پڑھے اور نزدیک
صاحبینؒ کے اگر نماز جمعہ ہاتھ نہ لگے تو ظہر باطل نہ ہوگی مسئلہ معذور اور قیدی کو جمعہ کے
دن نماز ظہر کی جماعت کیساتھ پڑھنی مکروہ ہے مسئلہ جس شخص نے امام کو جمعہ میں التحیات یا
سجدہ سہو کے اندر پایا اور نماز میں داخل ہوا تو وہ شخص بعد سلام امام کے دو رکعت جمعہ کی
تمام کرے اور نزدیک امام محمدؒ کے اگر دوسری رکعت کا رکوع نہیں پایا تو چار رکعت ظہر کی
اسی تحریمہ پر تمام کرے مسئلہ جب جمعہ کے پہلے اذان کہی جاوے تب جانا اوسکی طرف واجب
ہوتا ہے اور اسوقت خرید و فروخت حرام ہوتا ہے اور جب امام منبر پر چڑھے خطبہ پڑھنے کو تب بات
کہنی اور نماز پڑھنی منع ہے جبتک خطبے سے فارغ نہ ہو اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان
دوسری اسکے روبرو کہی جاوے اور لوگ امام کی طرف متوجہ رہیں اور جب خطبہ تمام ہو چکے
تکبیر کہے مسئلہ جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھنی سنت ہے اور ایک روایت
میں سبح اسم اور ہل اتاک پڑھنی سنت ہے مسئلہ ایک شہر میں جمعہ کئی جگہ درست ہے اور امام اعظمؒ
کی ایک روایت میں سوا ایک جگہ کے جائز نہیں اور امام ابی یوسفؒ سے روایت ہے کہ
اگر شہر کے درمیان نہر جاری ہووے تو اسکی دونوں طرف جمعہ پڑھنا درست ہے فصل تیرہویں
واجب نمازوں کے بیان میں اکثر اماموں کے نزدیک پانچوں وقت کی فرض کے سوا اور کوئی نماز
واجب نہیں اور نزدیک امام اعظمؒ کے نماز وتر کی واجب ہے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی

بھی اوروں کے نزدیک یہ تینوں سُنّت مؤکدہ ہیں ف نماز کے واجبات کی فصل میں
گزر چکا کہ امام اعظم رح کے سوا اوراماموں کے نزدیک فرض اور واجب ایک چیز ہے اور وتر میں
تین رکعت ہیں نزدیک امام اعظمؒ کے ایک سلام کیساتھ اور تینوں رکعت میں الحمد اور
سورۃ پڑھے اور تیسری رکعت میں قرأت کے بعد کانوں تک ہاتھ اوٹھا کر پھر باندھ لیوے پھر دعائے قنوت پڑھا کرے تمام سال
اور نزدیک شافعیؒ کے رمضان کے آخری پندرہ دنوں میں قنوت پڑھے اور نزدیک اونکے
کے رکوع کے بعد قومے میں پڑھنی سنت ہے اور قنوت فجر کی نماز میں پڑھنی بدعت ہے اور نزدیک
شافعیؒ کے سُنّت ہے اور مستحب ہے کہ وتر کی پہلی رکعت میں سبّح اسم اور دوسری میں قل یا
ایہا الکافرون اور تیسری میں قل ہو اللہ احد پڑھے مسئلہ نماز عید کی شرائط وجوب اور
ادا کے مانند نماز جمعہ کے ہیں ف یعنی جن شرطوں سے نماز جمعہ کی واجب ہوتی ہے اور ادا ہوتی ہے
انہیں شرطوں سے نماز عید کی بھی واجب ہوتی ہے اور ادا ہوتی ہے مگر فرق یہ ہے کہ عید میں خطبہ شرط
نہیں بلکہ سنت ہے کہ بعد نماز عید کے دو خطبہ پڑھے مانند جمعہ کے اور اُن میں مناسب اس دن
کے احکام صدقہ فطر یا احکام قربانی کے قاعدے اور تکبیر ایام تشریق کی بیان کرے مسئلہ عید الفطر
کے دن سنت وہ ہے کہ پہلے کچھ کھاوے اور صدقہ فطر کا دیوے اور مسواک اور غسل کرے اور اچھے کپڑے
پہنے اور خوشبو لگاوے اور تکبیر کہتا ہوا عیدگاہ میں جاوے لیکن تکبیر پکار کے نہ کہے اور جب
سورج بلند ہوا اس قدر کہ آنکھ اس کے دیکھنے میں چندھیا دے اس وقت دوپہر کے قبل تک
دونوں عید کی نماز کا وقت ہے اور جب نماز عید کی پڑھنے لگے تو تحریمہ کے بعد پہلی رکعت میں
تین تکبیر زوائد کی کہے اور ہر تکبیر کیساتھ دونوں ہاتھ اوٹھاوے اور تکبیروں کے بعد ثنا پڑھے اور
دوسری رکعت میں قرأت کے پیچھے رکوع سے پہلے تین تکبیر زوائد کی کہے اور ہر تکبیر کیساتھ
دونوں ہاتھ اوٹھاوے اور اسکے بعد تکبیر رکوع کی کہے یہ چھ تکبیریں اور تکبیر رکوع کی نماز عیدین میں
واجب ہیں اگر یہ فوت ہوئیں تو سجدہ سہو لازم آویگا۔ اور اگر قصداً ترک کریگا تو نماز مکروہ تحریمی
ہوگی اور دونوں عید کی نماز اگر کسی نے امام کیساتھ نہ پائی تو اس کی قضا نہیں اور اگر کسی عذر کے

مسئلہ نماز عید الفطر کی امام اور قوم سے فوت ہو جاوے تو دوسرے دن اسکو ادا کرین نہ بعد اسکے اور عید الضحیٰ کی نماز بارہوین تک بھی جائز ہو اور نماز عید الضحیٰ کی مانند نماز عید الفطر کے ہے مگر فرق اتنا ہو کہ عید الضحیٰ مین مستحب ہے کہ قبل نماز کے کچھ نہ کھاوے بلکہ بعد نماز کے اپنی قربانی کے گوشت مین سے کھاوے اور قبل نماز کے کھانا بھی مکروہ نہین اور قربانی کرنی قبل نماز کے درست نہین اور عید الضحیٰ مین تکبیر عیدگاہ کی راہ مین پکار کے کہتا جاوے مسئلہ ایام تشریق مین تکبیرین کہنی ہر فرض نماز کے بعد جب جماعت کیساتھ پڑھی جاوے مقیم پر شہر مین واجب ہے اور نوین ذی الحجہ کی صبح سے دسوین کی عصر تک ایام تشریق کے ہین نزدیک امام اعظم کے اور نزدیک صاحبین کے تیرہوین کی عصر تک اور فتوی صاحبین کے قول پر ہے اور اگر مقیم کے پیچھے عورت یا مسافر اقتدا کرین تو ان پر تکبیر کہنی واجب ہوگی تکبیر آواز بلند کیساتھ کہے اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ نہین کوئی معبود بندگی کے لائق سوائے اللہ کے اور اللہ بہت بڑا ہے اور واسطے اللہ کے ہے ساری خوبی اور اگر امام ترک کرے تو بھی مقتدی ترک کرے

فصل

چودہوین نفلوں کے بیان مین فجر کی نماز کے قبل سنت دو رکعت ہے سورۂ کافرون اور قل ہو اللّٰہ احد اس مین پڑھے اور نماز ظہر اور جمعہ کے قبل چار رکعتین ہین ساتھ ایک سلام کے اور بعد ظہر کے دو رکعت ہین اور بعد جمعہ کے چار رکعت اور نزدیک ابی یوسف کے بعد جمعہ کے چھ رکعتین ہین اور مستحب ہو کہ ظہر کے بعد چار رکعت پڑھے دو سلام کیساتھ اور نماز عصر کے قبل دو رکعت یا چار رکعت پڑھنی مستحب ہو اور بعد نماز مغرب کے دو رکعت سنت ہو اور بعد اسکے چھ رکعتین اور مستحب ہین کہ ان کو صلوٰۃ الاوابین کہتے ہین اور ایک روایت مین نماز مغرب کے بعد بیس رکعتین پڑھنی آئی ہین اور قبل عشا کے چار رکعت مستحب ہین اور بعد عشا کے دو رکعت سنت اور چار رکعت مستحب ہو اور بعد وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھنی مستحب ہے پہلی رکعت مین اذا زلزلت الارض دوسری مین قل یا ایہا الکافرون پڑھے

نماز تہجد کی سنت موکدہ ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ترک نہیں فرمائی اور اگر کبھی فوت ہو جاتی تو بارہ رکعت دن کو پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد کی حدیث میں چار رکعت سے کم نہیں آئی اور بارہ رکعت سے زیادہ بھی ثابت نہیں ہوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھتے تھے سنت اسیطرح پر ہے جسکو اپنے نفس پر اعتماد ہو تو وہ وتر تہجد کے بعد آخر رات کو پڑھے کہ یہ بہتر ہے اور اگر اعتماد نہ ہو تو سونیکے قبل پڑھ لیوے کہ اسمیں احتیاط ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی وتر سمیت تہجد سات رکعت پڑھی اور کبھی نو رکعت اور کبھی گیارہ رکعت اور کبھی تیرہ رکعت اور کبھی پندرہ رکعت اور کبھی دو رکعت اور کبھی چار چار رکعت اور کبھی سب کی سب ایک سلام کیساتھ اور کبھی دو دو رکعت تازہ وضو اور مسواک کے ساتھ پڑھی اور بعد ہر دو رکعت کے سوتے اور پھر جاگتے اور تہجد میں قیام بہت دراز فرماتے تھے یہاں تک کہ دونوں پاؤں مبارک سوج جاتے اور پھٹ جاتے اور کبھی چار رکعت پڑھی پہلی رکعت میں سورۂ بقر دوسری میں سورہ آل عمران تیسری میں سورہ نسا چوتھی میں سورۂ مائدہ پڑھی اور جسقدر قیام فرمایا اُسی قدر رکوع اور اوسی قدر قومہ اور اوسی قدر سجدہ اور اوسی قدر جلسہ ادا فرمایا۔ اور کبھی ایک رکعت میں یہ چاروں سورے جمع فرماتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وتر کی ایک رکعت میں تمام قرآن ختم کرتے لیکن مستحب یہ ہے کہ ہر روز اس قدر پڑھے کہ ہمیشہ پڑھ سکے ایک مہینے میں ایک ختم کرے یا دو ختم یا تین ختم اور اکثر صحابہ سات رات میں ختم فرماتے تھے اور اول رات میں تین سورہ پڑھتے تھے سورۂ بقر اور سورہ آل عمران اور سورۂ نسا اور دوسری رات میں پانچ سورہ پھر سات پھر نو پھر گیارہ پھر تیرہ آخر قرآن تک اور اس ختم کو فمی بشوق نام رکھتے ہیں ف مراد ف سے سورۂ فاتحہ اور میم سے سورۂ مائدہ اور ی سے سورۂ یونس اور ب سے سورۂ بنی اسرائیل اور ش سے سورہ شعرا اور واو سے سورۂ والصافات اور ق سے سورۂ ق ہے اور چاہیئے کہ قرآن ترتیل کیساتھ پڑھے۔

ف ترتیل کے معنی آہستہ آہستہ اور صاف صاف پڑھنا اور حروف اور مد اور تشدید کو

بجوبی ادا کرنا اور وعدہ اور وعید کے مقام میں غور کرنا اور مستحب ہی کہ صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھکر سورج نکلنے تک ذکر میں مشغول رہے جب سورج نکل چکے تب دو رکعت نفل پڑھے ثواب ایک حج اور ایک عمرے کا پاویگا اور اگر چار رکعت پڑھیگا تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دن کے آخیر تک اسکی مراد دینے کیلئے میں بس ہون یعنی ساری پوری کرون گا۔ اور اس نماز کو اشراق کی نماز کہتے ہین نماز چاشت کا بیان یون ہی کہ جب سورج گرم ہو جاوے تب دوپہر کے قبل چاشت کی نماز آٹھ رکعت پڑھنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کی گئی ہے اور دوپہر ڈہلنے کے بعد ظہر کے قبل چار رکعت نفل پڑھنی حدیث سے ثابت ہوئی

ف وظائف النبی مین لکہا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ابتدائے نبوت سی آخر عمر تک یہ چار رکعتین ساتھ ایک سلام کے پڑہا کرتے تھے اور قرأت اسمین لنبی پڑہا کرتے تھے اور جب تازہ وضو کرے تب دو رکعت تحیۃ الوضو کی پڑہنی سنت ہی اور جسوقت مسجد مین داخل ہو اُس وقت دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑہنی سنت ہی اور عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک ذکر الٰہی مین مشغول رہنا سنت ہی **مسئلہ** نفل مین جماعت مکروہ ہے مگر رمضان مین سنت ہی کہ ہر رات عشا کے بعد بیس رکعت جماعت سے پڑہے دس سلام کے ساتھ اور ہر رکعت مین دس آیتیں پڑہے کہ تمام رمضان مین قرآن ختم ہو جاوے اور قوم کی سستی کے سبب اس سے کم نہ کرے اور اگر قوم کو رغبت زیادہ سننے کی ہو تو تمام رمضان مین دو یا تین یا چار ختم کرے اور ہر چار رکعت کے بعد چار رکعت کے اندازہ بیٹھے اور ذکر مین مشغول رہے اس بیٹھنے کا نام ترویحہ ہے اور بعد تراویح کے وتر جماعت کے ساتھ پڑہے۔ اور رمضان کے سوا اور دنون مین جماعت کے ساتھ پڑہنی مکروہ ہی

نماز استخارہ کا بیان یون ہی

اگر کوئی کام آگے آوے تو سنت ہے کہ استخارہ کرے اس طرح سی کہ پہلے وضو کرے اور دو رکعت نماز نفل پڑہے اور بعد اُسکے حمد اور درود پڑہکر یہ دعا پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ

فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ
تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ
فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ
شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ
وَقَدِّرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ یا اللہ تحقیق میں بھلائی مانگتا ہوں تجھ سے
اس کام میں تیرے علم کی مدد کیساتھ اور قدرت مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی حاصل ہونے پر
تیری قدرت کے وسیلہ کیساتھ اور مانگتا ہوں تجھ سے مراد اپنی تیرے بڑے فضل سے بس بیشک
تو قدرت رکھتا ہے ہر چیز پر اور میں نہیں قدرت رکھتا ہوں کسی چیز پر اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور
تو بہت جاننے والا ہے چھپی باتوں کو یا اللہ جو تو جانتا ہے بیشک یہ کام بہتر ہے میرے لئے میرے
دین اور میری دنیا اور میری زندگانی اور میرے انجام کار میں بس حکم کر اور موجود کر اسکو میرے لئے
اور آسان کر اسکو میرے لئے پھر برکت ہووے میرے لئے اسمیں اور جو تو جانتا ہے کہ بیشک یہ کام
برا ہے میرے لئے میرے دین اور میری دنیا اور زندگانی اور میرے انجام کار میں پس پھیر اس کو
مجھ سے اور پھیر مجھکو اس سے اور حکم کر اور موجود کر میرے لئے نیکی جہاں کہیں ہووے پھر راضی کر
مجھکو ساتھ اس کے نماز توبہ کا بیان یوں ہے کہ اگر کوئی گناہ ظاہر ہووے تو چاہیئے کہ
جلد وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور استغفار کرے اور گناہ سے توبہ کرے اور جو
گناہ کر چکا ہے اس پر پشیمان ہووے اور دل میں قصد کرے کہ آئندہ گناہ پھر اختیار نہیں کرینگے
ہم ۔ نماز حاجت کا بیان یوں ہے کہ اگر کسی کو کوئی حاجت آگے آوے تو وہ وضو کرے
اور دو رکعت نماز پڑھے اور تعریف خدا کی کرکے اور درود رسول پر بھیجکر یہ دعا پڑھے
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ
الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا

اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَيْنًا اِلَّا قَضَيْتَهٗ وَلَا حَاجَةً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ نہیں کوئی معبود مگر اللہ علم والا بزرگ پاک ہے اللہ مالک عرش بڑے کا تمام تعریف اللہ کیلئے جو پالنے والا سارے جہان کا ہے مانگتا ہوں میں تجھسے خصلتیں اچھی کہ واجب کرنیوالی ہوں تیری رحمت کی اور مانگتا ہوں تجھسے کاموں کو کہ لازم کرنیوالے ہوں تیری بخشش کو اور چاہتا ہوں پورہی نیکی ہر نیکی سے اور بچاؤ گناہ سے اور سلامتی ہر گناہ سے نچھوڑ میرے لئے کوئی گناہ مگر کہ بخشنے تو اوسکو اور نہ تو کوئی غم مگر کہ دور کرے تو اُسکو اور نہ چھوڑ تو کوئی قرض مگر کہ ادا کردیوے تو اُسکو اور نہ چھوڑ تو کوئی حاجت دنیا اور آخرت کی حاجتوں سے کہ وہ تیرے نزدیک اچھی ہووے مگر جاری کردے تو اُس کو اے بہت مہربان مہربانوں کے صلوٰۃ التسبیح کا بیان یوں ہے کہ صلوٰۃ التسبیح تمام چھوٹے بڑے گناہوں کی مغفرت کیلئے ہے خواہ وہ گناہ قطعاً ہو خواہ قصداً خواہ پردے میں خواہ ظاہر میں حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو سکھلائی طریقہ اس کا یوں ہے کہ چار رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد قرأت کے پندرہ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھے اور رکوع میں دس بار اور قومہ میں دس بار اور جلسے میں دس بار اور دوسرے سجدے میں دس بار اور دوسرے کے بعد بیٹھکر دس بار بس ہر رکعت میں پچہتر بار کہ چاروں میں تین سو بار ہوتے ہیں پڑھے اور اگر ہو سکے تو یہ نماز ہر روز پڑھا کرے نہیں تو ہفتے میں ایک بار یا مہینے میں ایک بار یا برس میں ایک بار تمام عمر میں ایک بار پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ چار رکعت میں چار سورہ مسبحات میں سے پڑھے اور مسبحات کی سات سورتیں ہیں سورہ بنی اسرائیل اور سورہ حدید اور سورہ حشر اور سورہ صف اور سورہ جمعہ اور سورہ تغابن اور سورہ اعلیٰ۔ **سورج گہن کا بیان یوں** ہے۔ کہ جب سورج گہن لگے تو سنت ہے کہ جمعہ پڑھانے والا امام دو رکعت نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور ہر رکعت میں ایک رکوع کرے مثل اور نمازوں کے اور قرأت

یعنی پڑھے لاکن آہستہ پڑھے اور نزدیک صاحبینؒ کے پکار کے پڑھے اور نماز کے پیچھے
ذکر میں مشغول رہے جب تک آفتاب صاف ہو جاوے اور اگر جماعت نہ ہو تو اکیلا پڑھے
خواہ دو رکعت پڑھے خواہ چار رکعت اور اسیطرح چاند کے گہن اور تاریکی اور تندہوا اور
زلزلہ اور ان کے مانندمیں پڑھے ۔ **نماز استسقا کا بیان** یہ ہے کہ پانی کے لئے
رسول علیہ السلام نے کبھی فقط دعا مانگی اور کبھی جمعہ کے خطبے میں دعا کی اور عمر رضی اللہ عنہ پانی
مانگنے کیلئے باہر گئے اور فقط استغفار کیا اسیواسطے امام اعظمؒ کے نزدیک پانی کی طلب میں
نماز پڑھنی سنت موکدہ نہیں ہے بلکہ کہا کہ ہمیشہ کے طلب دعا اور استغفار ہے اور اگر اکیلا نماز
پڑھے تو درست ہے لیکن صحیح روایت میں نبی علیہ السلام سے ثابت ہوا استسقا میں نماز جماعت
کے ساتھ پڑھنی اسیواسطے امام ابو یوسفؒ اور محمدؒ اور باقی علماء نے کہا کہ امام مسلمانوں کی جماعت
کیساتھ عیدگاہ جاوے اور کفار ساتھ نہ ہو دیں پس امام جماعت کیساتھ دو رکعت نماز پڑھے
اور قرات پکار کے پڑھے اور نماز کے بعد مانند عید کے دو خطبے پڑھے اور استغفار کرے
اور دعا استسقا کی حدیث کی دعاوں میں سے پڑھے اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیًّا مُرِیْعًا
نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ رَائِثٍ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَبَھَائِمَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ
وَاَحْیِ بَلَدَکَ الْمَیِّتَ ۔ اور مانند اس کے یا اللہ برسا ہم پر مینہ فریاد کو پہونچنے والا بہت اترانی
کرنے والا نفع دینے والا نہ ضرر کرنے والا جلدی برسنے والا نہ دیر کرنے والا یا اللہ پانی دے
اپنے بندوں کو اور جانوروں کو اتار رحمت اپنی اور زندہ کر شہر مردہ اپنے کو اور امام چادر
اپنی پھراوے نہ قوم **ف** چادر پھرانے کا طریق یوں ہے کہ دایاں سرا بائیں طرف
ہو جاوے اور بایاں سرا داہنی طرف اور اندر کا رخ باہر اور باہر کا رخ اندر **مسئلہ** النفل
اگر شروع کیا تو واجب ہوا پھر اگر فاسد کیا تو دو رکعت قضا کر لیوے اور نزدیک امام ابی یوسفؒ کے
اگر چار رکعت کی نیت کی اور پہلے قعدے میں آ کے فاسد کیا تو چار رکعت قضا کرے اور
اسی طور پر اختلاف ہے اس صورت میں کہ چار رکعت نفل پڑھی چاروں میں قرات

ترک کی یا اخیر کی دو میں سے فقط ایک میں پڑھی ف پس ان دونوں صورت میں نزدیک امام
اعظمؒ اور محمدؒ کے دو رکعت قضا کرے اور نزدیک ابی یوسفؒ کے چار رکعت اور اگر پہلی دو رکعت
ترک کی یا اخیر کی دو میں سے فقط ایک میں پڑھے ف پس ان دونوں صورتوں میں نزدیک امام
اعظمؒ و محمدؒ کے دو رکعت قضا کرے اور نزدیک ابی یوسفؒ کے چار رکعت اور اگر پہلی دو رکعت
میں یا آخری دو رکعت میں قرأت کی یا پہلی دو میں سے ایک میں یا پچھلی دو میں سے ایک
میں ترک کی تو ان چاروں صورتوں میں دو رکعت قضا کریگا بالاتفاق اور اگر پہلی دو رکعت میں
سے ایک قرأت کی اور پیچھے میں ترک کی یا پہلی دو میں سے ایک میں کی اور آخری دو میں سے
ایک میں کی ان دونوں صورتوں میں نزدیک محمدؒ کے دو رکعت قضا کرے گا اور نزدیک شیخین
کے یعنی امام اعظمؒ اور ابی یوسفؒ کے چار رکعت اور قعدۂ اولی ترک کرنے سے نزدیک
امام محمدؒ کے نماز باطل ہوتی ہے اور نزدیک شیخینؒ کے باطل نہیں ہوتی۔ لیکن سجدہ سہو کریں
اور اگر ایک عورت نے نذر کی کہ کل نماز نفل پڑھونگی میں یا روزہ رکھونگی پس حائض ہوئی تو اسپر
قضا لازم آویگی **مسئلہ** نفل بدون عذر کے بیٹھکر پڑھنی بھی جائز ہے کھڑے ہونے کی طاقت
ہوتے ساتھ اور اگر کھڑا ہو کر شروع کیا اور بیٹھ کے تمام کیا تو بھی درست ہے مگر مکروہ ہے لاکن
عذر میں مکروہ نہیں اور عذر کے سبب دیوار میں تکیہ لگا کر نفل پڑھنی جائز ہے **مسئلہ** شہر کے
باہر سواری پر نفل پڑھنی درست ہے اشارے سے رکوع اور سجدہ کرے جسطرف سواری
جاوے اگر سواری پر شروع کیا بعد اس کے زمین پر اترا تو اسی نماز کو رکوع اور سجدے
کے ساتھ پوری کرے اور نزدیک ابی یوسفؒ کے سرے سے شروع کرے اور اگر زمین پر
شروع کیا اور بعد اس کے سوار ہوا تو نماز اسکی فاسد ہوئی اسصورت میں بنا کرے بالاتفاق

فصل سترہویں سجدۂ تلاوت کے بیان میں۔ سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے جس نے
آیت سجدہ پڑھی اس پر یا جس نے سنی اوس پر اگرچہ قصد سننے کا نہیں رکھتا تھا اور امام کے
پڑھنے سے مقتدی پر سجدہ واجب ہوتا ہے اور مقتدی کے پڑھنے سے کسی پر واجب نہیں ہوتا ہے

نہ مقتدی پر اور نہ امام پر ہاں جو شخص نماز میں داخل نہیں اس نے سنا تو اس پر واجب ہوتا ہے
مسئلہ اگر نماز کے خارج کسی نے آیت سجدے کی پڑھی اور نمازی نے سن لی تو نمازی نماز کے بعد سجدہ کر لیوے اگر نماز کے اندر سجدہ کریگا تو درست نہ ہوگا لاکن نماز باطل نہ ہوگی۔
مسئلہ اگر امام نے آیت سجدے کی پڑھی اور ایک شخص نماز میں داخل نہ تھا اس نے آیت سنی بعد اسکے اس امام کے پیچھے اس نے اقتدا کیا۔ پس اگر امام کے سجدہ کرنے سے آگے اقتدا کیا ہے تو امام کے ساتھ سجدہ کرے اگر امام کے سجدہ کرنیکے بعد اس رکعت میں داخل ہوا تو بعد نماز کے سجدہ کر لیوے مانند اس شخص کے کہ جس نے اقتدا نہیں کیا ہے اور جو سجدہ تلاوت کا نماز میں واجب ہوا نماز کے بعد اوسکی قضا نہیں ہے یعنی واجب تھا ادا کرنا اس کا نماز میں اور اگر ادا نہ کیا تو بعد نماز کے اوسکو قضا نہ کرے کیونکہ منع ہے قضا کرنا نماز کے بعد لاکن وہ شخص گناہگار ہوا سوا توبہ کے اور چارہ نہیں **مسئلہ** اگر کسی نے آیت سجدے کی خارج نماز کے پڑھی اور سجدہ نہ کیا بعد اس کے نماز میں شروع کیا اور اسی آیت کو پھر پڑھا تو ایک سجدہ کفایت کریگا اور اگر سجدہ کیا بعد اسکے نماز میں شروع کیا اور پھر اسی آیت کو پڑھا تو پھر سجدہ کرے۔
مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک مجلس میں ایک آیت سجدے کی کئی بار پڑھی تو ایک سجدہ کفایت کریگا۔ اور اگر دوسری آیت پڑھی یا مجلس بدل گئی تو دوسرا سجدہ کرے اور اگر مجلس پڑھنے والے کی واحد ہے اور سننے والے کی متعدد تو اور پڑھنے والے پر ایک سجدہ آویگا اور سننے والے پر متعدد۔ اور اگر مجلس سننے والے کی واحد ہے اور پڑھنے والے کی متعدد تو سننے والے پر ایک سجدہ ہے اور پڑھنے والے پر متعدد **مسئلہ** کیفیت سجدہ کرنیکی یہ ہے کہ نماز کی شرطوں کیساتھ یعنی طہارت بدن وغیرہ کے ساتھ اللہ اکبر کہکر سجدے میں جاوے اور تسبیحات پڑھے پھر اللہ اکبر کہکر سجدے سے سر اوٹھاوے اور تحریمہ اور التحیات اور سلام سجدۂ تلاوت میں نہیں **مسئلہ** مکروہ ہے کہ تمام سورہ پڑھے اور آیت

ہرگز سجدہ نہ کرے یعنی نہ نماز کے اندر نہ بعد نماز کے اور اگر دوسری رکعت میں داخل ہوا۔

سجدے کی چھوڑے اور اگر آیت سجدے کی پڑھے اور ساری سورہ چھوڑے تو مکروہ نہیں مگر سجدے کی آیت کیساتھ دو ایک آیت اور ملانی بہتر ہے اور بہتر وہ ہے کہ آیت سجدے کی آہستہ پڑھے تاکہ سننے والے پر سجدہ واجب نہ ہووے **کتاب الجنائز** جنازے کے بیان میں۔ موت کو ہمیشہ یاد رکھنا اور جس چیز میں وصیت کرنی واجب ہے اس وصیت نامہ کو ساتھ رکھنا مستحب ہے بلکہ جس وقت گمان موت کا غالب ہو اسوقت واجب ہے۔ حدیث میں آیا کہ جو شخص ہر روز بیس مرتبہ موت کو یاد کریگا مرتبہ شہادت کا پاویگا **مسئلہ** جب مسلمان مرنے کے قریب ہووے تو کلمہ شہادت کا اوسکے پاس پڑھا جاوے **ف** یعنی پڑھ پڑھ کے اوسکو سنا دیں کہ وہ سنے اور سیکھے اسکو نہ کہیں کہ تو بھی پڑھ اور سورہ یٰسین اسکے سر کے پاس پڑھی جاوے اور جب مر چکے منہ بند کیا جاوے اور آنکھیں بھی اور دفنانے میں جلدی کیجاوے **مسئلہ** جب نہلانا چاہیں تب عود جلاکے اول تختے کو تین بار خوشبو کریں اور میت کا ستر چھپا کر اور سارے بدن سے کپڑے اُتار کے اس تختہ پر لادیں اول نجاست حقیقی بدن سے پاک کی جاوے بعد اسکے بدون کلی کروانے اور ناک میں پانی ڈالنے کے وضو کرا دیا جاوے **ف**۔ درمختار میں لکھا ہے کہ جب ناپاک یا حیض یا نفاس کی حالت میں مرے تب مضمضہ اور استنشاق کروایا جاویگا بالاتفاق اور ان کے سوا اوروں کو ایک ٹکڑا کپڑا تر کرکے ہونٹھ اور منہ اور حلق پاک کیا جاوے بعد اسکے اس پانی سے نہلایا جاوے کہ جسمیں تھوڑی بیری کی پتی یا مانند اوسکے ڈال کے جوش کیا گیا ہو اور اوس کی ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو گل خیرو یا اوسکے مانند کیساتھ دھو دیں اسکے بعد اول بائیں کروٹ لٹاکر داہنی طرف دھوویں پھر داہنی کروٹ لٹا کر بائیں طرف دھو دیں اور تکیہ لگاکے بٹھاکر اوسکے پیٹ کو نرم نرم ملیں اگر کچھ نکلے تو اوسکو پاک کریں دوہرانا غسل کا ضرور نہیں پیچھے اسکے کپڑے سے بدن خشک کرکے خوشبو سر اور ڈاڑھی پر اور کافور سجدے کی جگہ پر لگاویں اور کفن پہنا دیں۔ مرد کو تین کپڑے سنت ہیں بقول ابو حنیفہ کے ایک کفنی کہ آدھی ہنسلی تک

رہوے دو چادر سر سے قدم تک اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین چادریں کفن کی دی گئیں پیراہن اوس میں نہ تھا اور دستار باندھنا بدعت ہے اور اگر تین کپڑے میسر نہ ہوں تو دو کفایت ہے اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ایک چادر میں دفن کئے گئے جب سر چھپاتے تھے تو پاؤں ننگے ہوتے تھے اور جب پاؤں چھپاتے تھے تو سر ننگا ہوتا تھا آخر و پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے سے اس چادر کو سر کیطرف کھینچ لیا اور پاؤں پر گھاس ڈال دی اور عورت کو دو کپڑے زیادہ دیے جاتے ہیں ایک دامنی کہ سر کے بال اس سے لپیٹ کر سینے پر رکھتے ہیں **ف** وہ تین گز کا لنبا اور بغل سے زانو تک کا چوڑا ہوتا ہے اور اگر پانچ کپڑے میسر نہ ہویں تو تین کفن کفایت کرتا ہے اور ضرورت کے وقت جو ہم پہونچے اور مسلمان میت کو غسل دینا اور کفن گور کرنا اور جنازہ کی نماز پڑھنی اور دفنانا فرض کفایہ ہے **ف** کفایہ اسکو کہتے ہیں کہ جو بعض لوگ ادا کریں تو سب چھوٹ جائیں اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گناہگار ہوں۔ اور بدون نہلانے اور کفنانے کے نماز جنازے کی درست نہیں **ف** جب کفنانے کا قصد کریں تو پہلے لفافہ بچھا کر اسپر ازار بچھاویں پھر بخورات جلاکے تین بار کفنوں کو خوشبو کریں اور عطر لگا دیں پس میت کو کفنی پہناکے ازار اور لفافے میں پر لٹا کر سر اور ڈاڑھی پر اسکے خوشبو ملکر ازار کو بائیں طرف سے لپیٹیں پھر داہنی طرف سے اور اسیطرح لفافہ کو لپیٹیں اور اگر عورت ہووے تو سینہ بند اسکا لفافہ اور ازار کے بیچ میں رکھیں بعد اوس کے کفنی پہناویں اور اسکے پیچھے دامنی سر پر رکھکر بالوں کو دو حصہ کرکے دامنی سے لپیٹ کے کندھے دونوں طرف سے کفنی پر رکھیں بعد اوس کے اوّل ازار کو لپیٹیں تب سینہ بند کو پھر لفافے کو اور جنازے کی امامت کے لئے بادشاہ اولے ہے بعد اوس کے قاضی پھر محلے کا امام پھر ولی اقرب یعنی سب اقربا میں سے جو شخص زیادہ قریب ہو جیسا بیٹا پھر پوتا پھر دادا پھر بھائی پھر بھتیجا وعلیٰ ہذا القیاس۔ لیکن میت کا

باپ امامت کیلئے بہتر ہے اوسکے بیٹے سے اور نماز جنازے کی چار تکبیریں ہیں پہلی تکبیر
کے بعد سبحانک اللھم پڑھے آخر تک اور نزدیک امام اعظم کے جنازے کی نماز میں الحمد پڑھنی
جائز نہیں اور اکثر عالم جائز کہتے ہیں اور دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھے اور تیسری کے بعد
میت اور سب مسلمانوں کے واسطے دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَ
غَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی
الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ
وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یا اللہ بخش تو ہمارے
زندوں اور ہمارے مردوں کو اور ہمارے چھوٹوں اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں
اور ہماری عورتوں کو اور ہمارے حاضروں اور ہمارے غائبوں کو یا اللہ جس کو
زندہ رکھے تو ہم میں سے پس زندہ رکھ اس کو اسلام پر اور جس کو مارے تو ہم میں سے
پس مار تو اسکو ایمان پر یا اللہ نہ محروم کر تو ہم لوگوں کو اوس کے ثواب سے اور نہ گمراہ کر ہم
~~میں سے پس مار تو اسکو ایمان پر~~ یا اللہ نہ محروم کر تو ہم لوگوں کو اوس کے ثواب سے اور نہ گمراہ
کر ہم لوگوں کو بعد اس کے اور لڑکے کے جنازے پر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ
لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا یا اللہ کر تو اس کو ہمارے لئے آگے
پہونچنے والا منزل میں اور اسباب تیار کرنے والا اور کر دے تو اوس کو ہمارے لئے
اجر اور توشہ آخرت کا اور کر دے تو اس کو ہمارے لئے شفاعت کرنے والا اور مقبول ہو جائے
تیری جناب میں شفاعت اسکی۔ اور اگر لڑکی ہو تو یوں کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّ
اجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً اور چوتھی تکبیر کے
بعد سلام پھیرے اور جو شخص امام کی تکبیر کے بعد حاضر ہووے پس جبوقت امام دوسری تکبیر کہے اوسوقت
امام کے ہمراہ تکبیر کہکر داخل نماز کے ہو جاوے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلی تکبیر کو قضا کر لیوے اور
نزدیک ابی یوسف کے اس شخص کو امام کی دوسری تکبیر کی انتظاری کرنی ضرور نہیں بلکہ وہ شخص کہ امام کے تحریمہ

کے ساتھ اس نے تکبیر تحریمہ کی نہ کہی بلکہ جب امام تکبیر کہہ چکا تب وہ تکبیر کہہ کر نماز میں داخل ہوا ف پس جس طرح اس شخص کو دوسری تکبیر کی انتظاری کرنی ضرور نہیں اسیطرح جو شخص بعد تکبیر کہنے امام کے حاضر ہووے اوسکو بھی تکبیر کہکر داخل ہونا چاہیئے انتظار کرنا دوسری تکبیر کا ضرور نہیں اور نماز جنازے کی گھوڑے کی سواری پر پڑھنی درست نہیں اور نماز جنازہ کی مسجد میں پڑھنی مکروہ ہے اور نماز جنازے کی میت غائب پر پڑھنی اور جو عضو کہ کم آدھے بدن سے ہووے اسپر پڑھنی درست نہیں اور لڑکا پیدا ہوکر اگر آواز کرنے کے بعد مرگیا تو اوس پر نماز پڑھی جاوے اور اگر آواز نہیں کی تو نماز نہ پڑھی جاوے ایک لڑکا ناسمجھ دارالحرب سے پکڑا آیا بدون ماں باپ اسکے یا اسکے ماں باپ کیساتھ پکڑا آیا اور اوس کے ماں باپ دونوں میں سے ایک مسلمان ہے یا وہ لڑکا آپ عقلمند اور مسلمان ہے پس اگر وہ دارالاسلام میں مرجاویگا تو اس پر نماز پڑھی جاویگی ف یعنی اس کی کئی صورتیں ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ ایک لڑکا ناسمجھ دارالحرب سے اکیلا دارالاسلام میں پکڑا آیا بعد اسکے مرگیا تو اس پر نماز پڑھی جاویگی دوسری صورت یہ ہے کہ اگر وہ ماں باپ کیساتھ پکڑا آیا اور اسکے ماں باپ دونوں میں سے ایک مسلمان ہے پھر وہ لڑکا ناسمجھ دارالاسلام میں مرگیا تو اس صورت میں بھی اسپر نماز پڑھی جاویگی تیسری صورت یہ ہے اگر ماں باپ کیساتھ پکڑا آیا اور ماں باپ دونوں اسکے کافر ہیں لیکن وہ لڑکا آپ عقلمند ہے اور مسلمان پھر وہ دارالاسلام میں مرگیا تو اس صورت میں بھی اس پر نماز پڑھی جاویگی اور سنت یہ ہے کہ جنازے کو چار آدمی اٹھاویں اور جلدی چلیں لیکن نہ دوڑیں اور ہمراہی جنازے کے پیچھے چلیں اور جب تک جنازہ زمین پر رکھا نہ جاوے تب تک نہ بیٹھیں اور سنت ہے کہ قبر بغلی کہی جاوے اور میت کو قبلہ کیطرف سے قبر میں داخل کیا جاوے اور وقت رکھنے کے بسم اللہ علیٰ ملۃ رسول اللہ کہا جاوے اور منہ کعبہ کیطرف کیا جاوے اور قبر عورت کی وقت دفنانیکے پردہ کی جاوے اور کچی اینٹ یا بانس قبر میں رکھکر اسپر مٹی ڈالی جاوے اور قبر مانند کوہان اونٹ کے کیجاوے اور پکی اینٹ اور لکڑی رکھنی اور چونہ اور گچ قبر میں کرنا مکروہ ہے اور یہ جو اولیا

قبروں پر کنکات بنایا کرتے ہیں اور چراغاں کرتے ہیں اور جو کچھ اس قسم کے کام کیا کرتے ہیں یہ سب کام حرام ہیں یا مکروہ اور بغیر پڑھے نماز جنازے کے اگر میت دفن کیا جاوے تو اوسکی قبر پر نماز جنازے کی پڑھی جاوے تین دن تک اور بعد تین دن کے قبر پر نماز پڑھنی درست نہیں نزدیک امام اعظمؒ کے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی وفات کے قریب سات برس کے بعد احد کے شہیدوں پر نماز جنازے کی پڑھی تھی شاید کہ یہ پڑھنا خاص شہیدوں کے لیے تھا اسلئے کہ بدن انکا ریزہ ریزہ نہیں ہوتا ہے **فصل پہلی** شہید کے بیان میں جو شخص اہل حرب یا اہل بغی یا قزاق کے ہاتھ سے مارا گیا یا لڑائی کی جگہ میں مرا ہوا ملا اور اسپر قتل کا نشان موجود ہے یا اسکو کسی مسلمان نے ظلم سے مارا اور اس کے مارنے سے اس مسلمان پر دیت واجب نہ ہوئی اور وہ شخص جو مارا گیا وہ نابالغ تھا یا دیوانہ یا ناپاک یا عورت حائض یا نفاس والی نہ ہووے اور وہ شخص مرنے سے آگے کھانے یا پینے یا علاج کرنے یا خرید فروخت یا وصیت کرنے سے فائدہ حاصل کرنے والا نہ ہوا ہو اور بعد زخمی ہونے کے ایک نماز کا وقت اسپر نہ گزرا ہو تب وہ شخص شہید کہلاویگا اسکو غسل نہ چاہیے دینا اور اسکے بدن کے کپڑے کے ساتھ اس کو دفن چاہیے کرنا لیکن اسپر نماز چاہیے پڑھنی اور اگر یہ شرطیں نہ پائی جاویں گو وہ شخص ظلم سے مارا گیا ہو اگرچہ ثواب شہادت کا پاویگا لیکن شہید نہ کہلاویگا بلکہ غسل اور کفن دیا جاوے گا اور اس پر نماز پڑھی جاویگی ف تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو مارا لیکن ظلم سے نہیں مارا بلکہ خطا سے مارا یعنی تیر چھوڑا شکار پر اور وہ تیر لگ گیا کسی مسلمان پر تو اسصورت میں اس قاتل پر دیت واجب ہوگی اور وہ مقتول شہید نہ کہلائیگا اور اسیطرح نابالغ یا دیوانہ یا ناپاک عورت حائض یا نفاس والی یہ لوگ اگرچہ اہل حرب یا اہل بغی یا قزاق کے ہاتھ سے مارے جاوینگے شہید نہ کہلاوینگے اگرچہ ثواب شہادت کے دیے جاوینگے اور اسی طرح جس شخص کو لڑائی کی جگہ سے زخمی اٹھالائے بعد اٹھا لانیکے اس نے کچھ کھایا پیا یا کچھ بیچا یا مول لیا یا وصیت کی یا ایک وقت فرض نماز کا اسپر گذر گیا پس یہ شخص شہید نہ کہلاوے گا

اگرچہ ثواب شہید کا اسکو خدا بخشیگا حد یا قصاص میں جو مارا گیا وہ شہید نہیں اُس کو غسل دیویں اور اوسپر نماز پڑھیں اور اگر قزاق یا باغی مارا جاوے تو غسل دیا جاوے نماز اوس پر نہ پڑھیں

فصل دوسری ۔ ماتم کے بیان میں اگر کسی عورت کا خاوند مرجاوے تو اس صورت پر واجب ہے سوگ کرنا چار مہینے دس دن تک عدت کے دنوں میں مراد سوگ سے یہ ہے کہ زینت نہ کرے کپڑا زرد اور زعفرانی نہ پہنے اور استعمال خوشبو اور تیل اور سرمہ اور مہندی کا نہ کرے مگر کوئی عذر کے سبب ان چیزوں کو استعمال کرے تو مضائقہ نہیں اور خاوند کے گھر سے باہر نہ نکلے مگر دن کو اگر ضرورت کیلئے نکلے تو رات کو اوس گھر میں رہا کرے ۔ ہاں جس صورت میں کوئی بزور گھر سے نکال دیوے یا گھر گرا پڑتا ہے یا خوف کرتی ہے ۔ اُس گھر میں اپنی جان یا اپنے مال پر تو ان صورتوں میں اس گھر سے نکل جانا مضائقہ نہیں اور خاوند کے سوا اگر دوسرا کوئی عورت کے اقربا میں مرجاوے تو اُسکے لیئے تین دن تک سوگ کرنا جائز ہے اور زیادہ تین دن سے حرام ہے مسئلہ میت پر غم کرنا اور آنکھ سے آنسو بہانا جائز ہے اور گریبان پھاڑنا سر اور منہ پر ہاتھ مارنا حرام ہے اکثر صحیح حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ میت کو عذاب کیا جاتا ہے اوسکے اہل کے نوحہ کرنیکے سبب سے اور اس باب میں عالموں کے اقوال مختلف ہیں بعض قائل ہیں اس بات کے کہ میت پر عذاب کیا جاتا ہے اُسکے اہل کے بیان کے سبب اور بعض اس بات کے قائل نہیں اور جو حدیثیں اس باب میں وارد ہیں اُن حدیثوں کو وہ لوگ تاویل کرتے ہیں اور مختار نزدیک فقیر کے یہ ہے کہ میت اگر اپنی حالت زندگی میں بیان کرنیکی عادت رکھتا یا بیان کرنے پر وصیت کر گیا تھا یا بیان پر راضی رہتا تھا یا جانتا تھا کہ میرے اہل مجھپر بیان کرینگے اور اُن کو وہ منع نہ کر گیا ہو ان صورتوں میں اس پر عذاب کیا جاویگا اس کے اہل کے بیان کرنے کے سبب اور اگر وہ زندگی میں عادت بیان کی نہیں رکھتا تھا اور نہ وہ وصیت کر گیا اور نہ وہ اُس پر راضی رہتا تھا اور نہ جانتا تھا کہ میرے اہل مجھپر نوحہ کریں گے تو اوس پر عذاب نہ کیا جاویگا

مسئلہ سنت یہ ہے کہ مصیبت میں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہے اور صبر کرے اور میت کے گھر والوں کے لئے مصیبت کے دن کھانا بھیجنا سنت ہے

فصل تیسری قبروں کی زیارت کے بیان میں۔ قبروں کی زیارت کرنی مردوں کو درست ہے نہ عورتوں کو اور سنت یہ ہے کہ قبرستان میں جا کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ اَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَیَرْحَمُنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ سلام ہے تمہارے رہنے والے قبروں کے مسلمانوں اور مومنوں میں سے تم ہم سے پہلے پہنچے اور ہم تمہارے پیچھے پہنچتے ہیں اور تحقیق ہم اگر چاہے اللہ تمہارے ساتھ ملیں گے رحم کرے اللہ اگلوں پر ہم میں سے اور پچھلوں پر یعنی مردوں اور زندوں پر مانگتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت بخشے اللہ ہم کو اور تم کو اور رحم کرے اللہ ہم پر اور تم پر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے جو کوئی قبرستان میں گزرے اور قل ہو اللہ گیارہ بار پڑھ کے مردوں کو بخشے تو وہاں کے مردوں کی گنتی کے برابر اسکو ثواب دیا جاویگا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی الحمد اور قل ہو اللہ اور سورہ الہٰکم التکاثر پڑھ کر ثواب ان سورتوں کا مردوں پر بخشیگا تو مردے اسکے لئے شفاعت کرنے والے ہونگے اور انس رضی اللہ عنہ رسول علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی سورہ یسین قبرستان میں پڑھتا ہے حق تعالیٰ مردوں سے عذاب تخفیف کرتا ہے اور پڑھنے والے کو بھی مردوں کی گنتی کے برابر ثواب ملتا ہے ف اکثر علماء محققین اس قول پر ہیں کہ اگر کوئی مردے کو ثواب نماز روزے یا صدقے یا دوسری عبادت مالی یا بدنی کا بخش دیوے تو پہنچتا ہے **مسئلہ** انبیا اور اولیا کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنا اور مراد انسے مانگنی اور نذر ان کے لئے

قبول کرنی حرام ہے بلکہ اِن چیزوں میں سے بت چیزیں ایسی ہیں کہ کفر میں پہنچاتی ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان فعلوں کے کرنیوالوں پر لعنت کی ہے اِن امروں سے منع فرمایا اور کہا کہ میری قبر کو بت مت کرو یعنی جسطرح کفار بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اسی طرح میری قبر کو سجدہ نکیا کرو۔

کتاب الزکواۃ

اسلام کے رکنوں میں دوسرا رکن زکواۃ ہے۔ جب عرب کی بعض قوموں نے رسول علیہ السلام کی وفات کے بعد چاہا کہ زکواۃ نہ دیویں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اون سے قصد جہاد کا فرمایا اور اس قول پر اجماع متفق ہوا کہ جو شخص زکواۃ دینا واجب نہیں جانتا ہے وہ کافر ہے اور ترک کرنیوالا فاسق ہے یعنی جو شخص اعتقاد رکھتا ہے کہ زکواۃ دینا مالدار پر واجب نہیں پس وہ شخص کافر ہے بالاتفاق۔ اور جو شخص جانتا ہے کہ زکواۃ دینا مالدار پر واجب ہے لیکن باوجود واجب جاننے کے زکواۃ دیتا نہیں پس وہ شخص بڑا گنہگار ہے نہ کافر **مسئلہ** زکواۃ واجب ہوتی ہے مسلمان آزاد عاقل بالغ پر جب وہ مالک نصاب کا ہووے اور وہ نصاب ضروری کاروبار اور قرض سے بچی ہوئی ہو اور وہ نصاب قابل بڑھنے کے ہووے اور اُسپر ایک برس پورا گزرا ہو اور نصاب کے مالک ہونیکے بعد سال تمام ہونیکے قبل اگر ایک سال یا کئی سال کی زکواۃ پیشگی ادا کریگا تو وہ بھی ادا ہوگی اور ایک نصاب کے مالک نے اگر پہلے سے کئی نصاب کی زکواۃ ادا کی اور زکواۃ ادا کرنے کے بعد ان نصابوں کا مالک ہوا تو بھی ادا کرنا جائز ہوگا۔ پس نابالغ اور دیوانیکے مال میں زکواۃ واجب نہ ہوگی۔ نزدیک ابی حنیفہؒ کے اور نزدیک امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ کے واجب ہوگی لڑکے اور دیوانہ کی طرف سے اسکا ولی ادا کرے **مسئلہ** مال ضمار میں یعنی جو مال کہ گم ہو گیا یا دریا میں گر پڑا یا کسی نے غصب کیا اور اسپر گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کیا اور مکان اس کا بھول گیا یا کسی پر قرض ہے لیکن وہ قرضدار انکار کرتا ہے اور اس پر گواہ نہ ہوں یا بادشاہ یا کسی ظالم نے کہ جسکی فریاد دوسرے کے پاس نہیں لیجا سکتے ہیں ایسے شخص کے ظلم سے

سے لیا پس اس طرح کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں یعنی اگر یہ مال پھر ہاتھ میں آوے گا تو بھی پچھلے دنوں کی زکوٰۃ واجب نہوگی اور اگر اقرار کرتا ہو اسے پر قرض ہو وے اگرچہ وہ اقرار کرنے والا مفلس ہے یا بے قرض کا قرضدار انکار کرتا ہے اوس پر گواہ ہوں یا قاضی جانتا ہو یا گھر میں مال دفن کیا ہے اور مکان اوسکا بھول گیا پس اسطرح کا مال جب ہاتھ میں آویگا تب زکوٰۃ اسکی واجب ہوگی بابت پچھلے دنوں کے مسئلہ قرض جو قت وصول ہوگا تو اسوقت زکوٰۃ اس کی دینی ہوگی تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ اگر قرض بدل تجارت کا ہے تو جسوقت وہ قرض ہاتھ میں آویگا اسوقت چالیس درم میں سے ایک درم زکوٰۃ دینی ہوگی ف مثلاً ایک گھوڑا تجارت کا بیچا پس جسوقت قیمت گھوڑے کی ہاتھ میں آویگی اسوقت چالیس درم میں سے ایک درم زکوٰۃ دینی واجب ہوگی اسمیں سال گزرنے کی شرط نہیں اور قرض بابت تجارت کے نہیں ہے بلکہ بدل مال کے ہے مانند قرض تاوان مغصوب کے تو اسصورت میں بھی نصاب قبض کرنے کے بعد زکوٰۃ دینی واجب ہوگی ف مثلاً کسی نے ایک گھوڑا کسی کا غضب کیا اور وہ گھوڑا اس غاصب کے ہاتھ میں ہلاک ہوا بعد اسکے اس گھوڑے کی قیمت غاصب سے گھوڑے کے مالک کے ہاتھ لگی پس جسوقت وہ قیمت اسکے ہاتھ میں آئی اسوقت چالیس درم میں سے ایک درم زکوٰۃ دینی واجب ہوگی اسمیں بھی سال گزرنیکی شرط نہیں اور اگر قرض تجارت کا بدل نہیں ہے اور نہ مال کا بدل بلکہ وہ قرض بدل مہر اور خلع اور اسکے مانند کا تو اسکے نصاب قبض کرنے کے بعد جب سال اس پر تمام ہوگا تب زکوٰۃ دیجاویگی نزدیک امام اعظمؒ کے ف مثلاً کسی عورت کو مال مہر کا ملا یا کسی مرد نے مال لیکر عورت کو طلاق دی وہ مال اس کے ہاتھ میں آیا پس یہ مال اگر بقدر نصاب کے ہے تو بمجرد قبض کرنیکے زکوٰۃ اسپر واجب نہ ہوگی جب تک اس مال پر سال نہ گزریگا نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک صاحبینؒ کے اس صورت میں بھی بمجرد قبض کرنے نصاب کے زکوٰۃ واجب ہوگی سال تمام ہونیکی شرط نہیں ہاں مگر وہ قرض بدل دیت اور بدل ارش جنایت اور بدل کتابت کا ہے تو اوس قرض میں بمجرد قبض کرنے

نصاب کے زکوٰۃ دینی واجب نہ ہوگی نزدیک صاحبینؒ کے بھی بلکہ نصاب قبض کرنے کے بعد جب سال اوس پر گزرے گا تب زکوٰۃ دینی ہوگی مسئلہ زکوٰۃ ادا کرنے کیلئے نیت شرط ہے خواہ ادا کرتے وقت نیت ادا کی کرے خواہ زکوٰۃ کی قدر اول مال سے جدا کرتے نیت کرے مسئلہ اگر سارا مال للہ دیا اور نیت زکوٰۃ کی نہ کی تو بھی زکوٰۃ ساقط ہوجائیگی اور اگر بعض مال صدقہ کیا تو نزدیک ابی یوسفؒ کے کچھ ساقط نہ ہوگی اور نزدیک محمدؒ کے جتنا صدقہ کیا اس قدر کی زکوٰۃ ساقط ہوگی مسئلہ اگر شروع سال اور اخیر سال میں نصاب کامل تھی اور درمیان سال میں کم ہوگئی تھی تو بھی زکوٰۃ تمام سال کی واجب ہوگی سال کے درمیان کا نقصان معتبر نہیں۔

مسئلہ مال بڑہنے والا کہ جسمیں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ مال تین قسم کا ہے ایک قسم نقدی یعنی سونا اور چاندی خواہ روپیہ اشرفی ہو یا پتر یا زیور یا برتن سونے اور چاندی کی دو سو درم ہیں دہلی کے سکے سے چھپن روپیہ بھر وزن اونکا ہوتا ہے اور سونیکی نصاب بیس مثقال ہے زکوٰۃ کے فرض کی مقدار چالیسواں حصہ ہے اور اسیطرح چاندی کی نصاب میں سے بھی اور اگر سونا نصاب سے کم ہو اور اسیطرح چاندی بھی نصاب سے کم ہو تو نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے یہ ہے کہ دونوں کو باعتبار قیمت کے ایک جنس کرکے نصاب پوری کیجاوے اور قیمت کرنے میں فائدہ فقیروں کا لگا رکھا جاوے ف یعنی جن ایام میں سونیکی قیمت میں فائدہ فقیروں کا ہووے تو اون ایام میں چاندی کو سونیکی قیمت لگادیں اور جن ایام میں چاندی کی قیمت میں فائدہ فقیر کا ہو تو اون ایام میں سونے کو چاندی کی قیمت لگادیں اور نزدیک صاحبینؒ کے یہ ہے

کہ ساتھ اعتبار اجزا کے نصاب پوری کیجاوے نہ باعتبار قیمت کے ف یعنی سونا و چاندی دونوں کے جزو اگر برابر ہیں تو دونوں کو ملا کر نصاب پوری کیجائیگی اور اگر جزو دونوں کے برابر نہیں ہیں تو نصاب باعتبار قیمت کے پوری کی جاوے گی پس اگر سونا دس مثقال ہے اور چاندی سو درم تو نزدیک تینوں کے زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر سو درم چاندی اور سونا پانچ مثقال ہے

اور قیمت پانچ مثقال سونیکی برابر سو درم چاندی کے ہے تو زکوٰۃ نزدیک امام اعظمؒ کے واجب
ہوگی نہ نزدیک صاحبین کے جو سونا اور چاندی کھوٹا ہو اگر کھوٹا پن اوس کا کم ہے تو حکم اوس
سونے اور چاندی کا حکم خالص کا ہے اور اگر کھوٹا پن اوس کا غالب ہے تو حکم اوس کا
اسباب کا ہے قسم دوسری مال نامی میں سے مال تجارت کا ہے جو مال کہ تجارت کی نیت سے
مول لیا ہے اسمیں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اگر کسی نے کسی کو مال بخشا یا اسکے لیئے وصیت
کی یا عورت کو مہر میں مال ہاتھ آیا یا خلع یا قصاص کے صلے میں مال ہاتھ آیا اور اوس مالک
کے مالک ہوتے وقت نیت تجارت کی کی تو نزدیک ابی یوسفؒ کے اوس مال میں
زکوٰۃ واجب ہوگی نہ نزدیک محمدؒ کے اور اگر میراث میں مال ہاتھ آیا اگرچہ مورث نے مرتے
وقت نیت تجارت کی کی تھی تو بھی وہ مال تجارت کا نہ ہوگا اور زکوٰۃ اسمیں واجب نہ ہوگی
مسئلہ اگر ایک غلام تجارت کیلئے مول لیا بعد اوسکے اسکو خادم کیا پس وہ غلام مال تجارت
کا نہ رہا اور جو لونڈی غلام واسطے خدمت کے مول لئے گئے اور بعد اس کے اُن میں نیت
تجارت کی کی گئی تو وہ لونڈی غلام مال تجارت کے نہ ہونگے جبتک وہ بیچے نہ جایئں گے
مسئلہ مال تجارت کا سونے اور چاندی کیساتھ یعنی ان دونوں میں سے جسمیں فائدہ فقیروں کا
ہووے اسکے ساتھ قیمت کرے پس جب دونوں قسم میں سے کسیکی نصاب کے برابر وہ
مال پہونچے تو چالیسواں حصہ اس مال میں سے زکوٰۃ اوا کرے قسم تیسری مال نامی میں سے
چرنے والے جانور ہیں یعنی اونٹ اور گاہیں اور بکریاں نر و مادہ ملے ہوئے اور اسی طرح
گھوڑے کہ آدھے برس سے زیادہ میدان میں چرا کرتے ہیں اُن میں زکوٰۃ واجب ہے
اور میدان کے چرنے والے جانوروں کی نصاب کی تفصیل اور جسقدر میں زکوٰۃ اُن میں واجب
ہوتی ہے اوس کی تفصیل بہت طول رکھتی ہے اور ان ملکوں میں یہ سب مال زکوٰۃ واجب
ہونیکی مقدار میں نہیں پہونچتے ہیں اسواسطے ان چیزوں کی زکوٰۃ کے مسئلے ذکر نہیں
کئے گئے اور اسی طرح مسئلے احکام عشری زمین کے ذکر نہیں کئے گئے اس سبب سے ان ملکوں میں

زمین عشری نہیں ہے اور مسئلے عشر لینے والونکے بھی جو شاہراہوں پر بیٹھتے ہیں بیان نہیں کئے گئے ف مسائل سوائم کے اگرچہ مصنف رحمتہ اللہ نے بالکل ذکر نہیں کئیے۔ لیکن یہ عاجز بطور اختصار کے ذکر کرتا ہے تاکہ لوگ مسائل سے آگاہ ہو ویں مسئلہ جان تو کہ جسکے پاس پانچ اونٹ حاجت اصلی سے زیادہ ہوں اور وہ اونٹ اکثر سال جنگل میں چرتے رہے ہوں اور برس اون پر گذرے تو اُن پانچ اونٹ میں ایک بکری زکوٰۃ دیوے۔ پس اسیطرح ہر پانچ میں ایک بکری دیا کرے جب پچیس کو پہونچے پینتیس[۳۵] تک پس اُن میں ایک بوتی مادہ برس روز کی دیوے پھر جسوقت چھتیس کو پہونچے پینتالیس تک پس اون میں ایک بوتی مادہ دو برس کی دیوے پھر جسوقت چھیالیس کو پہونچے ساٹھ تک پس اون میں حقہ یعنی تین برس کی اونٹنی کہ قابل جفت کرنے اونٹ کی ہو دیوے پھر جسوقت اکسٹھ کو پہونچے پچھتر تک پس انمیں جذعہ یعنی چار برس کی بوتی کہ پانچویں برس میں لگی ہو دیوے اور جسوقت چھتر کو پہونچے نوے تک پس اونمیں دو بوتیاں دو برس کی دیوے اور جسوقت اکانوے کو پہنچے ایک سو بیس[۱۲۰] تک پس اُنمیں تین تین برس کی دو اونٹنیاں کہ قابل جفت کرنے اونٹ کے ہو ویں دیوے اور جسوقت زیادہ ہوں ایک سو بیس سے تو حساب سر نو سے شروع کیا جاوے یعنی جب ایک سو بیس پر پانچ اونٹ زیادہ ہوں تو ایک سو بیس کی تین تین برس کی دو اونٹنیاں اور پانچ کی ایک بکری دیوے اسیطرح ہر پانچ میں ایک بکری دیا کرے جب پچیس پوری ہو ویں پینتیس تک پس اُن میں ایک بوتی مادہ برس روز کی دیوے پس بموجب ترتیب پہلی کے حساب کرتا جاوے مسئلہ اور تیس گائے بیلوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں جب تیس پورے ہوں اور برس اُن پر گذرے تو ایک تبیعہ یعنی بچھڑا یا بچھڑی ایک برس سے زیادہ دو برس سے کم کی دیوے اور جب چالیس ہوں تو ایک مسنہ یعنی دو برس سے زیادہ تین برس سے کم کا بچہ نر ہو یا مادہ دیوے جب ساٹھ ہوں تو دو تبیعے دیوے اور جب ستر ہوں تو ایک مسنہ اور ایک تبیعہ دیوے اور جب اسی ہوں تو دو مسنہ دیوے اور جب نوے ہوں تو تین تبیعے دیوے

اور جب سنو ہو ویں تو دو تبیعے اور ایک مسنا دیوے اسی طور سے ہر ایک تیس میں تبیعا اور
ہر چالیس میں مسنہ دیا کرے۔ گائے بھینس کی زکوٰۃ ایک طور سے اور ان میں نر اور مادہ
دونوں دینا درست ہے اور اونٹ میں سوا مادہ کے نر دینا نہیں آیا مسئلہ چالیس بکری سے کم میں
زکوٰۃ ایکسو بیس تک جب ایکسو اکیس ہوں تو دو بکری زکوٰۃ دیوے دو سو تک جب دو سو سے
ایک زیادہ ہو تو چار بکری دیوے پھر ہر سیکڑے میں ایک بکری دیا کرے بھیڑ بکری کی زکوٰۃ
ایک طور سے ہے زکوٰۃ میں چاہئے بکری دے چاہے بکرا دے چھوٹے بڑے سب جانور
گن کے زکوٰۃ دیوے مسئلہ جو گھوڑے اور گھوڑیاں اکثر سال جنگل میں چرتی ہوں اور وہ تجارت
کے لئے نہ ہوں پس ان میں زکوٰۃ نہیں ہے امام شافعیؒ اور صاحبینؒ اور غیرہم کے نزدیک اور
امام اعظمؒ کے نزدیک اگر گھوڑے اور گھوڑیاں ملی ہوں تو زکوٰۃ دینی چاہئے فی راس ایک
دینار دیوے یا اسکی قیمت مقرر کرکے دو سو درہموں میں پانچ درہم دیوے لیکن فتاویٰ میں لکھا ہے
کہ فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے مسئلہ اگر کسی مسلمان یا کسی ذمی نے کہیں سونا یا چاندی یا
تانبا یا انکے مانند جنگل میں پایا تو پانچواں حصہ اس سے حاکم لیوے اور چار حصہ اُس پانے والے
کو دیوے اگر وہ زمین کسی کی ملک نہ ہووے اور اگر وہ کسی کی ملک میں ہے تو ایک حصہ
حاکم لیوے اور چار حصے زمین والے کو حوالے کرے پانے والے کو کچھ نہ ملے گا اور اگر اپنے گھر
میں پایا تو نزدیک امام اعظمؒ کے اس میں پانچواں حصہ حاکم کو دینا واجب نہیں اور نزدیک
صاحبین کے واجب ہے اور اگر اپنی کھیتی کی زمین میں پایا اوس میں دو روایت ہیں ایک
روایت میں ہے کہ پانچواں حصہ حاکم کو نہ دیوے اور ایک میں ہے کہ دیوے
مسئلہ اگر مال گاڑا ہوا پایا اگر اس میں نشان اسلام کا ہے مانند سکہ اسلام کے
تو اس کا حکم گرے ہوئے مال کا ہے اور اس کے مال کو تلاش کرکے پہنچانا
چاہئے اگر اس میں نشان کفر کا ہے پانچواں حصہ حاکم مسلمان لیوے اور
باقی پانیوالے کو دیوے

فصل پہلی زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہ کے

بیان میں۔ زکوٰۃ خرچ کرنیکی جگہ وہ فقیر ہے کہ نصاب سے کم مال کا مالک ہو اور وہ مسکین ہے
کہ مالک کسی چیز کا نہ ہو اور مکاتب ہے کہ مال کتابت کے ادا کرنے میں محتاج ہے اور قرضدار ہے
کہ وہ مالک نصاب کے مال کا ہے لیکن نصاب اسکے قرض سے کم ہے اور غازی ہے کہ
اسباب غزنا کا نہیں رکھتا ہے اور وہ آدمی ہے کہ مال وطن میں رکھتا ہے اور وہ سفر میں ہے وطن
سے دور اور مال ساتھ نہیں رکھتا ہے پس اگر چاہے ان جماعت میں سے ایک جماعت کو
دیوے یا چاہے ان سب کو دیوے فقط یعنی مثلاً اگر چاہے فقط فقیروں کی جماعت کو حصہ
کردیوے یا چاہے ہر فرقے کے لوگوں کو تقسیم کردیوے دونوں وجہ سے درست ہے لیکن زکوٰۃ
دینے والا مال زکوٰۃ کا اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد کو اور عورت اپنے شوہر اور شوہر اپنی
جورو کو اور اپنے غلام اور مدبر اور مکاتب اور ام ولد کو اور اس غلام کو نہ دیوے کہ جسکا بعض
آزاد ہوا ہو اور کافر کو نہ دیوے اور سید کے غلام کو نہ دیوے مگر صدقہ نفل کا مضائقہ
نہیں کہ ادب سے ان کی خدمتوں میں گزرانے اور مسجد کے بنانے میں اور میت کے
قرض ادا کرنے میں خرچ نکرے اور دولتمند کے غلام اور دولتمند کے چھوٹے لڑکے کو نہ
دیوے مسئلہ اگر زکوٰۃ خرچ کرنیکی جگہ گمان کرکے زکوٰۃ دی بعد اس کے ظاہر ہوا کہ زکوٰۃ لینے
والا دولتمند تھا۔ یا سید یا کافر یا ماں باپ یا شوہر یا جورو تو زکوٰۃ دینے والے کو پھر زکوٰۃ دینی لازم
نہیں۔ نزدیک امام اعظم کے نزدیک ابی یوسفؒ کے پھر دینی لازم ہے مسئلہ
مستحب ہے کہ ایک فقیر کو اس قدر دیوے کہ اس دن محتاج سوال کا نہو مسئلہ نصاب کے
اندازیا نصاب سے زیادہ ایک فقیر غیر قرضدار کو دینا یا ایک شہر سے دوسرے میں مال زکوٰۃ
کا بھیجنا کروہ ہے مگر جسوقت لگانہ اسکا دوسرے شہر میں ہو یا وہاں کے لوگ بڑے محتاج
ہوں تو درست ہے مسئلہ جس شخص کو ایک دن کا کھانا میسر ہوا اس کو سوال کرنا
نہ چاہئے فصل دوسری صدقہ فطر کے بیان میں۔ صدقہ فطر واجب ہے ہر آزاد مسلمان
پر جو مالک نصاب کا ہو اور زیادہ ہو قرض اور ضرورت حاجتوں سے اور نامی

ہونا نصاب کا اسمیں شرط نہیں پس جو شخص اس طرح کی نصاب کا مالک ہو گا اس پر صدقہ لینا حرام ہے صدقہ فطر کا اپنی طرف سے اور اپنی چھوٹی اولاد کی طرف سے دیوے اگر وہ اولاد مالک نصاب کی نہووے اور اگر مالک نصاب کی ہووے تو اُنکے مال سے دیوے اور اپنے خدمتی غلاموں کی طرف سے دیوے اگرچہ غلام مدبر ہو اور تجارتی غلاموں کی طرف سے نہ دیوے اور ام ولد کی طرف سے دیوے نہ اپنی جورو اور نہ اپنی اولاد بالغ اور نہ اپنے غلام مکاتب کی طرف سے اور نہ بھاگے ہوئے غلام کی طرف سے مگر پھر آنیکے بعد اُسکی طرف سے دیوے اور ایک غلام یا کئی غلام کئی آدمی کی شرکت میں ہو ویں تو نزدیک امام اعظمؒ کے صدقہ فطر اُن غلاموں کا کسی پر واجب نہ ہو گا **مسئلہ** صدقہ فطر کا واجب ہوتا ہے عید کے دن کی فجر طلوع ہونے کیساتھ پس جو آدمی عید کی صبح سے آگے مر گیا یا صبح کے بعد پیدا ہوا یا اسلام لایا صدقہ فطر کا اُسپر واجب نہ ہو گا اور عید سے آگے بھی صدقہ فطر ادا کرنا جائز ہے لیکن سنت یہ ہے کہ عید گاہ کی طرف نکلنے کے آگے ادا کرے اگر عید کے دن صدقہ فطر کا ادا نہ کیا بعد اسکے جب چاہے قضا کرے **مسئلہ** مقدار صدقہ فطر کا گیہوں یا گیہوں کے آٹے یا گیہوں کے ستو سے آدھا صاع ہے اور خرمے یا جو سے ایک صاع اور کشمش میں آدھا صاع ہے گیہوں کے مانند نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک صاحبینؒ کے ایک صاع ہے مانند جو کے اور صاع ایک ظرف ہے کہ آٹھ رطل مسور یا ماش یا جو غلہ مانند انکے ہے اسمیں سماتا ہو اور نزدیک ابی یوسفؒ کے صاع وہ ظرف ہے کہ جسمیں پانچ اور تہائی رطل سماوے اور رطل بیس استار کا ہوتا ہے ہر استار ساڑھے چار مثقال کا ہے پس وزن ایک رطل کا دلی کے سکے سے چھتیس روپے کے برابر ہوتا ہے اور صدقہ فطر میں غلہ کے عوض اوس کی قیمت دینی بھی جائز ہے

فصل تیسری صدقہ نفل کے بیان میں۔

صدقہ نفل ماں باپ اور اقربا اور یتیموں اور ہمسایہ اور سوال کرنے والوں اور اون کے غیروں کو دیوے۔ کسواسطے کہ حق تعالیٰ کے کلام سے ان کو دینا ثابت ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے

وما یا یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین
والیتمٰی والمسٰکین وابن السبیل وما تفعلوا من خیر فان اللہ بہ علیم
پوچھتے ہیں تجھسے کیا چیز خرچ کریں تو کہ جو چیز خرچ کرو فائدہ کی سو ماں باپ کو اور نزدیک
والوں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور راہ کے مسافروں کو دو اور جو کروگے بھلائی سو وہ
اللہ کو معلوم ہے ف لوگوں نے پوچھا تھا کہ مالوں میں سے کس مال کا خرچ کرنا بہت ثواب
ہے فرمایا کہ مال کوئی ہو لیکن جسقدر ٹھکانے پر خرچ ہو تو ثواب زیادہ ہے لیکن بہتر یہ ہے
کہ جو مال اصلی حاجتوں اور قرض نفقوں اور واجبی حقوق سے زیادہ ہو وہ دیوے اور
گناہ کے کام میں خرچ نہ کرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی فتح کے بعد ایک برس کا
ازواج مطہرات کو دیتے تھے اور اپنی ذات پاک کے لیے کچھ جمع نہیں کرتے تھے جو کچھ میسر
ہوتا خدا کی راہ میں دیتے تھے اور فرماتے تھے انفق یا بلال ولا تخش من ذی العرش اقلالا
یعنی خرچ کر اے بلال جو کچھ کہ رکھے تو اور عرش کے مالک سے اندیشہ فقر کا مت رکھ اور مال کو بیہودہ
خرچ نہ کر کہ بیہودہ خرچ کرنے والیکو حق تعالیٰ جل شانہ نے شیطان کا بھائی فرمایا اور خرچ بیہودہ
وہ ہے کہ اوس میں نہ ثواب ہو اور نہ فائدہ دنیا کا اور نفس کی خوشی نفس کے حق سے زیادہ
کرنی منع ہے مسئلہ صدقہ نفل میں سے پہلے بنی ہاشم کو دیوے اسواسطے کہ زکوٰۃ ان کو
لینی حرام ہے اور رسول علیہ السلام کی قرابت پر نظر کرکے اُن کی خدمتوں میں تواضع اور تعظیم
کے ساتھ گزرانے مسئلہ صدقہ نفل ذمی کو دینا درست ہے نہ حربی کو مسئلہ ضیافت مہمان
کی تین دن سنت موکدہ ہے بعد اسکے مستحب۔

کتاب الصوم

روزے کے بیان میں اسلام کے ارکانوں میں سے تیسرا رکن روزے رمضان مبارک
کے مہینے کے ہیں اور وہ فرض قطعی ہے ہر مسلمان مکلف پر جو فرض نہ جانے اس
کو سو کافر ہے اور جو بغیر عذر کے اسکو ترک کرے تو بڑا گنہگار ہے اور بخاری اور مسلم

میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول علیہ السلام سے روایت کی کہ ہر نیک عمل بنی آدم کا زیادہ دیا جاتا ہے ثواب اس کا دس چند سے سات سو چند تک حق تعالیٰ نے فرمایا مگر روزہ کہ بیشک روزہ میرے لئے ہے اور میں آپ روزے کی جزا ہوں مسئلہ روزہ ادا ہونیکی شرط نیت ہے یعنی بدون نیت کے روزہ ادا ہو گا اور حیض و نفاس سے پاک ہونا بھی شرط ہے کہ حیض اور نفاس کیساتھ بھی روزہ صحیح نہ ہو گا مسئلہ روزہ چھ قسم پر ہے ایک تو روزہ رمضان۔ دوسرا روزہ قضا۔ تیسرا روزہ نذر معین چوتھا روزہ نذر غیر معین کا پانچواں روزہ کفارہ۔ چھٹا روزہ نفل پس نزدیک اعظمؒ کے رمضان کا روزہ مطلق نیت کیساتھ اور ساتھ نیت فرض وقت اور ساتھ نیت نفل کے ادا ہوتا ہے ف مطلق نیت کی صورت یہ ہے کہ جی میں کہے کہ میں نے نیت روزیکی کی اور نیت فرض وقت کی صورت یوں ہے جی میں کہے کہ میں نے اس رمضان مبارک کے فرض روزہ کی نیت کی اور صورت نیت نفل کی اسطرح ہے کہ دل میں کہے کہ میں نے نیت نفل کی کی اور اگر نیت قضا یا کفارے کی کی پس وہ نیت کرنے والا اگر مقیم اور صحیح سالم ہے تو فرض وقت کا ادا ہو گا نہ قضا اور کفارہ اور اگر وہ بیمار یا مسافر ہے اور اس نے قضا یا کفارہ کی نیت کی تو قضا اور کفارہ ادا ہو گا نہ فرض وقت کا اور نزدیک صاحبینؒ کے اگر مریض یا مسافر ہے تو بھی فرض وقت کا ادا ہو گا۔ نہ قضا اور کفارہ اور نزدیک مالک اور شافعیؒ اور احمد رحمہم اللہ کے روزہ رمضان کے لئے بھی تعین کرنی نیت فرض وقت کی ضرور ہے اور معین نزدیک امام اعظمؒ کے جسطرح ساتھ نیت نذر کے ادا ہوتا ہے اسی طرح مطلق نیت کے ساتھ اور ساتھ نیت نفل کے بھی ادا ہوتا ہے اور اگر اس نذر معین میں دوسرے واجب کی نیت کی تو وہ دوسرا واجب ادا ہو گا نہ وہ نذر معین اور نزدیک اکثر اماموں کے نذر معین بغیر تعین کرنے نیت کے نذر ادا نہیں ہوتا اور نفل جس طرح نفل کی نیت سے ادا ہوتا ہے اسطرح مطلق نیت کیساتھ بھی ادا ہوتا ہے۔ بالاتفاق اور نذر غیر معین

اور قضا اور کفارہ میں نیت تعین کرنی شرط ہے بالاتفاق **مسئلہ** روزے کی نیت کا وقت
بعد سورج ڈوبنے کے صبح ہونے تک ہے اور صبح ہونیکے پیچھے جائز نہیں مگر نفل روزے
میں دوپہر کے قبل تک درست ہے نزدیک شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے
اور نزدیک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے صبح کے بعد نفل کی نیت بھی درست نہیں
اور نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے روزے رمضان اور نذر معین اور نفل کی
نیت دوپہر کے قبل تک درست ہے اور قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین کی نیت
صبح ہونیکے وقت بالاتفاق درست نہیں اور نزدیک تینوں اماموں کے رمضان
کے تیسوں روزوں کے لئے ہر رات الگ الگ نیت کرنی شرط ہے اور امام مالکؒ
کے نزدیک سارے رمضان کے واسطے پہلی رات کی ایک نیت کفایت ہے۔
اگر رمضان کے مہینے کی اول رات میں تیس روزے کی نیت کسی نے کی اور
اور نسیان رمضان کے اسے جنون ہوا اور کئی دن اوسے جنون میں گزر گئے اور کوئی
چیز روزہ توڑنے والی اُسمیں اس سے ظاہر نہ آئی تو نزدیک امام مالکؒ کے روزے
اوسکے صحیح ہوئے اور نزدیک تینوں اماموں کے جنون کے دنوں کے روزے قضا کرے
اسواسطے کہ اس میں نیت فوت ہوئی۔ اور اگر سارے مہینے رمضان کے باؤلا رہا تو
روزے ساقط ہوئے قضا واجب نہ ہوگی اور اگر رمضان میں ایک ساعت بھی باؤلے
کو افاقہ ہوا تو پچھلے دنوں کے روزے قضا کرے خواہ وہ بالغ ہونے کے وقت دیوانہ
ہوا یا بعد بلوغت کے ہوا **مسئلہ** رمضان کے مہینہ میں چاند دیکھنے سے یا شعبان
کے تیس دن تمام ہونے سے روزہ رکھنا واجب ہوتا ہے اور اگر آسمان میں مثلاً
ابر یا غبار ہو تو رمضان کے چاند کے لئے ایک مرد یا عورت عادل کی گواہی کفایت ہے
خواہ وہ آزاد ہو خواہ غلام یا باندی اور اسی طرح شوال کے چاند کے لئے دو مرد آزاد
عادل یا ایک مرد اور دو عورت آزاد عادل کی گواہی لفظ شہادت کے ساتھ شرط

شرط ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور شوال کے چاند کی گواہی کو ایک بڑی جماعت چاہیئے مسئلہ اگر رمضان کا چاند ایک آدمی کی گواہی سے ثابت ہوا تھا پھر تیسویں کو چاند دیکھا نہ گیا تو افطار کرنا جائز نہ ہوگا اور اگر دو آدمی کی گواہی سے ثابت ہوا تھا اور تیس دن گزر گئے تو افطار جائز ہوگا اگرچہ چاند دیکھا نہ جاوے مسئلہ اگر کسی نے چاند رمضان یا شوال کا اپنی آنکھ سے دیکھا اور قاضی نے گواہی اوس کی قبول نہ کی تو دونوں صورت میں واجب ہے کہ وہ شخص روزہ رکھے اور اگر افطار کرے گا تو قضا واجب ہوگی نہ کفارہ مسئلہ شک کے دن یعنی تیسویں شعبان کو جب چاند دیکھا نہ جائے اور مطلع صاف نہ ہو تو روزہ نہ رکھے مگر نفل کی نیت سے مضائقہ نہیں اگر وہ دن متعادی نفل روزے کے موافق پڑ جائے ف یعنی ایک شخص کی عادت ہے ہر پیر یا جمعرات کو روزہ نفل رکھتا ہے اتفاقاً وہ تاریخ شک کی اسی دن واقع ہوئی تو اس کو اس دن روزہ رکھنا منع نہیں اور اگر نہ ہو تو خواص روزہ رکھیں ف جو لوگ شک کے دن کی نیت جانتے ہوں وہ رکھیں اور نیت اس دن کی کیا ہے کہ نیت نفل کی کرے نہ غیر اس کے اور عوام دوپہر کے بعد افطار کریں نزدیک امام اعظم کے اور اس دن رمضان کی نیت یا دوسرے واجب کی نیت سے روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اسیطرح تردد نیت کے ساتھ بھی روزہ رکھنا مکروہ ہے اور تردد کی صورت یوں ہے کہ جی میں کہے کہ آج اگر دن رمضان کا ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے اور اگر دن رمضان کا نہیں ہے تو یہ روزہ دوسرے واجب کا ہے یا نفل کا لیکن بہر تقدیر جس نیت کیساتھ روزہ رکھے گا جب رمضان ثابت ہوگا تو وہ روزہ رمضان کا ہوگا نزدیک امام اعظمؒ کے

فصل پہلی قضا اور کفارہ واجب کرنے والی چیزوں کے بیان میں

اگر کسی نے رمضان کے روزے میں جماع کیا یا جماع کیا گیا قصداً قبل یا دبر میں یا کھایا یا پیا قصداً خواہ غذا خواہ دوا روزہ اوس کا فاسد ہوا اوس پر قضا اور کفارہ واجب ہوگا بردہ آزاد کردے اور اگر میسر نہ ہو تو یک لخت دو مہینے روزے رکھے کہ اون میں

رمضان اور عیدین اور ایام تشریق نہ ہوں اور اگر اوس دو مہینے کے بیچ میں کوئی روزہ فوت ہو جاوے
خواہ عذر خواہ بغیر عذر سے تو روزہ پھر سرے سے شروع کرے مگر حیض اور نفاس کی ضرورت
میں افطار کرنا مضائقہ نہیں اور اگر مثلاً بسبب پیری کے طاقت روزہ کی نہ رکھتا ہو تو ساٹھ
مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے ۔ لیکن جن ساٹھ آدمیوں کو صبح کو کھلاوے
اُنہیں کو پھر شام کو کھلاوے یا ہر ایک کو غلہ صدقہ فطر کے قدر دیوے اور نزدیک
شافعیؒ کے اور احمدؒ کے بدون وطی کے کفارہ واجب نہیں ہوتا ہے اور قضا یا کفارہ
یا نذر کا روزہ توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا ہے بالاتفاق اور جس وجہ سے
کفارہ واجب ہوتا ہے اگر اوسی وجہ پر ایک رمضان میں دو یا کئی روزے توڑے
تو اس صورت میں اگر اول کے کفارہ دینے کے بعد دوسرا توڑا تو دوسرے کے لئے کفارہ
علیحدہ دیوے اور اسی طرح قیاس کرے تیسرے اور چوتھے میں اور بعد اس کے اگر اور
کسی کا کفارہ نہیں دیا یہاں تک کہ رمضان آخر ہو گیا تو سب کے واسطے ایک کفارہ کفایت
ہے اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک دونوں تقدیر میں ہر روزے کے لئے
الگ الگ کفارہ چاہئیے ۔ اور اگر دو رمضان میں دو روزے فاسد کئے اور اول روزے
کا کفارہ نہیں دیا تو اس صورت میں بالاتفاق کفارہ الگ الگ واجب ہوگا ۔ اور اگر خطا
سے افطار کیا ف مثلاً کلی کرنے میں بدون قصد کے حلق میں پانی اُتر گیا یا بسبب
زبردستی کے افطار کیا خواہ جماع خواہ اور کسی چیز کے ساتھ یا حقنہ کیا گیا یا کان
یا ناک میں دوا ڈالی گئی یا پیٹ یا سر کے زخم میں دوا ڈالی گئی ۔ پس وہ دوا اوس کے
دماغ یا پیٹ میں پہونچی یا کنکر یا لوہا یا وہ چیز کہ دوا اور غذا کی قسم سے نہیں نگل گیا یا قصداً
منہ بھرنے کی یا رات جانکر کھانا سحری کا کھایا اور پیچھے معلوم ہوا کہ صبح تھی یا سورج ڈوبنے
کے خیال سے افطار کیا اور وہ ڈوبا نہ تھا یا بھول کر کھانا کھایا اور خیال کیا کہ روزہ میرا
فاسد ہوا بعد اوس کے پھر قصداً کھایا یا سوتے آدمی کے حلق میں کسی نے

پانی ڈالا یا عورت سوتے میں یا دیوانگی یا بیہوشی کی حالت میں وطی کی گئی ان صورتوں میں قضا کا
روزہ واجب ہوگا نہ کفارہ اور اگر کسی نے رمضان میں نہ روزے کی نیت کی اور نہ نیت افطار کی
کی اور روزہ توڑنے والی کوئی چیز اس سے ظاہر نہیں ہوئی تو اس صورت میں بھی قضا واجب
ہے نہ کفارہ اور اگر رمضان میں نیت روزے کی نہ کی اور کھانا کھایا تو نزدیک امام اعظمؒ
کے کفارہ واجب نہ ہوگا اور نزدیک صاحبینؒ کے واجب ہوگا اور اگر روزہ بھول گیا
اور اس حال میں کھانا کھایا یا پانی پیا یا جماع کیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور نہ قضا واجب ہوگی
اور احتلام ہونا اور دیکھنے کے ساتھ شہوت ہو کر انزال ہونا اور بدن پر تیل ملنا اور آنکھ میں
سرمہ لگانا غیبت کسی کی کرنی اور پچھنے لگانا اور بغیر قصد کے قے کرنی اگرچہ بہت ہو اور
قصد سے تھوڑی سی قے کرنی اور کان میں پانی ڈالنا یہ چیزیں بھی روزہ فاسد نہیں کرتی
ہیں اور اگر ذکر کے اندر تیل یا دوسری کوئی چیز داخل کی تو نزدیک امام اعظمؒ کے روزہ فاسد
نہ ہوگا اور نزدیک ابی یوسفؒ کے فاسد ہوگا اور اگر مردہ عورت یا چارپائے کے ساتھ
یا قبل اور دبر کے سوا اور کسی اعضا میں وطی کی یا عورت سے بوسہ لیا یا شہوت سے
مساس کیا ان صورتوں میں اگر انزال ہوا تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر انزال نہ ہوا تو فاسد نہ
ہوگا اور اگر کھانے میں سے کچھ دانت میں باقی رہا اور اس کو ہاتھ سے نکال کر کھایا تو
روزہ ٹوٹ جاوے گا پر کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر دانت کی نوک سے نکال کر کھایا پس اگر
وہ چنے کے برابر ہے تو قضا واجب ہوگی اور اگر چنے سے بہت کم ہے تو نہ ٹوٹے گا اور اگر
دانہ تل کا ثابت نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر منہ میں رکھ کر چبایا تو فاسد نہ ہوگا اور قے منہ بھر
اگر منہ میں آگئی پھر اس کو قصداً نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی قے منہ میں آئی اور بغیر
قصد کے اندر گئی روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر منہ بھر بدون قصد کے اندر گئی تو نزدیک ابی یوسفؒ
کے فاسد ہوگا نہ نزدیک محمدؒ کے اور اگر تھوڑی سی قے قصداً نکل جاوے تو نزدیک محمدؒ
کے فاسد ہوگا نہ نزدیک ابی یوسفؒ کے اور مکروہ ہے روزے میں چکھنا یا چبانا

کسی چیز کا بغیر عذر کے اور لڑکے کے لئے کھانا چبا کر دینا ضرورت کی صورت میں جائز ہے اور
کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا سبب ضرورت اور غسل کرنا اور تر کپڑے بدن پر لپیٹنا وقت
گرمی کے واسطے مکروہ تنزیہی ہے نزدیک امام اعظم کے اس واسطے کہ یہ امور بے صبری پر
دلالت کرتے ہیں اور نزدیک ابی یوسف کے مکروہ نہیں ہے مسئلہ روزہ دار اگر رات کو
ناپاک ہوا اور اس حالت ناپاکی میں صبح کی تو روزہ اسکا ہو جائیگا لیکن مستحب یہ ہے کہ صبح نکلنے
سے آگے غسل کرے مسئلہ علما متفق ہیں اس بات پر کہ روزہ میں جھوٹ کہنے یا غیبت کسی کی
کرنے یا کسی کو برا کہنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا پر سخت مکروہ ہے اور نزدیک اوزاعی رحمۃ اللہ
کے روزہ اسکا فاسد ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے ترک نہ کیا
جھوٹ بولنا اور گناہ کا کام پس حق تعالی محتاج اسکے روزہ کا نہیں یعنی روزہ اسکا مقبول نہیں
مسئلہ اگر کوئی شخص کھانا کھاتا تھا یا وطی کر رہا تھا اتنے میں فجر ہو گئی پس فجر ہوتے ہی اس نے
کھانا منہ سے ڈال دیا اور ذکر جماع کرنے سے کھینچ لیا اس صورت میں نزدیک جمہور کے روزہ اس کا
صحیح ہوگا نزدیک مالک کے باطل ہوگا مسئلہ جس مریض کو روزہ رکھنے میں مرض بڑھنے کا ڈر ہو اسکو
افطار کرنا جائز ہے اور مسافر کو جنکی تفسیر اوپر گزر چکی اُن کو بھی جائز ہے پھر اگر مسافر کو روزہ ضرر
کرنیوالا نہ ہو تو اسکو بہتر ہے کہ روزہ رکھے اور اگر مسافر جماعت میں ہو یا روزہ اوس کو ضرر دیوے تو اس کو
افطار کرنا بہتر ہے۔ اور اگر روزہ قریب ہلاکی کے پہنچا دے تو اُس حال میں افطار کرنا واجب
ہے اگر اس حال میں روزہ رہے گا تو گنہگار ہوگا اور جن بیماروں اور مسافروں نے افطار کئے
تھے اگر اس مرض اور سفر کے حال میں وہ مر گئے تو قضا اُن پر واجب نہ ہوگی اور اگر بیمار
چنگے ہونیکے پیچھے اور مسافر مقیم ہونیکے بعد مر گئے تو جتنے دن مرض سے اچھے ہوئے اور
مسافرت سے مقیم ہوکے جیتے رہے اتنے دنوں کے روزے انپر واجب ہو وینگے اور جب
اونہوں نے قضا نہ کی تو اونکے ولی پر واجب ہے کہ اُن کے تہائی مال سے ہر روزہ
کے عوض ایک مسکین کا کھانا صدقہ فطر کے اندازے پر دیوے لیکن یہ صدقہ دینا ولی پر

اس وقت واجب ہوگا کہ مریض اور مسافر مرتے وقت صدقہ دینے کو کہکر مرے ہوں اور بے دون کہنے کے ولی پر واجب نہ ہوگا ہاں اگر ولی اپنی طرف سے احسان کرے تو درست ہے **مسئلہ** قضاء رمضان کا اگر چاہے یک لخت ادا کرے اور اگر چاہے متفرق رکھے اگر سال بھر میں قضا نہ کیا اور دوسرا رمضان آگیا تو پہلے اس دوسرے رمضان کے روزے ادا کرے بعد اوس کے پچھلے رمضان کے روزے قضا کرے اور اسصورت میں کچھ صدقہ اسپر واجب نہ ہوگا **مسئلہ** جو نہایت بڈہا بے طاقت روزہ رکھنے سے عاجز ہے وہ افطار کرے اور ہر روزے کے عوض صدقہ فطر کے برابر کہانا دیوے پہر اگر طاقت روزے کی آجاوے تو قضا اوس پر واجب ہوگا **مسئلہ** حاملہ یا دودہ پلانے والی عورت اگر اپنی جان یا اپنے بچّے کی جان پر خوف کرے تو افطار کرے پہر قضا کرے اس پر صدقہ واجب نہ ہوگا

فصل دوسری نفل روزے کے بیان میں نفل روزہ شروع کرنے سے واجب ہوجاتا ہے مگر جن دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے اِن دنوں میں شروع کرنے سے بہی واجب نہیں ہوتا ہے **ف** یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ اور ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں کو منع ہے اور نفل روزہ بغیر عذر کے توڑنا درست نہیں اور عذر کیساتہہ درست ہے اور ضیافت بہی عذر ہے اس میں افطار کر لیوے۔ بعد اوسکے قضا کرے **مسئلہ** اگر رمضان کے دنوں میں سے کسی دن میں لڑکا بالغ ہوا۔ یا کافر مسلمان یا مسافر مقیم ہوا یا حیض والی پاک ہوئی یا بیمار نے تندرستی پائی پس اُن سب پر واجب ہے کہ جسقدر دن باقی ہے اس میں کہانا پینا موقوف کریں لڑکے اور نو مسلم نے کہانا پینا موقوف کیا یا نہ کیا دونوں صورت میں اُن دونوں پر قضا واجب نہ ہوگا مگر مسافر اور حائض اور بیمار پر واجب ہوگا **مسئلہ** عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دو دن اور ایام تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے اُن دنوں میں روزہ شروع کرنے سے بہی واجب نہیں ہوتا ہے لاکن اگر کسی نے نذر کیا کہ میں ان دنوں میں روزہ رکھوں گا

نذر کیا تمام سال روزہ رکھنے کا تو دونوں صورت میں دنوں میں افطار کرے اور اگر روزہ رکھیگا
تو گنہگار ہوگا لاکن نذر اُس کے ذمے سے ساقط ہو جائیگی اور قضا اُسپر نہ آویگا ف حدیث میں
آیا ہے کہ جو شخص رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھیگا گویا کہ اس نے تمام سال روزہ
رکھا بعض علمانے کہا کہ شوال میں چھ روزے عید الفطر سے ملاکر نہ رکھے ف یعنی یوں نہ کرے
کہ عید کی صبح کو شروع کرکے عید کی ساتویں کو تمام کرے بلکہ متفرق رکھے اسلیے کہ مشابہ
نصارا کیساتھ نہووے اور اسی مشابہت کے سبب علمانے ملانے کو مکروہ رکھا ہے
اور فتوی یہ ہے کہ مکروہ نہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان میں اکثر روزہ رکھتے تھے
اور بعض حدیثوں میں آوے ہے شعبان کے بعد روزہ رکھنا منع آیا ہے اس سبب سے کہ ایسا
نہ ہو کہ ناطاقتی رمضان کے روزوں کو مانع ہو جائے مسئلہ ہر چاند میں تین روزے
رکھنا سنت ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے ایام بیض کے کبھی تیرہویں اور چودہویں
اور پندرہویں کو رکھتے تھے اور کبھی شروع چاند میں اکٹھے تین روزے رکھتے تھے اور کبھی
آخر چاند میں اور کبھی ہر دسویں کو ایک ایک روزہ اور کبھی جمعرات اور پیر اور جمعرات کو اور کبھی
پیر اور جمعرات اور پیر کو رکھتے تھے اور کبھی ایک چاند میں ہفتہ اور اتوار اور پیر کو اور دوسرے
چاند میں منگل اور بدھ اور جمعرات کو رکھتے تھے۔ عرفے کے دن جو شخص روزہ رکھتا ہے
اوس کے اگلے اور پچھلے دو برس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اگر عاشورے کیساتھ ایک
دن اور ملاوے خواہ اوس کے اول دن خواہ آخر کو اور صرف جمعہ کے دن
روزہ رکھنا نزدیک بعض عالم کے مکروہ ہے اور نزدیک ابو حنیفہ اور
محمد رحمہما اللہ کے مکروہ نہیں مسئلہ روزہ وصال کا یعنی کئی دن پے
در پے روزے رکھنا بغیر افطار کے اور روزہ رکھنا تمام سال کا مکروہ ہے
اور سب سے بہتر طریق روزہ رکھنے میں طریق داؤد علیہ السلام کا ہے
ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے لیکن اس طور پر رکھنا بھی اس شرط پر ہے

کہ ہمیشہ رکھ سکے کیونکہ عبادت ہمیشہ کی بہتر ہوتی ہے **مسئلہ** عورت کو بغیر اذن خاوند کے اور غلام کو بدون حکم مالک روزہ نفل نہ چاہیے رکھنا

فصل تیسری اعتکاف کے بیان میں اعتکاف کرنا کسی مسجد میں عبادت ہے لیکن جامع مسجد میں بہتر ہے اور اعتکاف واجب ہو جاتا ہے نذر کرنے سے **ف** جب زبان سے کہا کہ میں نے اپنے پر اتنے دنوں کا اعتکاف لازم کیا یا یوں کہا کہ جس وقت یہ کام میرا ہو وے گا تب میں اتنے دنوں اعتکاف کروں گا تو دونوں صورت میں اعتکاف واجب ہو جائیگا لیکن پہلی صورت میں فی الحال ہوگا اور دوسری میں معلق اور مسجد میں ٹھیرنا اعتکاف کی نیت سے اسی کو شرع میں اعتکاف کہتے ہیں اور اعتکاف کی مدت میں اختلاف ہے اقل مدت اس کی ایک دن ہے نزدیک امام اعظم کے اور آدھے دن سے زیادہ ہے نزدیک ابی یوسف کے اور ایک ساعت ہے نزدیک امام محمد کے اور رمضان کے آخیر دس دن میں اعتکاف کرنا سنت موکدہ ہے اور جو اعتکاف واجب ہے اوسمیں روزہ رکھنا شرط ہے اور اسی طرح نفل اعتکاف میں بھی شرط ہے ایک روایت میں اور عورت کو چاہیے کہ گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے **مسئلہ** معتکف کو چاہیے کہ مسجد سے باہر نہ نکلے مگر پیشاب یا پاخانہ یا جمعہ کی نماز کے واسطے اور جمعہ کے لئے اوس وقت جاوے کہ جسمیں جمعہ اور اس کی سنتیں ادا ہو سکیں اور جمعہ مسجد میں نماز کی قدر ٹھیرے زیادہ اس سے دیر نہ کرے اگر دیر کی تو اعتکاف فاسد ہوگا **مسئلہ** اگر معتکف بدون عذر کے ایک ساعت مسجد سے نکلے گا تو اعتکاف اوسکا ٹوٹ جائیگا اور نزدیک صاحبین کے جب تک آدھے دن سے زیادہ مسجد کے باہر نہ ٹھیریگا فاسد نہ ہوگا اور کھانا پینا اور سونا اور بیچنا اور خریدنا مسجد میں بغیر حاضر کرنے اسباب کے معتکف کو جائز ہے اور غیر معتکف کو نہیں **مسئلہ** معتکف کو وطی اور جو چیز خواہش لاوے طرف وطی مثلاً بوسہ وغیرہ سب حرام ہے اور وطی سے اعتکاف فاسد ہوتا ہے خواہ وطی جان کے کرے خواہ بھول کر اور مساس اور بوسے سے اعتکاف تب ہوتا ہے اگر انزال ہووے اور بدون انزال کے

نہیں ہوتا ہے مسئلہ اعتکاف میں بالکل چپ رہنا مکروہ ہے اور بیہودہ کلام کرنا اس سے زیادہ مکروہ نیک کلام کیا کرے مثلاً کلام اللہ یا حدیث یا درود پڑھا کرے مسئلہ اگر کسی دن کے اعتکاف کی نذر کی پس اُن دنوں کی راتوں کو بھی اعتکاف کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر دو دن کی نذر کی تو دو رات کا بھی اعتکاف لازم ہوگا۔ اور نزدیک ابی یوسف کے صرف اس ایک رات کو لازم ہوگا جو دونوں کے درمیان ہے اگر نذر کیا ایک مہینے کے اعتکاف کا تو ایک تخت ایک مہینے کا اعتکاف لازم ہوگا۔ اگرچہ ایک تخت کا ذکر زبان سے نہ کیا ہو مسئلہ اعتکاف شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے مگر نزدیک امام محمدؒ کے نہیں ہوتا۔

کتاب الحج

اسلام کے رکنوں میں سے ایک رکن حج ہے اور وہ فرض عین ہو جاتا ہے جس وقت اسکی شرطیں پائی جاویں اور جس نے حج کو فرض نہ جانا وہ کافر ہے اور اس کی شرطیں موجود ہونے پر جس نے ترک کیا وہ فاسق ہے لیکن چونکہ ان ملکوں میں اکثر شرطیں حج کی موجود نہیں اس لئے اسکے مسائل اس مختصر رسالہ میں مذکور نہ ہوئے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ساری عمر میں حج ایک مرتبہ واجب ہوتا ہے نہ بار بار پس حاجت کیوقت اس کے مسائل سیکھنا ہو سکتا ہے واللہ اعلم ف مصنف رحمۃ اللہ نے اگرچہ مسائل حج کے ذکر نہیں کئے پھر یہ عاجز بطور اختصار کے کچھ بیان کرتا ہے مسئلہ شرطیں حج کی یہ ہیں کہ حج کرنیوالا آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہو اور بینا اور اندھا اور ضامن کسی کا نہ ہو اور سواری اور راہ کے خرچ پر قادر ہو اور اہل اور عیال کے نفقہ پھر آنے تک کا دیسکتا ہو اور راہ میں امن بیشتر ہو یعنی اکثر لوگ اس راہ سے حج کر آتے ہوں گو بعض وقت لوگ اتفاقاً ہلاک ہوں اس کا اعتبار نہیں اور عورت کے لئے اس کے شوہر

یا محرم عاقل نیک بخت ساتھ ہوں **مسئلہ** فرض حج کے تین ہیں ایک تو احرام باندہنا دوسرا عرفات میں ٹھہرنا اور تیسرا طواف الزیارۃ کرنا کہ اسکو طواف الافاضۃ اور طواف الرکن بھی کہتے ہیں **مسئلہ** واجب حج کے پانچ ہیں ایک مزدلفے میں رات کو ٹھہرنا دوسرا جمرات میں کنکریاں مارنا تیسرا صفا و مروہ دوڑنا چوتھا بال منڈانا یا کترانا پانچواں طواف الصدر کرنا یعنی پھرتے وقت طواف رخصت کا کرنا جسکو طواف الوداع بھی کہتے ہیں پس ان کے سوا سنتیں اور مستحبات ہیں **مسئلہ** جان تو کہ احرام باندہنے کے بعد حرام ہے وطی کرنا اور جھگڑا اور لڑائی کرنا جھوٹ بولنا اور غیبت اور تہمت اور برائی کرنا اور گالی دینا اور فحش بکنا اور شکار دریا اور خشکی کا کرنا اور سر اور بدن کے بال منڈانا اور سر اور ڈاڑھی خطمی سے دہونا اور ناخن اور موچھیں کترنا اور موزہ پہننا اور پگڑی باندہنا اور سئے ہوئے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا پس زیادہ تفصیل بڑی کتابوں میں دیکھے جسکو حاجت ہو

کتاب التقویٰ

اسلام کے ارکان کے بعد یعنی نماز روزہ حج و زکوٰۃ کے مسائل جاننے کے بعد حرام اور مکروہ اور شبہے کی چیزوں کو دریافت کرنا اور ان سے بچنا یہ بھی اسلام میں ضرور ہے کیونکہ بدون جاننے اونکے احتیاط کرنا اون سے مشکل ہے پس اگر مسلمان اون کو نہ جانے اور اُن سے نہ بچیگا تو اس کی مسلمانی میں بیشک نقصان آوے گا پس اسی واسطے اس کتاب التقویٰ کی پانچ فصلوں میں وہ چیزیں بیان کی گئیں **فصل پہلی** کھانے کے بیان میں۔ مردار یعنی جو جانور کہ آپ سے مرا ہو اور بہنے والا لہو اور سُور اور وہ جانور کہ بلندی سے گر کر مرا ہو اور وہ جانور کہ گلا گھوٹنے سے یا کسی صدمہ سے مرا ہو اور وہ جانور کہ اس کو کسی کافر غیر کتابی نے ذبح کیا اُن کا کھانا حرام ہے اور اسی طرح جو جانور کہ اس کو کسی مسلمان یا کتابی نے ذبح کیا اور قصداً بسم اللہ ترک کی وہ بھی حرام ہے اور اگر بھول کے ترک کی تو نزدیک امام مالک کے حرام ہے اور نزدیک امام اعظمؒ کے حلال **مسئلہ** جنگل سے پکڑنے والے جانور اور پھاڑ کھانے والے چارپائے اگرچہ کفند

جانور مانند چوہے اور نیول اور سوا ان کے جو حشرات زمین کے ہیں جیسے کیچوے وغیرہ اور جو جانور کہ اکثر نجاست کھاتا ہے وان سب کا کھانا حرام ہے اور جو کوا کہ دانہ اور نجاست دونوں کھاتا ہے وہ مکروہ ہے اور گھوڑا حلال ہے اور نزدیک امام اعظمؒ کے مکروہ ہے اور کوے کھیتی کے کہ وہ فقط دانہ کھاتے ہیں حلال ہیں اور خرگوش اور دوسرے حیوانات جنگلی کہ درندوں میں سے نہیں وہ حلال ہیں اور دریائی حیوانوں میں سے نزدیک امام اعظمؒ کے سوائے مچھلی کے کسی قسم کے جانور حلال نہیں اور مچھلی اگر دریا وغیرہ میں بدون آفت کے مر کر پانی پر چپت ہو کر بہے تو وہ حرام ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور مچھلی اور ٹڈی میں ذبح شرط نہیں ہے اسواسطے کافر کی شکار کی ہوئی مچھلی بھی حلال ہے مسئلہ طعام اس قدر کھانا فرض ہے جسمیں زندگی باقی رہے اور اسقدر کھانا کہ جسمیں نماز کھڑا ہو کر پڑھ سکے اور روزہ رکھنے کی طاقت حاصل ہو مستحب ہے اور آدھے پیٹ تک کھانا سنت ہے اور پیٹ بھر کھانا مباح ہے اور اگر جہاد میں طاقت ہونیکی نیت اور دینی علوم میں بحث کرنے کی نیت سے پیٹ بھر کھاوے تو بھی مستحب ہے اور پیٹ بھر سے زیادہ کھانا حرام مگر روزہ رکھنے کے مقصد یا مہمان کی خاطر سے جائز ہے مسئلہ ناچاری کی حالت میں یعنی بھوک سے جب مرنیکا اندیشہ ہو اور اس وقت غذا حلال نہ ملے تو مردار حلال ہوتا ہے اور جو چیز حرام ہے وہ بھی حلال ہوتی ہے بلکہ اس وقت فرض ہوتا ہے کھانا مردار وغیرہ کا نزدیک امام اعظمؒ کے اور اگر نہ کھایا اور مر گیا تو گناہگار ہوگا لیکن پیٹ بھر نہ کھاوے جان بچانے کے اندازہ سے کھاوے نزدیک ابی حنیفہؒ کے اور امام شافعیؒ اور احمدؒ کے ایک قول میں بھی یہی حکم ہے اور نزدیک امام مالکؒ کے پیٹ بھر کے کھاوے اور ایسی حالت میں اگر غیر کا مال جان رکھنے کی قدر کھاوے اور اس کی قیمت اداکرنیکی نیت ہووے تو جائز ہے لیکن اگر اس نے احتیاط کیا غیر کے مال سے نہ کھایا اور مر گیا تو ثواب دیا جاویگا گنہگار نہوگا مسئلہ مرض میں دوا کھانی جائز ہے نہ واجب اگر دوا نہ کھائی اور مر گیا گنہگار نہ ہوگا مسئلہ قسم قسم کے میوے اور طرح طرح کی غذا

سطیعت کہانا جائز ہے لیکن اس میں خرچ حد سے زیادہ کرنا اسراف ہے اور منع مسئلہ سونے
اور چاندی کے برتن میں کہانا اور پینا مرد اور عورت دونوں کو حرام ہے مسئلہ شراب انگوری نجاست
غلیظ اور حرام قطعی ہے جو شخص اس کو حرام نہ جانے وہ کافر ہے اور اوس کو یوں بناتے ہیں کہ
پانی انگور کا بدون جوش آنیکے رکہہ چھوڑتے ہیں یہانتک کہ وہ نشہ لانے والا ہو اور کف اس میں
اٹھہ آوے اور وہ شراب کہ تر خرما یا کشمش سے بناتے ہیں اور وہ طلا انگوری کہ انگور کے
پانی کو جوش دے کر دو تہائی سے کم خشک کر کے رکہہ چھوڑتے ہیں مسکر ہونے اور کف لانے
تک یہ تینوں قسمیں نجس ہیں لیکن نجاست اونکی خفیفہ ہے نہ غلیظہ اور دوسری شرابیں
کہ خرما یا کشمش کے پانی کو جوش دیکر بناتے ہیں یا شہد یا انجیر یا گیہوں یا جو یا جوار وغیرہ
سے تیار کرتے ہیں اور مثلث انگوری کہ انگور کے پانی کو جوش دینے کے بعد ایک
تہائی باقی رکھتے ہیں۔ یہ سب شرابیں بہی ان تینوں کے مانند نجس ہیں اور حرام نزدیک
امام محمد کے اگرچہ ایک قطرہ بہی ہو دلیل اون کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو چیز نشہ لاوے زیادتی سے اس کی حرام ہے ایک قطرہ اس کا اور جو چیز نشہ لانے والی
ہے وہ خمر ہے یعنی مانند شراب کے ہے حرمت اور نجاست میں اور نزدیک امام اعظم کے
جو چار شرابیں پہلے کہی ہیں اون کے سوا یہ شراب انگوری اور شراب خرما سے تر اور شراب کشمش
اور طلاء انگوری کے سوا اور جو پچھلی شرابیں ہیں یہ سب نہ تو نجس ہیں نہ حرام ہاں جو شخص لہو و لعب
کے ارادے سے پیوے تو حرام ہے اور اگر طاقت کے قصد سے پیوے تو جائز ہے لیکن یہ قول
امام اعظم کا متروک ہے اور فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے مسئلہ شراب سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا
درست نہیں۔ پس چاہیے کہ اس سے علاج چارپایہ کا بہی نہ کیا جاوے اور نہ لڑکوں کو دیجاوے
اور نہ زخم کے مرہم میں ڈالی جاوے مسئلہ کہانا کہانے اور پانی پینے کے وقت سنت وہ
ہے کہ اول بسم اللہ کہے اور آخر اس کے الحمد للہ اور کہانیکے قبل اور کہا کر ہاتھ دہو وے
اور پانی تین گہونٹ کر کے پیوے اور ہر بار اول میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہے مسئلہ

گھوڑی کا دودھ نشہ کے سبب حرام اور پیشاب ماکول اللحم کا بھی حرام ہے مسئلہ گوشت اگر مسلمان یا کسی کتابی سے مول لیوے تو وہ حلال ہے اور اگر کسی بت پرست سے لیوے تو حرام ہے مسئلہ ہدیہ قبول کرنیکے لئے غلام اور لونڈی اور لڑکے کا قول بھی معتبر ہے ف یعنی مثلاً کسی غلام نے کہا کہ یہ ہدیہ تمہارے فلانے دوست نے بھیجا پس اس کا کہنا کفایت کرتا ہے مسئلہ اگر کسی عادل نے کہا یہ پانی پاک ہے یا کھانا ناپاک ہے دونوں صورت میں قول اسکا قبول کیا جائیگا اگر کسی فاسق نے یا جس کا حال معلوم نہیں اس نے خبر دی پانی کی نجاست پر پس اس صورت میں دیکھ سوچے جسطرف دل کی رائے غالب ہووے اسی پر عمل کرے پس اگر گمان غالب ہو کہ یہ کہنے والا سچا ہے پانی کو گرادے اور تیمم کرے اور اگر گمان غالب ہو کہ یہ جھوٹا ہے تو وضو کرے اس سے لیکن بہتر وہ ہے کہ وضو کرے اور تیمم بھی کر لیوے مسئلہ سوداگر کے غلام کی ضیافت قبول کرنی درست ہے اور کپڑا یا نقدی یا غلہ اس سے لینا درست نہیں اس کے مولی کی اجازت بغیر مسئلہ ضیافت قبول کرنی ظالم امیروں اور ناچنے والے اور گانے ولے اور چلا چلا کر رونے والی عورتوں کی اور قبول کرنا ہدیہ اُن کا منع ہے اگر اکثر مال اُن کا حرام کا ہووے اور اگر جان لیوے کہ اکثر مال حلال کا ہے درست ہے فصل دوسری لباس اور اس کے مانند کے بیان میں کپڑا ستر ڈھانکنے کی قدر اور گرمی سردی جو ہلاکی پہونچانے والی ہیں اُن کے دفع کرنیکی قدر پہننا فرض اور اُس سے زیادہ پہننا خدا کی نعمت ظاہر کرنی اور شکر ادا کرنا اور زینت کے لئے مستحب ہے اور سنت وہ ہے کہ لباس انگشت نما نہ پہنے اور دامن اور ازار آدھی پنڈلی تک پہنے اور ٹخنے تک بھی جائز ہے اور اس سے زیادہ نیچے لٹکانا حرام ہے اور سنت کی نیت سے شملہ بالشت بھر چھوڑنا مستحب ہے اور اسراف اور فخر دکھانے کی نیت سے زیادہ تکلف کرنا پوشاک میں مکروہ ہے یا حرام اور اگر یہ نیت نہ ہو تو مباح ہے اور زرد اور زعفرانی رنگ کے کپڑے مردوں کو حرام ہیں نہ عورتوں کو اور ایک روایت میں ہے کہ مطلق سرخ رنگ کے مردوں کو

مکروہ ہے مگر خط وار درست ہے مانند سوسی کے اور جو کپڑا تانا اور بانا اس کا دونوں ریشم ہوں وہ عورت کو درست ہے نہ مردوں کو مگر چار اونگلی کے برابر مانند سنجاف کے ان کو بھی درست ہے اور جو کپڑا کہ بانا اس کا ریشمی اور تانا سوت یا اون کا ہو اوس کو فقط لڑائی میں پہننا درست ہے اور جس کپڑے کا بانا سوت اور تانا ریشمی ہے اور وہ مشروع ہے ہر حال میں وہ درست ہے اور ریشمی کپڑے کا بچھونا اور تکیہ بنانا درست ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک صاحبینؒ کے منع ہے مسئلہ چاندی اور سونے کے زیور عورتوں کو پہننا جائز ہے اور مردوں کو حرام ہے۔ مگر انگوٹھی چاندی کی بنی ہوئی اور سونا اس کے نگینے کے چاروں طرف لگا ہوا درست ہے مسئلہ ٹوٹا ہوا دانت چاندی کے تار سے باندھنا جائز ہے نہ سونے کے تار سے اور صاحبینؒ کے نزدیک سونے کے تار سے بھی جائز ہے اور انگوٹھی لوہے اور پیتل وغیرہ کی جائز نہیں مسئلہ بادشاہ اور قاضی کو انگوٹھی مہر کے لئے رکھنی سنت ہے اوروں کو نہ رکھنی بہتر ہے مسئلہ جس برتن میں چاندی کی میخ وغیرہ ہو اس میں کھانا پینا اور چاندی کی میخیں لگی ہوئی کرسی پر بیٹھنا جائز ہے بشرطیکہ چاندی کی جگہ سے منہ لگانے اور بیٹھنے میں احتیاط کرے اور نزدیک ابی یوسفؒ کے مکروہ ہے اور امام محمدؒ سے دو روایت ہیں ایک میں تو جائز ہے اور دوسری میں منع مسئلہ لڑکے کو ریشمی کپڑا اور سونا پہنانا حرام ہے

فصل تیسری وطی اور جو چیز خواہش دلانے والی وطی کی ہے اس کے بیان میں۔

اپنی جورو یا لونڈی کو پیچھے کی راہ سے یا حیض و نفاس میں وطی کرنی حرام ہے اور لواطت حرام قطعی ہے جو اس کو حرام نہ جانے وہ کافر ہے اور اجنبی عورت اور مرد کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے اور اسیطرح اجنبی عورت پر شہوت سے ہاتھ ڈالنا اور حرام کاری کی کوشش میں چلنا پھرنا بھی حرام ہے حدیث میں آیا ہے کہ آنکھ کا زنا دیکھنا اور ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چلنا اور زبان کا زنا بات کہنا اور فرج ان سب کی تصدیق کرتی ہے اور سب کو جھٹلاتی ہے مسئلہ غیر کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے مگر طبیب یا ختنہ کرنے والے

یا دائی یا ختنہ کرنیوالے وغیرہ ہم کو جائز ہے کہ ضرورت میں ضرورت کے قدر نظر کریں نہ زیادہ اور ایک مرد کو دوسرے مرد کا بدن دیکھنا درست ہے ستر عورت کے سوا یعنی ناف سے زانو تک نہ دیکھے اور ایک عورت کو دوسری عورت کی ناف سے زانو تک بھی دیکھنا درست نہیں اور باقی بدن دیکھنا جائز ہے اور اسیطرح عورت کو غیر مرد کے ستر کے سوا باقی بدن کا دیکھنا درست ہے بدون شہوت کے اور شہوت کے حال میں ہرگز نہیں درست اور مرد کو اجنبی عورت کا بدن دیکھنا بالکل درست نہیں مگر جو عورت ضروری کاموں کے واسطے باہر نکلتی ہے اُس کا مُنہ اور دونوں ہاتھ دیکھنا درست ہے اگر شہوت نہ ہو اور اگر شہوت ہو تو درست نہیں قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کہو اے محمد مسلمان مردوں کو کہ عورتوں سے آنکھیں بند کریں اور شرمگاہ نگاہ رکھیں اور کہو مسلمان عورتوں کو کہ مردوں سے آنکھیں چھپا دیں اور شرمگاہ نگاہ رکھیں اور حدیث میں آیا ہے کہ جس نے اجنبی عورت کی طرف شہوت سے نظر کی قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ اوسکی آنکھوں میں ڈالا جائے گا اور اپنی عورت اور لونڈی کا سارا بدن دیکھنا درست ہے۔ مستحب وہ ہے کہ شرمگاہ نہ دیکھے اور ماں اور بہن اور بیٹی اور پوتی اور سوا ان کے جتنی عورتیں محرمات میں سے ہیں انکے اور غیر کے لونڈی کے سر اور منہ اور پنڈلی اور بازو دیکھنا اور اُن کو ہاتھ لگانا درست ہے اگر شہوت سے اسکو امن ہو اور پیٹ اور پیٹھ اور ران دیکھنا درست نہیں اور غلام اپنے مالک کے حق میں مانند اجنبی کے ہے پس اس کو مُنہ اور دونوں ہاتھ کے سوا باقی اعضا مالک کا دیکھنا درست نہیں اور اجنبی عورت کی طرف نکاح کے ارادے سے یا مول لینے کیوقت شہوت کے ساتھ بھی دیکھنا جائز ہے اور اسیطرح گواہ کو بھی گواہ ہونے یا گواہی دینے کیوقت اور حاکم کو بھی انصاف کے وقت دیکھنا درست ہے مسئلہ خوجے اور اختے کا حکم مرد کا ہے یعنی جس طرح عورت کو غیر مرد سے پردہ کرنا فرض ہے اسیطرح انہوں سے بھی۔ خوجہ کہتے ہیں ذکر کٹے ہوئے کو اور اختہ کہتے ہیں جسکے خصیہ نکال لئے گئے ہوں مسئلہ حمل رہنے کے خوف سے عزل کرنا

یعنی وطی کرنے میں انزال کے وقت منی باہر ڈالنی منع ہے منکوحہ سے بغیر اذن اس کے
اگر وہ حرہ ہے اور اگر وہ غیر کی لونڈی ہے تو اس کے مالک کے بدون حکم نہیں جائز اور اپنی
لونڈی سے درست ہے بغیر اذن اسکے مسئلہ اگر کسی نے باندی مول لی یا کسی نے اسکو ہبہ
کیا یا میراث پائی اور سبب ہاتھ لگی پس نہ وطی اسکی درست ہے اور نہ بوسہ نہ مساس جبتک
اس کے ملک میں آنے کے بعد ایک حیض پورا نہ ہولیوے اور اگر باندی نابالغ ہے یا بڑھیا کہ
حیض موقوف ہوگیا تو بعد ایک مہینے کے وطی جائز ہوگی مسئلہ اگر کسی کی ملک میں دو لونڈی
ایسی ہوں کہ نکاح دونوں کا ایک ساتھ کرنا شرع میں منع ہو مثلاً دونوں آپسمیں بہنیں ہوں پس
اس صورت میں اگر اُن دونوں میں سے ایک کے ساتھ اُس نے وطی کی تو دوسری اُس پر
حرام ہوگئی جبتک اس وطی کی ہوئی کو اپنے ملک سے الگ کریگا یا کسی اور سے نکاح نکرویگا

فصل چوتھی کسب اور تجارت کے بیان میں. حدیث میں آیا ہے کہ تلاش کرنا حلال روزی
کا فرض ہے بعد فرضوں کے ف یعنی جو فرائض کہ مقرر ہیں مانند نماز روزہ اور سوا ان کے اول
مرتبہ اُن کا ہے بعد اُن کے طلب کرنا کمائی حلال کا فرض ہے اور سب کسبوں سے
بہتر کسب اپنے ہاتھ کا ہے داؤد علیہ السلام زرہ اپنے ہاتھ سے بناتے تھے اور کماتے تھے
اور بہتر کسب کیا ہے بیع مبرور ہے یعنی وہ بیع کہ فساد اور کراہت سے پاک ہو ف فقہ تفصیل
اس کی لکھی ہے کہ افضل کسب جہاد ہے پھر تجارت پھر زراعت پھر ہاتھ کی کمائی مسئلہ بیع
اگر مال نہو مانند مردار یا لہو یا حرہ کے بیع اسکی باطل ہے اور اگر بیع مال ہو لیکن قابل قیمت کے
نہو مانند اس جانور کے ہوا میں اڑتا ہے یا وہ مچھلی کہ پانی کے اندر ہے انکی بیع بھی باطل ہے
ف ہاں اگر جانور کو پھر آنیکی عادت ہو جسطرح کبوتر یا مچھلی ایسی چھوٹے حوض میں ہو کہ ہاتھ سے
پکڑ سکتے ہوں اس صورت میں بیع اُن کی جائز ہوگی اور مانند شراب اور سور کے کہ یہ دونوں
اگرچہ کفار کے نزدیک قیمت دار مال ہیں پر شارع کے نزدیک کچھ ان کی قیمت نہیں
پس یہ دونوں اگر نقد روپیوں کے عوض بیچے جاویں اُن کی بیع بھی باطل ہوگی اور

اگر مثلاً کپڑے یا کسی اور اسباب کے عوض بیچے جاویں تو اس صورت میں بھی ان کی بیع باطل ہوگی اور اسباب کی بیع فاسد ف بیع کی چار قسمیں ہیں نافذ۔ موقوف۔ فاسد۔ باطل جسمیں مبیع اور ثمن دونوں مال ہوں اور بیچنے والا اور لینے والا دونوں عاقل ہوں خواہ وہ دونوں اپنے واسطے خرید و فروخت کرتے ہوں یا کسی اور کے وکیل یا ولی ہوں اس کو بیع نافذ کہتے ہیں اور اگر کسی نے غیر کا مال بدون اجازت اس کے بیچا نہ اس کا ولی ہے اور نہ وکیل اوسکو بیع موقوف کہتے یہ بیع صحیح نہ ہوگی جبتک مال کا مالک اذن نہ دیوے اور اگر باعتبار اصل کے بیع درست ہو اور باعتبار عارض کے نادرست ہو تو اوسکو بیع فاسد کہتے ہیں۔ مثلاً ایک کپڑا بیچا شراب کے عوض میں۔ پس کپڑے کی بیع اصل میں تو درست ہے لیکن شراب کے عوض میں فاسد ہے کیونکہ شراب شرع میں مال متقوم نہیں ہے اور کپڑا مال متقوم ہے پس مال کو بغیر مال کے ساتھ عوض کرنا درست نہیں اور اگر کسی وجہ سے درست نہ ہو اس کو بیع باطل کہتے ہیں مانند بیع مردار یا شراب کے بیع باطل میں خریدار بیع کا مالک نہیں ہوتا ہے کسواسطے کہ وہ مال نہیں اور فاسد میں مبیع قبض کرنے کے بعد مالک ہوتا ہے لیکن بیع کو فسخ کرنا واجب ہے ف اور اگر فسخ نہ کیا تو واجب ہوگا اس پر قیمت اس کی دینی نقدی میں سے مثلاً کسی نے شراب دیکر کپڑا لیا پس لینے والے پر واجب ہے کہ کپڑے کی قیمت نقدی میں سے دیوے مسئلہ دودھ بغیر دوہنے کے جانور کے تھنوں میں بیچ ڈالنا درست نہیں یہ بیع باطل ہے کیونکہ اوس میں دودھ ہونے میں شک ہے احتمال ہے کہ ہوا ہو دودھ یا نہ ہو مسئلہ جو بیع بیچنے والے اور مول لینے والے میں جھگڑا اڈالنے والی ہو وہ فاسد ہے مانند بیع پشم کے بھیڑ بکری کی پیٹھ پر یا بیع کسی کڑی کی چھت میں یا بیع ایک گز کپڑے کی تھان میں سے یا بیع کرنی مدت مجہول کیساتھ مثلاً خرید ار نے کہا کہ جس دن مینہ برسے گا یا ہوا زور کی چلے گی اسدن قیمت دونگا ف ان صور تو ں میں جھگڑا ہونیکی وجہ یہ ہے کہ مثلاً خریدار چاہتا ہے کہ بال بھیڑ بکری کی پیٹھ سے

ملا کے کاٹ لیوے یا کرتی اچھی سی اچھی کر نکال لیوے یا گز بھر کپڑا اپنی پسند کیموافق پھاڑ لیوے یا
مینہ برسنے اور تند ہوا چلنے کے دن قیمت مال کی دیوے اور بائع اس وجہ پر راضی نہیں ہوتا ہے
اور اسکا راضی نہ ہونا بھی صورت آپسمیں نزاع کی ہے پس مشتری کو لازم ہے کہ اسطرح کی بیع فاسد
کو فسخ کرے اور اگر مشتری نے فسخ نہ کیا بلکہ بائع نے کرتی جوت سے نکال دی اور گز بھر کپڑا تھان
سے پھاڑ دیا یا مشتری نے مدت مجہول کو موقوف کیا بیع صحیح اور لازم ہو جائیگی مسئلہ شرط فاسد
سے بیع فاسد ہوتی ہے اور شرط فاسد وہ ہے کہ مقتضائے عقد کا نہ ہو یعنی جن شرطوں کو عقد
چاہتا ہے وہ ان میں سے نہ ہو اور اس میں نفع ہو بائع کو یا مشتری کو یا مبیع مستحق نفع کا یعنی
مبیع نفع کو نفع سمجھتا ہو اور وہ اپنا فائدہ حاصل کرنیکی عقل اور شعور رکھتا ہو اگر مبیع کو یہ لیاقت نہیں
ہے تو اوس کا نفع معتبر نہ ہوگا مسئلہ کسی نے مثلاً مکان لیا اس شرط پر کہ بائع اس
پر اس کا قبضہ کر دیوے پس یہ شرط صحیح ہے فاسد نہیں اس لئے کہ یہ شرط مقتضائے عقد
کا ہے اور اگر بائع نے کپڑا بیچا اس شرط پر کہ مشتری اسکو کسی اور کے پاس نہ بیچے پس یہ
شرط اگرچہ مقتضائے عقد کا نہیں ہے لیکن فاسد بھی نہیں اس لئے کہ اسمیں کسی کا نفع
نہیں اور اگر بائع نے گھوڑا بیچا اس شرط پر کہ خریدار اس کو فربہ کرے اسمیں گھوڑے کو نفع
ہے لیکن گھوڑا انسان نہیں ہے کہ نفع کو سمجھے اور مشتری سے فربہ ہونیکی غذا طلب کرے
پس یہ شرط بھی فاسد نہیں اس طرح کی شرط کرنی لغو ہے اور بیع صحیح اور اگر کسی نے مکان
بیچا اس شرط پر کہ بیچنے کے بعد ایک مہینے تک اسمیں رہا کرے پس یہ شرط فاسد ہے
کیونکہ اسمیں بائع کو نفع ہے اور اگر کسی نے کپڑا اس شرط پر مول لیا کہ بائع اوسکو پیراہن سی
دیوے پس یہ شرط فاسد ہے کسواسطے کہ اس میں لینے والے کو نفع ہے۔ اور اگر غلام
بی شرط پر کہ لینے والا اوس کو لیکر آزاد کرے۔ پس یہ شرط فاسد ہے اس سبب سے
میں غلام کو منفعت ہے پس اسطرح کی بیع و شرط سے بچنا واجب ہے کیونکہ ایسی شرطوں
بیع فاسد ہوتی ہے اور بیع باطل اور بیع فاسد کے مسائل کی زیادہ تفصیل فقہ کی کتابوں

میں موجود ہے مسئلہ سود لینا حرام ہے بیع اور قرض دونوں میں اور گناہ کبیرہ ہے ۔ جو شخص اُسکی حرمت کا منکر ہے وہ کافر ہے مسئلہ جان تو بیاج دو قسم پہ ہے ایک بیاج نسیہ دوسرا بیاج فضل بیاج نسیہ وہ ہے کہ نقد مال کو وعدے پر بیچے اور بیاج فضل وہ ہے کہ تھوڑے مال کو بہت کے عوض بیچے پھر اگر دو چیزیں پائی جائیں ایک اتحاد جنس دوسرا اتحاد قدر تو نزدیک امام اعظمؒ کے دونوں قسمیں ربوا کی حرام ہوتی ہیں۔ یعنی ربوا نسیہ بھی اور ربوا فضل بھی اور قدر سے مراد ہے کیل یا وزن اور اگر ان دونوں چیزوں میں سے ایک پائی جائے یعنی صرف اتحاد جنس پائی جائے یا اتحاد قدر تو ربوا وعدہ کا حرام ہوگا نہ ربوا زیادتی کا پس اگر گیہوں عوض گیہوں کے یا جوار عوض جوار کے یا چنے عوض چنے کے یا سونا عوض سونے کے یا چاندی عوض چاندی کے یا لوہا عوض لوہے کے بیچا جاوے تو فضل اور نسیہ دونوں اُن میں حرام ہیں کیونکہ اتحاد جنس اور اتحاد قدر دونوں چیزیں اون میں موجود ہیں اور اگر گیہوں عوض چنے کے یا سونا عوض چاندی کے یا لوہا عوض تانبے کے بیچا جاوے تو فضل حلال ہے اور نسیہ حرام کس واسطے کہ گیہوں اور چنے دونوں ایک طرح کے کیل سے بیچے جاتے ہیں اور لوہا اور تانبا دونوں ایک صورت کی ترازو اور بٹوں سے اور سونا اور چاندی ایک طرح کی ترازو اور بٹوں سے بیچے جاتے ہیں ۔ پس اُن میں قدر متحد ہے اور جنس مختلف اس لیئے فضل حلال ہوا اور نسیہ حرام اور اگر گزی کپڑا گزی کے عوض اور گھوڑا گھوڑے کے عوض بیچا جاوے تو بھی فضل حلال ہے اور نسیہ حرام کیونکہ یہاں اتحاد جنس موجود ہے اور قدر نہیں اور اگر اتحاد جنس اور اتحاد قدر دونوں نہ پائی جائیں تو فضل بھی اور نسیہ بھی مثلاً گیہوں سونے یا لوہے کے عوض بیچے تو فضل اور نسیہ دونوں جائز ہیں اسلیئے کہ یہاں نہ اتحاد جنس ہے نہ اتحاد قدر کیونکہ گیہوں کیلی ہیں اور سونا اور لوہا وزنی اور اگر سونا لوہے کے بدل یا لوہا سونے کے بدل بیچے اس میں بھی فضل اور نسیہ دونوں جائز ہیں ۔ کیونکہ یہاں نہ اتحاد جنس ہے اور نہ اتحاد

قدر کسواسطے کہ ترازو اور بٹے سونے کے اور ہیں اور ترازو اور بٹے لوہے کے اور ہیں اور
اسی طرح اگر گیہوں چونے کے عوض بیچے اوس میں بھی فضل اور نسیہ دونوں جائز ہیں
اس لئے کہ گیہوں کے کیل اور ہیں اور چونے کے کیل اور نزدیک امام شافعیؒ کے
کھانے کی چیزوں میں اور سونے چاندی میں ربوا جاری ہوگا ۔ انکی جنس متحد ہونے کی
صورت میں لوہے اور تانبے اور پیتل اور چونہ اور اُنکے مانند ربوا جاری نہ ہوگا اور امام مالک
کے نزدیک کھانے کی چیزیں اگر لایق ذخیرے کے ہونگی توان میں ربوا جاری ہوگا اور
اگر ایسی نہ ہوگی تو نہو گا پس تازے میوے اور ترکاری وغیرہ میں انکے نزدیک ربوا نہیں

ف تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ حدیث شریف میں حکم ہے کہ سونا اور چاندی گیہوں جو کھجور
نمک ان کی جنس کے عوض یعنی سونا عوض سونے کے اور چاندی عوض چاندی کے
اور گیہوں عوض گیہوں کے اور جو عوض جو کے اور کھجور عوض کھجور کے اور نمک عوض نمک کے
برابر بیچیں اور اسی مجلس میں ہاتھوں ہاتھ لین دین کریں کہ فضل اور نسیہ دونوں ان
میں ربوا ہیں اتحاد جنس میں پس جب حدیث میں ان چھ چیزوں کا ربوا ذکر ہوا علماء نے
اور چیزوں کو ان پر قیاس کیا لیکن ان چھ میں علت ربوا کی کیا ہے اسمیں اختلاف ہے
امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ان میں قدر ساتھ جنس کے علت ربوا کی ہے اور قدر سے مراد وزن
یا کیل ہے پس سونا چاندی شرع میں دونوں وزنی ہیں اور ان میں وزن علت ہے ربوا
کا اور ان دونوں کے سوا جو چیزیں وزنی ہیں مانند تانبے پیتل لوہے اور غیر ان کے انمیں
بھی علت ربوا کی وزن ہے اور باقی گیہوں جو خرما نمک یہ چاروں شرع میں کیلی ہیں گو
عرف میں نہ ہوں پس ان میں کیل ربوا کی علت ہے پھر جو چیزیں کیلی ہیں مانند چونہ وغیرہ کے
ان میں بھی علت ربوا کی ہے پس خلاصہ قول امام اعظم کا یہ ہے کہ چیزیں خواہ وزنی ہوں
خواہ کیلی ان کی جنس کو جنس کے بدل فضل اور نسیہ کے ساتھ بیچنا حرام ہے ۔ اور اگر
جنس مخالف ہو اور قدر ایک ہو مانند گیہوں اور چنے کے اسمیں فضل حلال ہے اور

نسیہ حرام اور اگر جنس ایک ہو اور قدر نہ پایا جائے اوس میں بھی فضل حلال ہے اور نسیہ
حرام چنانچہ اگر ایک تھان گزی دیکر دو تھان گزی لیوے تو درست ہے اور امام شافعیؒ کے
نزدیک اُن چھؤں میں علت ربوا کی ثمنیت اور قوت ہے پس سونے چاندی میں تو ثمنیت ہے
اور باقی چاروں میں قوت پس اونکے نزدیک سونا سونے کے عوض اور چاندی چاندی کے
عوض برابر بیچنا اور اسی مجلس میں ہاتھوں ہاتھ لینا درست ہے فضل اور نسیہ اون میں نہیں درست
اور گیہوں۔ جو۔ خرما۔ نمک ان چاروں کا بھی یہی حکم ہے اور اُن کے سوا جن چیزوں میں
قوت ہے مانند میوے اور ترکاری اور ادویات کے اون کا بھی یہی حکم ہے یعنی جنس کو جنس کے
عوض برابر بیچنا اور اسی مجلس میں ہاتھوں ہاتھ دینا لینا درست ہے فضل اور نسیہ اون میں نہیں
درست پس لوہے اور تانبے اور پیتل اور چونہ اور اونکے مانند میں فضل اور نسیہ دونوں جائز ہیں
کیونکہ اُن میں نہ ثمنیت ہے اور نہ قوت اور امام مالکؒ کے نزدیک بھی سونے چاندی میں
علت ربوا کی ثمنیت ہے اور باقی چاروں میں قوت مدخر یعنی یہ چاروں لائق جمع رکھنے کے
ہیں پس اونکے نزدیک ان چاروں کو اور اونکے سوا اس میں قوت مدخر ہے انکو اتحاد جنس
میں فضل اور نسیہ کے ساتھ بیچنا حرام ہے پس ترکاری اور جو میوہ کہ لائق ذخیرہ کے نہیں
ہیں اون کی جنس کو جنس کی عوض فضل اور نسیہ کیساتھ بیچنا اونکے نزدیک حرام نہیں
مسئلہ گیہوں کا آٹا گیہوں کے آٹے کے عوض برابر کیل اور تازہ خرما چھوہارے کے
عوض برابر کیل اور انگور کشمش کے عوض برابر کیل بیچنا جائز ہے امام اعظمؒ کے نزدیک اوروں کے
نزدیک نہیں جائز اگر تازہ خرما اور انگور خشک ہوکر کم ہوں مسئلہ مال ربوا میں یعنی جن
مالوں میں ربوا کا بیان ہوچکا ان میں اچھی اور بری کو برابر بیچنا چاہئے اور اگر اچھا مال کم
ہو اور برا اس سے زیادہ ہو اچھے کیساتھ کوئی اور جنس ملا دیوے مثلاً جو شخص سیر بھر اچھے
گیہوں دیکر دو سیر برے لینے چاہے تو اچھے کیساتھ سیر یا دو سیر چنے وغیرہ ملا کے
بیچے تاکہ بیع ہو جاوے اور حدیث میں آیا ہے کہ جب قرض کے سبب قرض دینے والے کو قرض

لینے والے کی طرف سے نفع پہونچے وہ قرض حکم ربوا کا رکھتا ہے پس قرض دینے والے کو چاہیئے کہ قرضدار کی ضیافت اور ہدیہ قبول نہ کرے ہاں جس صورت میں دونوں کے درمیان کھانے پینے اور دینے لینے کی رسم سابق سے چلی آتی ہو تو مضائقہ نہیں اور قرضدار کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنا بھی مکروہ ہے اور راہ کے خوف سے روپیوں کی ہنڈوی کرنی مکروہ ہے جس صورت میں ہنڈوی یاون نہ دینا ہو اور اگر ہنڈ یاون دیا جاوے اس صورت میں تو حرام ہے اور بیاج مسئلہ جس طرح بیع فاسد اور بیاج سے پرہیز کرنا واجب ہے اسی طرح اجارہ فاسد سے بھی پرہیز کرنا واجب ہے پس جس چیز پر اجارہ کیا جاتا ہے اگر وہ چیز مجہول ہے تو اس کی جہالت پیچھے نزاع ڈالتی ہے اور اجارے کو فاسد کرتی ہے مثلاً اگر کسی نے اجارہ کیا اس طور پر کہ آج کے دن گیہوں کے دس سیر آٹے کی روٹیاں ایک درہم سے پکا دونگا یہ اجارہ فاسد ہوگا ف سبب فساد کا یہ ہے کہ روٹیوں کی پکوائی کے عوض ایک درہم مقرر ہوا لیکن وہ روٹیاں کتنی ہیں یہ معلوم نہیں پس اگر اس نے سب پکا دی تو البتہ پکوانے والا بیعذر ایک درہم حوالے کریگا اور اگر مثلاً چوتھائی باقی رہی تو تہائی درہم دیگا یا کچھ بھی نہ دیگا جب تک کام اوس کا پورا نہ کریگا اور یہ طلب کریگا پورا درم اس لئے کہ اس نے دن بھر مزدوری کی پس یہ جہالت معقود علیہ کے ڈالیگی دونوں میں نزاع اور فاسد کریگی انکا اجارہ اور شرط فاسد سے بھی اجارہ فاسد ہوتا ہے جسطرح اس سے بیع فاسد ہوتی ہے مسئلہ اجرت لینے والے کے ہاتھ جو چیز تیار کیجاوے اسمیں سے بعض اوسکی اجرت مقرر کرنے سے اجارہ فاسد ہوتا ہے مثلاً کسی نے ایک من گیہوں پیسنے والے کو دیا اس شرط پر کہ اس آٹے میں سے چوتھائی اس کی پسوائی میں دیوے اور تیس سیر آٹا آپ لیوئے یا کتنا ہوا سوت جولاہے کو دیا اس شرط پر کہ تہائی کپڑا اوس کی بنوائی میں دیوے یا ایک من گیہوں گدھے پر لدوایا دہلی لیجانیکو اس شرط پر کہ اوس میں سے چوتھائی غلہ دہلی میں لدوانے کا دیوے اس طرح کا اجارہ فاسد ہے پس اسمیں مزدوری جس درجہ ٹھہری تھی وہ نہ ملیگی بلکہ مزدوری موافق دستور کے

واجب ہو گی لیکن جو مقرر کیا ہے اس سے زیادہ نہ دی جاوے مسئلہ بیچنے والے کو حرام ہے
کم کرنا وزن کا بیع میں اور لینے والے کو حرام ہے کم کرنا قیمت کا وزن میں حق تعالیٰ نے کم
کرنے والوں کے حق میں وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ فرمایا اور بیع کی قیمت ادا کرنے میں اور جو قرض
جلد دینے کا ہے اس کے ادا کرنے میں اور مزدور کی مزدوری ادا کرنے میں بے عذر تاخیر
کرنی حرام ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار ہو کر حق ادا کرنے میں دیر کرنی
ظلم ہے اور مزدور کو مزدوری دیوے اسکے پسینا خشک ہونے کے قبل اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
جب قرض ادا کرتے تھے جسقدر آپکے ذمے واجب ہوتا تھا اس سے زیادہ دیتے تھے مثلاً آدھ
وسق کی جگہ میں ایک وسق اور ایک وسق کی جگہ میں دو وسق دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسقدر
تیرا حق ہے اور اس قدر زیادتی ہماری طرف سے ہے پس جان تو کہ بدون شرط کرنے سے اسطرح کا
زیادہ دینا جائز ہے یہ سود نہیں بلکہ مستحب ہے اور عہد شکنی اور فریب اور جھوٹھ یہ تینوں کو حلال
کسب کو حرام کر دیتے ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بازار میں ڈھیر گیہوں کا دیکھا جب ہاتھ
مبارک اس کے اندر گیا تو ڈھیر کے بیچ میں گیہوں گیلے پائے پس فرمایا یہ کیا ہے بائع
نے کہا کہ پانی مینہ کا اس میں پہونچا تھا آپنے فرمایا گیلے گیہوں کو ڈھیر کے اوپر کیوں نہیں کیا تو نے
جو کوئی فریب دیوے مسلمانوں کو وہ ہمارے میں سے نہیں مسئلہ جوانمردی کرنی یعنی
اپنے حق سے درگذر کرنا بیچنے اور خریدنے اور قرض ادا کرنے اور قرض طلب کرنے میں
مستحب ہے اور اگر لینے والا لیکر پشیمان ہووے اور بیچنے والا اسکی خاطر سے بیع فسخ کرے
تو حق تعالیٰ بیچنے والے کے گناہوں کو بخش دیتا ہے مسئلہ بیع مرابحہ اور بیع تولیہ میں
بدون فرق کے پہلے قیمت کہہ دینی واجب ہے بیع مرابحہ وہ ہے کہ پہلی خرید سے مثلاً
چار آنے اضافہ کے ساتھ بیچے اور تولیہ وہ ہے کہ سابق قیمت کیساتھ بیچے اور اگر بیع پر
قیمت کے سوا مانند مزدوری لدوائی اور ڈھلوائی کے خرچ ہوا ہو اس کو بھی قیمت کے ساتھ
ملاوے اور کہے کہ اسقدر روپے میرے اس اسباب میں خرچ ہوئے اور یوں نہ کہے کہ اتنے روپیہ سے میں نے خریدا

تاکہ جھوٹھ نہ ہو جاوے مسئلہ اگر ایک شخص نے مثلاً ایک کپڑا دس درم سے بیچا اور مول لینے والے نے ابتک روپیے اسکو نہیں دیئے پھر اس بائع نے اسی کپڑے کو مشتری سے پانچ درم سے مول لیا یا اس کپڑے کو ایک اور کپڑے کیساتھ دس درم سے خرید کیا یہ بیع صحیح نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ حکم ربوا کے ہے مسئلہ منقول کا بیچنا قبل قبض کرنیکے درست نہیں ف مثلاً دس من گیہوں خرید کئے اور ابتک اسے قبض نہیں کیا پھر اونکو کسی اور کے ہاتھ بیچ ڈالنا درست نہیں مسئلہ اگر مال کیلی خرید کیا کیل سے تول لینے کی شرط پر پھر مشتری نے بائع سے موافق شرط کے کیل سے تول لیا بعد اسکے دوسرے کے ہاتھ بیچا کیل سے دینے کی شرط پر پس پہلے خریدار کو ان مول لئے ہوئے غلہ میں سے کہانا یا کسی اور کے ہاتھ بیچنا درست نہوگا جب تک کہ دوبارہ کیل نکریگا پہلے خریدار کا کیل کرنا کفایت نکریگا کیونکہ شاید دوبارہ کیل کرنے میں کچھ زیادہ نکل آوے پس وہ مال بائع کا ہے نہ اس کا مسئلہ نجش حرام ہے اور نجش وہ ہے کہ کوئی شخص للچاہیا بن سے یعنی خرید نامنظور نہو اور اپنے تئیں خریدار ظاہر کرکے مبیع کی قیمت بڑھا دے تاکہ دوسرا خریدار فریب کہا جاوے مسئلہ اگر ایک مسلمان کوئی چیز خرید کرتا ہے اور نرخ اسکا معین کر رہا ہے یا کسی عورت کا نکاح کا پیغام دیا پس اس چیز کے لینے پر یا اس عورت کے نکاح پر دوسرے کو مکروہ ہے پیغام دینا جبتک پہلے والے کا معاملہ درست ہووے یا موقوف رہے مسئلہ شہر سے نکل کے اگر کوئی شخص غلہ کے سوداگروں سے ملاقات کرے اور تمام غلہ ان کا مول لیوے اسکو تلقی جلب کہتے ہیں پس اس طور پر خریدنے میں اگر شہر والے پر ضرر ہووے تو منع ہے اور اگر ان کو ضرر نہیں ہے تو درست ہے مگر جس صورت میں شہر کا نرخ سوداگروں سے چھپا دیگا تو فریب ہوگا اور مکروہ مسئلہ شہر کے لوگ سوداگروں سے غلہ وغیرہ لیکر اگر شہر میں قیمت گرانی کے بیچیں تو مکروہ ہے جس حال میں شہر کے اندر ہووے قحط اور تنگی مسئلہ جمعہ کی اول اذان کیوقت سے خرید و فروخت کرنا مکروہ ہے مسئلہ اگر دو بڑے چھوٹے ہوں اور آپس میں محرمیت کی قرابت رکھتے ہوں اون کو الگ الگ بیچنا مکروہ ہے اور منع اور

اگر ایک اُن دونوں میں سے چھوٹا ہو اور دوسرا بڑا اس صورت میں بھی منع ہے بلکہ نزدیک بعض کے یہ بیع جائز نہیں مسئلہ مردار کی چربی بیچنی نہیں درست اور نجس روغن کا بیچنا درست ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک اور اماموں کے نہیں درست اور آدمی کا گوہ اگر مٹی وغیرہ کے ساتھ ملا ہوا نہ ہووے تو بیچنا اس کا مکروہ ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور اگر ملا ہوا ہے تو جائز ہے اور گوبر کا بیچنا بھی درست ہے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک اور اکثر اماموں کے نزدیک ان چیزوں میں سے کسی چیز کی بیع درست نہیں اور جس چیز کا بیچنا درست نہیں اس سے فائدہ اٹھانا بھی درست نہیں مسئلہ احتکار یعنی بند رکھنا اور نہ بیچنا قوت آدمی اور جانوروں کا مکروہ ہے جس شہر میں شہر کے لوگوں کو اس سے ضرر پہنچے اور نزدیک امام یوسفؒ کے جس جنس کو بند رکھنے سے عوام کو ضرر ہووے اس کا بند رکھنا منع ہے حاکم کو چاہئے کہ بند رکھنے والے کو حکم کرے کہ اپنی حاجت سے زیادہ بیچے اگر وہ نہ بیچے تو حاکم بیچے مسئلہ اگر اپنی کھیتی کا غلہ بند رکھا یا دوسرے شہر سے مول لاکر بند رکھا تو یہ احتکار میں شامل نہیں مسئلہ بادشاہ اور حاکم کو مکروہ ہے نرخ مقرر کرنا مگر جس وقت غلہ بیچنے والے بننے غلے کی گرانی کرنے میں زیادتی کریں تو اس صورت میں عقلمندوں کے مشورے کیساتھ نرخ تعین کریں

فصل پانچویں متفرق مسئلوں کے بیان میں

تیراندازی میں یا گھوڑے یا اونٹ یا گدھے یا خچر دوڑانے میں ایک دوسرے سے مسابقت کرنا درست ہے اور اگر آگے نکل جانے والے کیلئے صرف ایک طرف سے کچھ مقرر کیا جاوے یہ بھی درست ہے اور اگر دونوں طرف سے ایک دوسرے پر مقرر کریں تو حرام ہے مگر جس صورت میں ایک شخص تیسرا درمیان ہو اور کہا جاوے کہ اگر ایک آدمی دو پر سبقت کریگا تو اسکو مقدر ملے گا اور اگر دو شخص آگے نکل جاویں تو کچھ نہ ملیگا اس صورت میں تیسرے سے کچھ نہ لیا جاویگا اور ان دونوں میں سے جو شخص آگے نکل جاوے وہ دوسرے سے لیوے اور یہی حکم ہے اسصورت میں کہ دو طالب علم ایک مسئلہ میں اختلاف کریں اور چاہتے ہیں کہ استاد کے

روبرو بیان کریں پس جس کا حکم استاد کے موافق ہو اس کیلئے کچھہ مقرر کریں مسئلہ ولیمہ نکاح کا سنت ہے اور جو شخص ولیمیں بلایا جاوے چاہے کہ قبول کرے اور بغیر عذر کے قبول نہ کیا تو گنہگار ہوگا ف ولیمہ نام اوس کہانے کا کہ بعد نکاح کے جو یاروں کی ضیافت شکریہ کیا کرتے ہیں مسئلہ دعوت کے کہانے میں سے اپنے گھر میں کچھہ نہ لاوے اور سائل کو بہی نہ دیوے مگر مالک کی اجازت سے اور جانے کہ اس جگہ لہو یا راگ ہے تو حاضر نہ ہووے اور دعوت قبول نکرے اور اگر بعد حاضر ہونے کے ظاہر ہو پس اگر منع کی طاقت رکہتا ہے تو منع کرے اور اگر طاقت نہ رکہے تو اس صورت میں اگر لوگوں کا پیشوا ہے یا کہانے کی مجلس میں لہو ہے تو بہی نہ بیٹہے اور اگر ہر کسی کا نہ پیشوا ہے اور نہ لہو کہانے کی مجلس میں ہے تو بیٹہہ جاوے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسی جگہ گرفتار ہوا تہا میں قبل پیشوا ہونے کے پس صبر کیا میں نے مسئلہ راگ حرام ہے اسواسطے کہ وہ روکتا ہے خدا کی یاد سے اور خواہش دلاتا ہے شہوت کو گناہونکی طرف اور جب آدمی کو راگ سے خواہش گناہ کی طرف نہ ہو مثلاً ایک درویش صاحب نفس مطمئنہ کا ہے خدا کی محبت اور عشق کے سوا اور کچھہ میل اور رغبت اوسکے سر میں نہ ہو پہر یہ درویش جو مرد قابل شہوت کے نہیں ہے اس کی زبان سے کوئی کلام موزوں راگ کیساتہہ سنے اور وہ کلام اسکو یاد الٰہی سے مانع نہ ہو بلکہ خواہش دلاوے خدا کی محبت کی پس اونکے حق میں انکار کرنا نہ چاہئیے خواجہ عالی شان بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کہ کمال تابعداری سنت کی رکہتے تہے اونہوں نے فرمایا کہ نہیں یہ کام کرتا ہوں کسواسطے کہ یہ سنت نہیں ہے اور نہ انکار کرتا ہوں اور ملاہی اور مزامیر اور طنبور اور ڈہول اور نقارہ اور دف اور غیران کے سب حرام ہے بالاتفاق مگر طبل یعنی نقارہ غازیوں کا یا دف بجانا نکاح کی خبر کیلئے جائز ہے مسئلہ شعر و کلام موزوں سے پس جو شعر کے مضامین خدا کی حمد اور رسول کی نعت اور مسائل دینیہ پر اور جو نیک باتیں ہیں اُن پر شامل ہوں پس ویسے شعر کہنے درست ہیں اور جب شعر کے مضامین برے ہیں اس کا کہنا اور پڑہنا دونوں برا ہے لیکن جو شعر نیک ہے اوس میں بہی اکثر اوقات ضائع کرنا

مکروہ ہے مسئلہ ریا اور سمعہ یہ دونوں عبادت کے ثواب کو باطل کرتے ہیں یعنی جو شخص
عبادت کرتا ہے لوگوں کو دکھانے یا سنانے کے لئے خدا کے نزدیک ثواب اس کا نہ
ہوگا مسئلہ غیبت پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کہنی گو وہ برائی اوس میں ہے حرام ہے خواہ اس کی
دین کی برائی کہے خواہ اسکی صورت کی خواہ اسکی حسب نسب کی یا انکے سوا اور جس بات میں
اسکو برا معلوم ہو اوسکی برائی کہنی مگر ظالم کی غیبت کرنی حرام نہیں ۔ اور غیبت جب ہوگی کہ ایک
شخص کو معین کرکے بد کہے اور اگر ایک شہر کے سارے لوگوں کی غیبت کریگا تو غیبت
نہ ہوگی مسئلہ چغل کہانی یعنی ایک کی بات دوسرے کو پہونچانی کہ جس میں اونکے درمیان
ناخوشی کا ہووے یہ بھی حرام ہے مسئلہ گالی دینا دوسرے کو زبان سے یا سر یا آنکھ یا ہاتھ وغیرہ
کے اشارے سے یا ہنسنا دوسرے پر اسطور سے کہ جس میں اسکی بیعزتی ہو حرام ہے پیغمبر
صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے مال اور آبرو کی حرمت اس کے
خون کی حرمت کے مانند ہے اور کعبہ شریف کو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تجکو بہت حرمت دی
ہے لیکن مسلمان کے خون اور مال اور آبرو کی حرمت تجسے زیادہ ہے مسئلہ جھوٹ بولنا
حرام ہے مگر دو آدمی کے درمیان صلح کروانی یا اپنی بی بی کو راضی کرنے یا ظلم کے دفع
کرنیکے واسطے ایسے مقاموں میں جھوٹ بولنا بہتر ہے ۔ اگر حاجت ہو اور بدون حاجت کے
مکروہ ہے مسئلہ سب جھوٹ سے بڑا زیادہ جھوٹے گواہی دینی اور جھوٹی قسم کھانی ہے
جسمیں مسلمان کا مال ناحق ہلاک کرے حق تعالیٰ نے جھوٹ کو شرک کے برابر شمار کیا اور فرمایا
کہ پرہیز کرو تم جھوٹ بات سے جس حال میں سیدھی راہ چلنے والے مسلمان ہو تم نہ شرک کرنے والے
مسئلہ رشوت دینے والا اور رشوت کھانے والا دونوں دوزخ میں ہووینگے ظالم کے
ظلم دفع کرنیکے واسطے رشوت دینی جائز ہے مسئلہ جو لوگ قرآن کے خلاف
حکم کرتے ہیں غزالی نے ان کو کافر کہا اور تلاش کرنا حال مسلمانوں کا اُن کی برائی
بیان کرنے کے لئے حرام ہے مسئلہ آپس میں جب قصہ فساد ہووے

تو واجب ہے کہ شرع کی طرف رجوع کریں اور شرع جس طور پر حکم کرے اگرچہ طبیعت کے خلاف ہو تو بھی واجب ہے کہ اوس حکم کو خوشی سے قبول کریں کیونکہ شرع کے حکم کو بُرا ماننا کفر ہے اور اس میں انکار شرع کا لازم آتا ہے مسئلہ غرور اور فخر کرنا اور اپنے نفس کو اوروں سے بہتر گننا اور غیر کو حقیر جاننا حرام ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی جانوں کو پاکی کے ساتھ نسبت مت کرو بلکہ خدا جسکو چاہتا ہے اس کو پاک کرتا ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے اور خاتمہ معلوم نہیں کہ کیا ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے حق تعالیٰ نے بعض لوگوں کو بہشتی لکھا ہے اور وہ تمام عمر کام دوزخ کرتے ہیں اور آخر میں تائب ہوتے ہیں اور کام بہشت کا کرتے ہیں۔ اور بہشتی ہوتے ہیں اور بعض لوگوں کو دوزخی لکھا ہے وہ ساری عمر کام بہشت کا کرتے ہیں اخیر میں ازلی لکھا غالب آتا ہے اور عمل دوزخ کا کرتے ہیں۔ دوزخی ہوتے ہیں شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا بیت مرا پیر دانائے مرشد شہاب + دو اندرز فرمود بر روئے آب + یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش + دوم آنکہ بر غیر بد بیں مباش

مسئلہ ایک دوسرے پر نسب کا فخر کرنا اور مال اور مرتبے کے زیادتی پر بڑائی کرنا حرام ہے۔ کیونکہ عزت والا خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو بڑا متقی ہے مسئلہ شطرنج یا تختہ نرد یا چوپڑ یا گنجفہ وغیرہ کے ساتھ کھیلنا حرام ہے اور اگر اس میں ہار جیت پر مال دینے لینے کی شرط ہو تو وہ جوا اور حرام قطعی اور گناہ کبیرہ ہے اور اُس کی حرمت کا انکار کرنے والا کافر ہے اور کبوتر بازی کرنا اور مرغ وغیرہ لڑانا بھی حرام ہے۔

مسئلہ خوجوں سے خدمت لینی مکروہ ہے مسئلہ بالوں کو پیوند لگا کر لمبا کرنا حرام ہے خصوصاً جوڑ لگانا آدمی کے بالوں سے بڑا گناہ ہے مسئلہ اذان کہنے پر اور امامت اور تعلیم قرآن اور فقہ اور اُن کے سوا اور عبادت پر مزدوری لینی جائز نہیں نزدیک امام اعظم کے اور نزدیک دوسرے اماموں کے جائز ہے اور اس زمانے میں فتویٰ اس بات پر ہے کہ تعلیم قرآن وغیرہ پر اجرت لینی درست ہے مسئلہ نوحہ کرنے

اور گانے پر اور اونکے سوا گناہ کے اور کاموں پر اُجرت لینی اور نر جانور کو مادہ کے ساتھ جفت
کروانے کی اُجرت لینی حرام ہے مسئلہ قاضیوں اور مفتیوں اور عالموں اور غازیوں کو
بیت المال سے روزینہ دینا چاہئے موافق حاجت کے بدون شرط کے مسئلہ آزاد
عورت کو بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر کرنا درست نہیں اور باندی اور ام ولد کو درست ہے
اور خالی مکان میں غیر عورت کیساتھ بیٹھنا خواہ وہ عورت آزاد ہو خواہ لونڈی حرام ہے۔
مسئلہ غلام اور لونڈی کو عذاب کرنا یا طوق اونکی گردن میں ڈالنا حرام ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم نے وفات کے وقت اخیر کلام میں نماز کے لئے اور غلام لونڈی کے ساتھ نیکی کرنے
کے لئے وصیت فرمائی۔ پس چاہئے کہ اپنے غلام لونڈی کو جو آپ کھائے سو کھلاوے
اور جو آپ پہنے سو پہناوے اور اس کی طاقت سے زیادہ کام میں حکم نہ کرے
اور اگر کسی سخت کام میں حکم کرے تو چاہئے کہ آپ بھی اس کے شریک ہووے۔
مسئلہ جب غلام کے بھاگنے کا اندیشہ ہووے اسکے پاؤں میں بیڑی ڈالنی جائز ہے
مسئلہ غلام کو مولیٰ کی خدمت سے بھاگنا حرام ہے مسئلہ ڈاڑھی کترواکر ایک مشت سے
کم کرنی حرام ہے اور ڈاڑھی وغیرہ سے سفید بالوں کو اکھاڑنا مکروہ ہے اور ڈاڑھی چھوڑنی
اور مونچھ اور ناخن کتروانا اور بغل اور زیر ناف کے بال منڈانا سنت ہے مسئلہ مرد اور
عورت کو ایک حمام میں داخل ہونا درست ہے اگر پردہ ہو اور ازار پہنے ہوں مسئلہ نیک
کام میں حکم کرنا اور بُرے کاموں کو منع کرنا واجب ہے پس اگر مقدور رکھتا ہو تو ہاتھ سے منع
کرے اور ہاتھ سے نہ ہو سکے تو زبان سے اور اگر زبان سے نہ ہو سکے یا زبان سے
ہو سکتا ہے لیکن اثر نہیں کرتا ہے تو دل سے بُرا مانے اور صحبت اُن کی ترک کرے
اور اگر اس قدر بھی نہ کیا تو اُن کے وبال میں شریک ہوگا دنیا اور آخرت میں مسئلہ دوست
رکھنا خدا کے تابعداروں کو خدا کیواسطے اور بغض رکھنا خدا کے دشمنوں سے خدا کیواسطے فرض ہے
مسئلہ جب کسی نے احسان کیا پس احسان کرنے والے کا احسان ماننا اور اس کے

احسان کا بدلہ دینا مستحب ہے یا واجب اور احسان کا انکار کرنا اور ناشکری بڑی برا گناہ ہے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے بندے کا شکریہ کیا اس نے خدا کا شکریہ کیا **مسئلہ** علماء اور صلحا کی مجلس میں بیٹھنا بہتر ہے اگر میسر ہو اور اگر میسر نہ ہو تو گوشہ اختیار کرنا بہتر ہے **مسئلہ** پیغمبر علیہ السلام پر درود بھیجنا بڑی کثرت سے مستحب اور خدا کا ذکر اور پیغمبر کے درود سے مجلس خالی رہنی مکروہ ہے **مسئلہ** مردوں کو صورت بنانی عورتوں کی اور عورتوں کو صورت بنانی مردوں کی اور خواہ مرد ہوں خواہ عورت ان کو صورت بنانی کا فروں اور فاسقوں کی حرام ہے **مسئلہ** ماکول اللحم جانور کو بغیر حق کھانے کے قتل کرنا حرام ہے اور موذی جانور کو قتل کرنا درست ہے **مسئلہ** مسلمان کا حق مسلمان پر چھ چیزیں ہیں۔ بیمار کی عیادت جنازہ میں حاضر ہونا۔ دعوت قبول کرنا۔ سلام علیک کرنا۔ چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا لیکن جب الحمد للہ کہے تب روبرو اور پیٹھ پیچھے دونوں حال میں خیر خواہی کرنا **مسئلہ** چاہیے پیار ارکھے مسلمانوں کیواسطے جس چیز کو پیار ارکھتا اپنے نفس کیواسطے اور ناپسند رکھے ان کے حق میں جس چیز کو ناپسند رکھتا اپنے حق میں **مسئلہ** سلام کا جواب دینا واجب ہے **مسئلہ** جان تو کبائر تین طور پر ہیں۔ ایک تو کفر کرنا کہ وہ سب کبیروں سے بڑا ہے اور اسکے قریب ہے گناہ میں عقائد باطلہ جیسے کہ عقائد رافضی وغیرہ ہم کے دوسرا حقوق بندوں کا ہلاک کرنا یعنی ظلم کرنا مسلمانوں کے مال پر اور خون کرنا اور بے عزت کرنا حق تعالیٰ حقوق اپنے بخشے گا اور حقوق بندوں کے نہ بخشے گا۔ امام بغوی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن عرش کی جانب سے پکارنے والا پکارے گا کہ اے امت محمدؐ کی حق تعالیٰ نے تمہارے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دیا تم بھی سب آپس میں حقوق ایک دوسرے کے بخشو اور بہشت میں داخل ہو حافظ نے فرمایا بیت۔

مباش در پے آزار ہر چہ خواہی کن کہ در شریعت ما غیر ازین گناہے نیست یعنی کوئی گناہ

برابر اس گناہ کے نہیں تیسرا قصور کرنا خاص خدا کے حقوق میں یعنی اسکی بندگی بجا نہ لانی۔ پس جتنے کبائر حدیثوں میں آئے ہیں اون کو ایک ایک کرکے میں شمار کرتا ہوں شرک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا کسی کو ناحق مار ڈالنا۔ جھوٹ قسم کھانا جھوٹی گواہی دینا اور خاوند والی عورت کو زنا کی تہمت کرنا اور یتیم کا مال کھانا اور سود کھانا اور دو چند کافروں کی لڑائی سے بھاگنا اور جادو کرنا اولاد کو قتل کرنا۔ جسطرح کفار لڑکیوں کو قتل کرتے تے اور زنا خصوصاً ہمسایہ کی عورت سے حدیث میں آیا ہے۔ کہ دس عورت کے ساتھ زنا کرنا کمتر ہے یعنے گناہ اس کا بہت کم ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ زنا کرے ہمسایہ کی عورت کے ساتھ اور چوری کرنا اور راہ لوٹنا کہ یہ لڑائی کرنی ہے۔ خدا اور رسولؐ کے ساتھ اور امام عادل سے بغاوت کرنا اور حدیث میں آیا ہے کہ بڑا گناہ کبیرہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دیوے عرض کیا صحابہؓ نے کہ ماں باپ کو کوئی کیونکر گالی دیگا فرمایا کہ جب دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے گا تو وہ اوس کے ماں باپ کو گالی دیگا۔

مسئلہ فاسق کی تعریف حرام ہے حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ اوس پر غضبناک ہوتا ہے اور عرش اس کے سبب سے کانپتا ہے مسئلہ اگر کسی نے کسی پر لعنت کی پس جسپر لعنت کی اگر وہ لائق لعنت کے نہیں ہے تو وہ لعنت اس لعنت کرنے والے پر پھر آتی ہے ف حدیث میں آیا ہے کہ منافق کی علامتیں چار ہیں۔ جھوٹ بولنا اور وعدہ خلاف کرنا اور امانت میں خیانت کرنا اور قول دیکر پھر دغا کرنا اور جھگڑے کے وقت گالی دینا

مسئلہ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شریک مت کر خدا کے ساتھ اگرچہ قتل کیا جاوے تو اور جلایا جاوے تو نافرمانی ماں باپ کی مت کر اگرچہ حکم کریں تجھکو کہ چھوڑ دے اپنی جورو اور مال اور اولاد کو مسئلہ خاوند کا حق عورت پر اسقدر ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر خدا کے سوا اور کے واسطے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورت کو میں حکم کرتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ اگر شوہر عورت کو حکم کرے کہ زرد پہاڑ کے پتھر اوٹھا کر سیاہ پہاڑ میں

اور سیاہ پتھر کے پتھر سفید پہاڑ میں پہونچا۔ پس عورت کو چاہیئے کہ اسی طرح کرے
مسئلہ حدیث میں آیا ہے کہ تم میں سب سے وہ آدمی بہتر ہے کہ اپنی بی بی کے
ساتھ خوب ہووے اور میں اپنی بیبیوں کے حق میں خوب ہوں اور عورت بائیں پسلی سے
پیدا کی گئی راست ہونا ممکن نہیں پس انکی کجی پر صبر کرنا۔ چاہیئے اور نکی چاہیے کرنی
کہ عورت کو دشمن نہ نبارکے اگر راضی نہ ہو تو طلاق دیوے مسئلہ گناہ صغیرہ کو سہل جان کر
ہمیشہ کرنے سے گناہ کبیرہ ہوتا ہے اور جو قطعی صغیرہ گناہ ہے اوسکو حلال جاننا کفر ہے بخاری
نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا انس نے کہ بہت کاموں کو تم سب
کرتے ہو اور اون کو بال سے باریک اور سہل زیادہ جانتے ہو اور ہم سب اُن کاموں
کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں ہلاک کرنیوالی چیزوں میں سے جانتے تھے
ف شرع میں باتیں بہت ہیں بڑی بڑی کتابیں اُن باتوں سے پُر ہیں کفایت کے قدر ان
ورقوں میں لکھی گئیں زیادہ اس سے اگر حاجت پڑے تو عالموں کی طرف رجوع کرنا ہوسکتا ہے

کتاب الاحسان والتقرب

جان تو نیک بخت کرے تجھکو اللہ تعالی یہ سارے مسائل جو ند کور ہووے ایمان اور
اسلام اور شریعت کی صورتیں ہیں یعنی شرع کے ظاہری احکام ہیں اور شریعت کی
حقیقت اور مغز اور درویشوں کی خدمتوں میں تلاش کرنی چاہیئے اور یوں نہ کہنا چاہیئے
کہ حقیقت شریعت سے خلاف ہے یہ بات جاہلوں کی ہے اور اس طور پر کہنا کفر ہے
بلکہ یہی شریعت ہے اولیاء اللہ کی خدمتوں میں اور رنگ پیدا کرتی ہے یعنی دل
جب علاقہ جسمی اور علاقہ علمی اور اللہ کے سوا جتنے علاقہ ہیں سب سے پاک ہوجاتا
ہے اور نفس کی بُرائیاں دور ہوکر نفس مطمئنہ ہوجاتا ہے اور خدا کی بندگی میں خلوص
پیدا ہوجاتا ہے پس یہی شریعت اسکے حق میں مغز ہوجاتی ہے اور اسکی نماز خدا کے نزدیک

اور علاقہ بہم پہونچاتی ہے یعنی دو رکعت اوسکی اوروں کی لاکھ رکعت سے بہتر ہوتی ہے
اور یہی حال اوسکے صوم و صدقہ وغیرہ کا بھی ہوتا ہے رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم
سب اُحد کے پہاڑ کے مانند سونا خدا کی راہ میں خرچ کروگے ایک سیر یا آدہ سیر جو کے
برابر نہ ہوگا جو صحابہ نے خدا کی راہ میں دئے ہیں یہ مرتبے اُن کے قوت ایمان اور
اخلاص کے سبب سے تھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطنی نور کو درویشوں کے
سینہ سے چاہئے ڈھونڈہنا اور اسی نور سے اپنے سینہ کو چاہئے روشن کرنا ہر نیک و
بد صحیح فراست سے دریافت ہو جائے قرآن شریف میں ولی متقی کو فرمایا اور حدیث میں
فرمایا کہ علامت اولیاء اللہ کی وہ ہے کہ اُن کی صحبت سے خدا یاد آوے یعنی اون کی
صحبت سے محبت دنیا کی کم ہو جاوے اور محبت خدا کی زیادہ ہووے لیکن جو آدمی متقی
نہیں ہوتا ہے وہ ولی نہیں ہوتا ہے مولانا روم علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے بیت

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ✦ پس ہر دستی نباید داد دست رباعی

با ہر کہ نشستی ونشد جمع دلت ✦ وز تو نہ رمید صحبت آب گلت ✦ زنہار ز صحبتش گریزاں می باش
ورنہ نکند روح عزیزاں بحلت قل الحمد للہ وسلم علی عبادہ الذین اصطفیٰ

ترجمہ باب کلمات الکفر فتاوائے برہانی سے

کلمات کفر اور بدعت کے بیان میں دستور القضاۃ میں خلاصہ سے نقل کیا کہ ایک مسئلے
میں اگر کئی وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ کفر نہ ہو تو فتوی کفر پر نہ چاہئے دنیا شیخین رح کو
یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا کہنے سے کافر ہوتا ہے اور علی کرم اللہ وجہ کو
ان دونوں پر فضیلت دینے سے کافر نہ ہوگا۔ بدعتی کہلاویگا خدا کے دیدار سے انکار
کرنے سے کافر ہوتا ہے اور یوں کہنا کہ خدا کا جسم ہے اور ہاتھ پاؤں ہیں یہ کفر ہے اگر
کفر کے کلمے اپنے اختیار سے کہیگا اور نہیں جانتا ہے کہ یہ کفر کا کلمہ ہے کافر ہوگا نزدیک
اکثر علماء کے اور نہ جاننے کا عذر قبول نہ ہوگا اگر کلمہ کفر کا بدون قصد کے زبان سے نکل جاوے

تو کافر نہ ہوگا اگر ارادہ کیا کافر ہونے کا ایک مدت دراز کے بعد بس بالفعل کافر ہو جائے گا اگر قطعی
حرام کو حلال یا قطعی حلال کو حرام کہے گا یا فرض کو فرض نہ جانے گا تو کافر ہوگا اگر گوشت
مردار کا بیچتا ہے اور کہے کہ یہ گوشت مردار کا نہیں حلال گوشت ہے تو کافر نہ ہوگا مگر کاذب
ہوگا۔ اگر ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا ہے اگر وہ کہے کہ نہیں تو
کافر ہوگا۔ لیکن محمد بن فضل کے نزدیک یہ ہے کہ قطعی گناہ میں اس طور پر انکار کرے گا
تو کافر ہوگا۔ نہیں تو نہیں۔ اگر کہے کہ وہ شخص اگر خدا ہوگا تو بھی میں اپنا حق اس سے
لوں گا کافر ہوگا اگر کہے کہ خدا تیرے مقابلہ میں کفایت نہیں کرتا ہے میں تیرے ساتھ کیونکر
کفایت کر سکوں گا تو کافر ہوگا اگر یوں کہے کہ آسمان پر میرا خدا ہے اور زمین پر تو ہے
کافر ہوگا۔ اگر کسی کا لڑکا مر جائے اور وہ کہے کہ خدا اسکا محتاج تھا تو کافر ہوگا۔ اور اگر
دوسرا کوئی کہے کہ خدا نے تجھ پر ظلم کیا پس یہ شخص کافر ہوگا اگر کوئی کسی پر ظلم کرے اور مظلوم
کہے کہ اے خدا تو اسے مت قبول کر اگر تو قبول کرے تو میں نہ قبول کروں گا تو کافر ہوگا اگر کوئی
کہے کہ میں عذاب اور ثواب سے بیزار ہوں کافر ہوگا اگر کوئی بدون گواہ کے نکاح کرے اور
کہے کہ خدا اور رسول کو گواہ کیا میں نے یا کہے کہ فرشتوں کو گواہ کیا میں نے کافر ہوگا اور
مجمع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر کہے داہنے بائیں فرشتوں کو گواہ کیا میں نے تو کافر نہ ہوگا
اور اگر کسی جانور نے آواز کی پس کہا کہ مریض مریگا یا کہا کہ غلہ مہنگا ہوگا یا کسی جانور نے آواز کی
پس سفر سے پھرا یعنی گھر سے نکلا تھا سفر کے قصد سے جانا موقوف کیا اس شخص کے
کفر میں اختلاف ہے اگر کہے خدا جانتا ہے کہ میں ہمیشہ تجھکو یاد کرتا ہوں اس میں بعضے
نے کہا کہ کافر ہوگا اگر کہے گا خدا جانتا ہے کہ تیری خوشی اور غمی میں ایسا ہوں کہ جس
طرح اپنی خوشی اور غمی میں ہوں اس صورت میں بھی بعض نے کہا کہ کافر ہوگا اور بعض
نے کہا کہ اگر آدمی کی نیکی اور بدی میں اپنی جان اور مال سے اسی طرح حاضر رہتا ہے
کہ جس طرح اپنی نیکی اور بدی میں مستعد رہتا ہے تو کافر نہ ہوگا اگر کہے کہ قسم خدا اور تیرے پاؤں کی کافر ہوگا

اگر کہے کہ روزی خدا کی طرف سے ہے لیکن بندے سے ڈھونڈھ لینا چاہیے تو کافر ہوگا۔
اگر کہے کہ فلانا اگر نبی ہوگا اوس پر ایمان نہیں لاؤں گا یا کہے اگر خدا مجھکو نماز کا حکم کرے گا
میں تو بھی نماز نہ پڑھوں گا کافر ہوگا یا کہے کہ اگر قبلہ اس طرف ہوگا تو نماز نہ پڑھونگا کافر ہوگا۔
اگر کسی پیغمبر کی اہانت کی تو کافر ہوگا اگر کوئی کہے کہ آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے دوسرا کوئی
کہے پس ہم سارے جلاہے ہیں کافر ہوگا اگر کوئی کہے کہ آدم علیہ السلام اگر گیہوں نہ کھاتے تو
ہم سب بدبخت نہ ہوتے کافر ہوگا اگر کسی نے کہا پیغمبر علیہ السلام ایسا کرتے تھے دوسرا کہے
کہ یہ بے ادبی ہے کافر ہوگا اگر کسی نے کہا کہ ناخن تراشنا سنت ہے دوسرا کہے اگرچہ سنت ہے
مگر میں نہ تراشوں گا کافر ہوگا اور اگر کہے کہ سنت کیا کام آویگی کافر ہوگا اگر کوئی امر معروف
کرتا ہے دوسرا اوس کے قول رد کرنیکے واسطے کہے کہ یہ کیا شور و غل مچایا کافر ہوگا فتاوی
سراجی میں لکھا ہے کہ قرض مانگنے والا اگر کہے کہ وہ اگر جہان کا خدا ہے تو بھی اس سے میں
اپنا قرض لے لونگا کافر ہوگا اور اگر یوں کہے کہ وہ اگر پیغمبر ہے تو بھی لے لونگا کافر ہوگا اگر
کسی نے کہا کہ حکم خدا کا اسیطرح ہے دوسرا کہے کہ میں خدا کے حکم کو کیا جانتا ہوں کافر
ہوگا۔ اگر کوئی شخص فتوی دیکھکر کہے کہ یہ کیا ایک بازنامہ تو فتوی کا لایا اگر شریعت کو سبک
جانکر کہا تو کافر ہوگا۔ اگر کسی نے کہا کہ حکم شرع کا ایسا ہے دوسرے نے اس کو رد کیا اور کہا
کہ تو دیکھتا رہ شریعت کو کافر ہوگا۔ اگر کسی نے کہا کہ فلانے آدمی کیساتھ صلح کر اس نے کہا کہ
بت کو سجدہ کروں گا لیکن اوس سے صلح نہ کرونگا کافر نہ ہوگا کیونکہ منظور اس کا یہ ہے
کہ ایک بت کو سجدہ کرنے سے بھی زیادہ بد ہے اسکے ساتھ صلح کرنی اگر کوئی شخص فاسق
مفتیوں سے کہے کہ آؤ مسلمانی کی سیر کرو اور اشارہ کرے فساق کی مجلس کی طرف تو
کافر ہوگا اگر کسی شراب خوار نے کہا کہ خوش رہے وہ آدمی کہ خوش رہتا ہے ہماری خوشی
سے ابوبکر مظفر خان نے کہا کہ وہ کافر ہوا اگر کوئی عورت کہے کہ لعنت ہے دانشمند شوہر پر
کافر ہوگی اگر کسی نے کہا کہ جب تک مجکو حرام سے حلال کے گرد کیوں لپیٹوں میں

کافر ہوگا اگر کوئی بیماری کی حالت میں کہے کہ اگر چاہے تو کہ مجھکو مسلمان مار چاہے تو کافر مار
کافر ہوگا ۔ فتاوائے سراجی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا روزی مجھپر کشادہ کیا کہا کہ مجھپر
ظلم مت کر ابو نصرؒ نے توقف کیا اسکے کفر میں ظاہر وہ ہے کہ کافر ہوگا کسواسطے کہ خدا پر ظلم
کا اعتقاد کرنا کفر ہے ایک نے اذان کہی اگر دوسرا کہے کہ تو نے جھوٹ کہا کافر ہوگا اگر پیغمبر صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کا عیب کریگا اور موئے مبارک کو حقارت سے مویک کہیگا تو کافر ہوگا اگر کوئی
ظالم بادشاہ کو عادل کہے امام ابو منصور ماتریدیؒ نے کہا کہ کافر ہوگا اور امام ابو القاسمؒ نے
کہا کہ کافر نہ ہوگا ۔ اس لئے کہ البتہ کبھی اس نے عدل کیا ہوگا ۔ حمایہ اور سراجی میں لکھا ہے
کہ اگر کوئی اعتقاد کرے کہ خراج وغیرہ جو بادشاہ کے خزانے ہیں یہ سب بادشاہ کے ملک
ہیں تو کافر ہوگا ۔ اور سراجی میں لکھا ہے اگر کوئی کہے کہ تو علم غیب رکھتا ہے وہ کہے کہ ہاں
تو کافر ہوگا اگر کوئی کہے کہ اگر خدا بغیر تیرے مجھکو بہشت میں لیجاوے تو مجھے بہشت منظور
نہیں اسکے کفر میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ کافر ہوگا اگر کسی نے کہا کہ میں مسلمان ہوں
دوسرا کہے کہ تجھپر اور تیری مسلمانی پر لعنت کافر ہوگا اور جامع الفتاوی میں لکھا ہے کہ اظہر
وہ ہے کہ کافر نہ ہوگا ۔ سراجی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر فرشتے اور پیغمبر سب گواہی
دیویں کہ تیرے پاس چاندی نہیں ہے تو بھی یقین نہ کرونگا اگر ایک شخص نے دوسرے سے
کہا کہ اے کافر اور وہ کہے اگر میں ایسا نہ ہوتا تو تیرے ساتھ خلا ملا نہ رکھتا ۔ بعض نے کہا کہ
کافر ہوگا اور بعض نے کہا نہ ہوگا ۔ اگر کہے کہ کافر ہونا بہتر ہے تیرے ساتھ رہنے سے کافر
نہ ہوگا کسواسطے کہ مراد اس کی کیا ہے دور رہنا اس سے اگر کوئی شخص کسی سے کہے نماز پڑھ
وہ کہے کہ اتنی مدت تو نے نماز پڑھ کے کیا حاصل کیا یوں کہے کہ اتنی مدت نماز پڑھ کے
کیا حاصل کیا میں نے کافر ہوگا ۔ اگر کوئی کسی سے کہے کیا کافر ہوگیا تو وہ جواب دے کہ
تو اپنے نزدیک ہمکو کافر جان لیکر کافر ہوگا اگر کہے میرے تئیں اپنی عورت خدا سے زیادہ
پیاری ہے کافر ہوگا لازم ہے کہ توبہ کرے پھر اس عورت سے نکاح پڑھا لیوے اگر کوئی کافر کسی مسلمان

کہے کہ مجھکو مسلمانی بتلا تاکہ تیرے نزدیک میں مسلمان ہو جاؤں اگر مسلمان کہے توقف کر
جب تلک فلانا عالم یا فلانے قاضی کے پاس جاوے تو کہ وہ مجھکو بتلا دینگے ۔ پس
اسوقت تو ان کے نزدیک مسلمان ہونا اس کے کفر میں اختلاف ہے صحیح وہ ہے
کہ کافر نہ ہوگا اور اگر کوئی واعظ کہے توقف کر کہ فلانے دن وعظ کی مجلس میں تو مسلمان ہونا
اسصورت میں فتویٰ یہ ہے کہ واعظ کافر ہوگا اگر کہے مجھکو خدائے تعالیٰ نماز روزے سے
جلدی اٹھادے کافر ہوگا اگر کہے کہ کتنے دن نماز مت پڑھ تا حلاوت نمازی کی تو دیکھے
کافر ہوگا اگر کہے کہ کام عقلمندوں کا بھی وہی ہے اور کام کافروں کا بھی وہی ہے یعنی دونوں کا
کام ایک ہے تو کافر ہوگا اور اگر اوس کام کا اشارہ کسی عالم معین کیطرف کریگا تو کافر ہوگا دعا مانگنے
میں یوں کہنا کہ اے اللہ اپنی رحمت مجھ سے دریغ مت رکھ یہ لفظ الفاظ کفر میں سے ہے
اگر کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ تو مرتد ہوجا اس صورت میں اپنے شوہر سے جدا ہو جائے
گی کہنے والا کافر ہوگا کفر پر راضی ہونا خواہ اپنے لئے خواہ غیر کے لئے کفر ہے صحیح وہ ہے
کہ اگر کفر کو برا جانتا ہے لیکن چاہتا ہے کہ دشمن کافر ہو جاوے اس چاہنے پر چاہنے والا
کافر نہ ہوگا اگر کوئی شخص شراب پینے کی مجلس میں بلند جگہ پر واعظوں کے مانند بیٹھکر ہنسی
کی باتیں کرے اور سارے اہل مجلس ان باتوں سے ہنسیں اور خوش ہوویں تو وہ
سب کافر ہوویں گے اگر کوئی شخص آرزو کرے اور کہے کہ اگر زنا یا ظلم یا قتل ناحق
حلال ہوتا تو کیا خوب ہوتا کافر ہوگا اگر کوئی آرزو کرے اور کہے کہ شراب حلال ہوتی یا روزہ
مہینے رمضان کا فرض نہوتا تو کیا خوب ہوتا کافر نہ ہوگا اگر کوئی کہے کہ خدا جانتا ہے کہ
کلام میں نے نہیں کیا اور حال یہ ہے کہ اس نے کیا ہے پس اس کے کفر میں دو قول
ہیں صحیح یہ ہے کہ کافر نہ ہوگا اور امام سرخسیؒ سے منقول ہے کہ اگر قسم کہانیوالا اعتقاد رکھتا
ہے کہ اس کلام میں جھوٹ بولنا کفر ہے اس صورت میں وہ کافر ہوگا اور اگر اعتقاد نہیں
رکھتا ہے تو نہ ہوگا حسام الدینؒ کا فتویٰ امام سرخسیؒ کے قول پر ہے امام طحاویؒ نے کہا کہ

مومن ایمان سے خارج نہ ہوگا مگر جب انکار کریگا اس چیز کا کہ جسپر ایمان لانا واجب ہے امام
ناصر الدین نے کہا کہ جس چیز کے اختیار کرنے سے یقیناً مرتد ہو جاتا ہے اس چیز کے ظاہر ہونے
سے حکم ردت کا کیا جائیگا اور جس چیز کے اختیار کرنے سے مرتد ہونے میں شک ہووے
اوس امر کے ظاہر ہونے سے مرتد کا حکم نہ چاہیے کرنا کیونکہ امر یقینی زائل نہیں ہوتا ہے شک کے
سبب سے اور حال یہ ہے کہ اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا ہے مسلمان کو کافر کہنے
کا فتوی جلدی نہ چاہیے دینا کیونکہ کفار کے اکراہ سے جس نے کلمہ کفر کا کہا علمائے اسپر
بھی حکم کفر کا نہیں فرمایا بلکہ فرماتے ہیں کہ ایمان اوسکا قائم ہے تاتارخانی میں ینابیع سے نقل
کیا ہے کہ ابو حنیفہؒ نے کہا کہ جب تک کفر پر اعتقاد نہ کرے گا کافر نہ ہوگا اور ذخیرہ میں لکھا ہے
کہ مسلمان کافر نہیں ہوتا مگر جسوقت کفر کا قصد کریگا کافر ہوگا مضمرات میں نصاب الاحتساب اور
جامع اصغر سے نقل کیا کہ اگر کسی نے کلمہ کفر کا قصداً کہا لیکن اعتقاد کفر پر نہیں رکھتا ہے
علمانے کہا کہ کافر نہ ہوگا کیونکہ کفر اعتقاد سے علاقہ رکھتا ہے اور اسکو کفر پر اعتقاد نہیں ہے
اور بعضے نے کہا کہ کافر ہوگا اگر کوئی جاہل کفر کا کلمہ کہے اور جانتا نہیں کہ یہ کلمہ کفر کا ہے
بعض علمانے کہا کہ کافر نہ ہوگا۔ نجاننے کے سبب سے اور بعضے نے کہا کہ کافر ہوگا
جہل عذر نہیں۔ ملتقی سے روایت ہے کہ جورو خاوندوں میں سے ایک مرتد ہونے
کے ساتھ فی الحال نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ قاضی کے حکم پر موقوف رہتا نہیں اگر کسی نے
آتش پرستوں کے مانند ٹوپی پہنی یا ہندوؤں کے مانند لباس پہنا۔ بعضے علمانے کہا
کافر ہوگا اور بعضے نے کہا کہ نہ ہوگا اور بعضے متاخرین نے کہا کہ ضرورت کے سبب پہنے گا
تو کافر نہ ہوگا اگر زنار باندھا اس صورت میں قاضی ابو حفصؒ کہتے ہیں اگر کفار کے ہاتھ سے
خلاصی پانے کیلئے باندھا ہوگا تو کافر نہ ہوگا اور تجارت کے فائدے کے واسطے
باندھا ہوگا تو کافر ہوگا۔ جب مجوس نوروز کے دن جمع ہویں یا ہنود دیوالی اور ہولی
کے دن خوشی کریں اسوقت اگر کوئی مسلمان کہے کہ ان لوگوں نے کیا اچھی سیرت

رکھی ہے کافر ہوگا۔ مجمع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر کوئی مرد گناہ کرے خواہ صغیرہ ہو خواہ کبیرہ پس دوسرا شخص کہے کہ توبہ کر اور وہ کہے کہ کیا میں نے کیا ہے جو توبہ کروں گا کافر ہوگا اگر حرام مال سے صدقہ کیا اور ثواب کی امید رکھی تو کافر ہوگا صدقہ لینے والا اگر جانتا ہے کہ صدقہ حرام مال کا ہے باوجود جاننے کہ اگر دعا کرے اور صدقہ دینے والا آمین کہے تو دونوں کافر ہونگے کوئی فاسق شراب پی رہا تھا اس حالت میں اسکے اقربا آئے اور درہم اسپر تصدق کئے یا سب نے اس کو مبارکباد دی ان دونوں صورت میں وہ سب کافر ہو گئے اپنی عورت سے طواطب حلال سمجھنے سے کافر نہ ہوگا اجنبی عورت کے ساتھ حلال جاننا بدعت ہے جبروانی میں لکھا ہے کہ ایک مرد اگر بلند جگہ پر بیٹھ جاوے اور لوگ ٹھٹھے کی راہ سے اوس سے مسائل پوچھیں اور وہ بطریق ٹھٹھے کے جواب دیوے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ دینی علوم کے ساتھ ہنسی کرنا کفر ہے ہنسی کرنے والا جا ہے بلندی پر بیٹھے جاہے پستی میں اگر کہے کہ مجکو علم کی مجلس سے کیا کام یا کہے کہ جن باتوں کو علما کہتے ہیں انکو کون کر سکتا ہے یا کہے کہ میں عالموں کے حیلہ کا منکر ہوں کافر ہوگا اگر کہے زر چاہیئے علم کیا کام آوے گا۔ کافر ہوگا۔ اگر کہے کہ ان علموں کو کون سیکھے یہ تو کہانیاں ہیں یا یوں کہے کہ یہ تو مکر و فریب ہیں۔ کافر ہوگا اگر ایک شخص کہے کہ چل شرع کی طرف دوسرا کہے پیادہ سے آ کافر ہوگا اور اگر کہے چل قاضی کے پاس وہ کہے پیادہ سے آ کافر نہ ہوگا اگر کوئی کسی سے کہے کہ نماز جماعت کیساتھ پڑھ وہ کہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تنہا کافر ہوگا فـ کیونکہ آیت قرآن کی ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ تنہیٰ کے معنی منع کے ہیں اس نے ہنسی سے اکیلے کے معنی مراد لیا اور ہنسی کرنی قرآن کی آیت کے ساتھ کفر ہے اگر کوئی قرآن کی آیت پیالہ میں رکھکر پیالہ کو پر کرے کہے گا سَادِیَا قَا کافر ہوگا دیگ میں جو کچھ باقی رہ جائے اوس پر اگر کہے وَالْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ کافر ہوگا اگر کوئی مرد بسم اللہ کہکر شراب پیوے یا زنا کرے تو کافر ہوگا اگر بسم اللہ

لیکر حرام کھاوے اس صورت میں بھی کافر ہوگا اگر رمضان آوے اور کہے کہ کیا رنج سر پر آیا
کافر ہوگا۔ اگر کوئی کسی سے کہے کہ چل فلانے کو امر بالمعروف کریں پس اگر جواب دیوے
کہ اوس نے میرا کیا کیا ہے کہ میں اس کو امر بالمعروف کروں گا کافر ہوگا کوئی مرد اگر قرضدار
سے کہے میرا زر دنیا میں دے کیونکہ آخرت میں زر نہ ہوگا اگر وہ جواب دیوے کہ دس
اشرفی اور دے آخرت میں مجھ سے لیناوہیں دونگا کافر ہوگا بادشاہ کو اگر سجدہ عبادت
کا کرے گا بالاتفاق کافر ہوگا اور اگر جسطرح سلام تحیہ کا کرتے ہیں اسیطرح اگر سجدہ تحیہ
کا کرے گا تو علماء کو اسمیں اختلاف ہے۔ ظہیریہ میں لکھا ہے کہ کافر نہ ہوگا ہدایہ کی شرح
فوائد الدرایہ میں لکھا ہے کہ سجدہ کرنا نہیں جائز ہے بالاجماع لیکن خدمت کرنی دوسری وضع
سے مثلاً کھڑا رہنا بادشاہ کے روبرو یا ہاتھ چومنا یا پیٹھ جھکانا جائز ہے جو کوئی بتوں کے نام
پر یا کسی جگہ پر یا دریا یا اور گھر اور چشمہ وغیرہ پر ذبح کرائیگا پس وہ ذبح کرنیوالا مشرک ہوگا
اور اسکی عورت اس کے نکاح سے نکل جائیگی اور وہ جانور ذبح کیا ہوا مردار ہوگا دستور القضاۃ
میں امام زاہدؒ نے ابو بکرؒ سے نقل کیا کہ جو شخص کافروں کی عید کے دن چنانچہ مجوس کے
نوروز میں اور اسیطرح ہندوں کی ہولی اور دوالی اور دسہرے میں جاوے اور کافروں کے
ساتھ بازی میں شریک ہووے تو کافر ہوگا۔ اُس کا ایمان قبول نہیں اور اُس کی توبہ قبول
ہوتی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے صحیح قول وہ ہے کہ قبول ہوتی ہے شرح مقاصد میں
لکھا ہے کہ جو شخص انکار کرتا ہے عالم کے حدوث کا یا انکار کرتا ہے حشر جسموں کے ساتھ
ہونے کا یا کہتا ہے کہ حق تعالیٰ کو علم جزیات کا نہیں اور ان کے مانند جو ضروریات دین
کے ہیں ان میں انکار کرتا ہے پس وہ شخص کافر ہے بالاتفاق جنکے عقیدے سنت اور
جماعت کے برخلاف ہیں مثل روافض اور خوارج اور معتزلہ اور غیران کے جو فرقے باطلہ
ہیں کہ دعویٰ اسلام کا کرتے ہیں اُن کے کفر میں اختلاف ہے ملتقی میں ابو حنیفہؒ سے
روایت ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا ہوں میں اور ابو اسحاقؒ اسفرائنی نے کہا

کہ جو کوئی اہل سنت کو کافر جانتا ہے میں بھی اسکو کافر جانتا ہوں اور جو کوئی کافر نہیں جانتا ہے میں بھی اسکو کافر نہیں جانتا ہوں علامہ علم الہدیٰ نے بحر المحیط میں کہا کہ جو ملعون پیغمبر علیہ السلام کو گالی دیوے یا اہانت کرے یا ان کے دین کے امور میں سے کسی امر میں یا اُن کی صورت مبارک میں یا اُن کے اوصاف میں سے کسی وصف میں عیب کرے اگرچہ دل لگی کی راہ سے ہو خواہ وہ آدمی مسلمان ہو خواہ ذمی خواہ حربی وہ کافر ہے اُس کو قتل کرنا واجب ہے توبہ اس کی قبول نہیں۔ اجماع امت اس بات پر ہے کہ نبیوں سے چاہے کوئی نبی ہو اُن کی جناب میں بے ادبی کرنا اوران کو بے حقیقت جاننا کفر ہے بے ادبی کرنے والا کافر ہو گا حلال جان کے بے ادبی کی یا حرام جان کے روافض جو کہتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ وآلہ وسلم نے دشمنوں کے خوف سے خدا کے بعض احکام کو نہیں پہونچایا یہ کفر ہے فقط

تمت

نقشہ سایہ اصلی

اس جدول میں احوال مقدار ہر ماہ کے سایہ اصلی کا اور اوقات نماز کا اور مقدار شفق اور صبح صادق کا لکھا گیا ہے اول اسکے اصطلاحات معلوم کرنا چاہئے وہ یہ ہیں قدم ساٹھ دقیقہ کا ہوتا ہے اور ایک دقیقہ ساٹھ آن کا اور آن کا مقدار یہ ہے کہ اس میں گیارہ بار لفظ اللہ کا کہہ سکیں اور ایک گھڑی پل کی ہوتی ہے اور ایک پل ساٹھ ریزہ کا اور ایک ریزہ ساٹھ ذرہ کا اور ریزہ بقدر دو حرف کہنے کے ہوتا ہے جیسے کہیں آن اور ذرہ اسقدر ہوتا ہے کہ اسمیں ایک حرف بھی کہہ نہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ پل وہ ہے کہ جسمیں اٹھارہ بار لفظ اللہ کا کہہ سکیں یہ جدول مرزا خیر اللہ منجم نے

کسف الحاجۃ — نقشہ سایۂ اصلی

حسب افق دار الخلافہ دہلی لکھی ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے پسند کی ہے

اسمائے ماہ ہندی	ایام	[illegible]	[illegible]		[illegible]		[illegible]		[illegible]		[illegible]		[illegible]		گھڑیاں اس کی	
ماہ	ایام	بروج	گھڑی	پل	قدم	دقیقہ	گھڑی	پل	قدم	دقیقہ	گھڑی	پل	قدم	دقیقہ	گھڑی	پل
چیت	۳۱	حمل	۳	۲۶	۳	۴۹	۱۵	×	۱۰	۴۹	۱۷	۲۳	۱۷	۴۹	۴	۹
بیساکھ	۳۱	ثور	۳	۳۶	۲	۱۰	۱۶	۴	۹	۱	۷	۹	۱۶	۱۰	۴	۴۹
جیٹھ	۳۲	جوزا	۳	۵۱	۱	۱۳	۱۷	۵۶	۸	۲	۸	۲	۱۵	۲	۴	۵۷
اساڑھ	۳۱	سرطان	۴		×	۳۸	۱۷	۱۷	۸	۳۸	۸	۳۸	۱۳	۳۸	۵	۱۱
ساون	۳۱	اسد	۳	۵۵	۱	۳	۱۶	۵۶	۸	۲	۸	۲	۱۵	۲	۴	۵۷
بھادوں	۳۱	سنبلہ	۳	۳۶	۲	۱۰	۱۶	۴	۹	۱	۷	۹	۱۶	۱۰	۴	۴۹
اسوج	۳۰	میزان	۳	۲۶	۳	۴۹	۱۵	×	۱۲	۴۹	۷	۲۳	۱۷	۴۹	۴	۹
کاتک	۳۰	عقرب	۳	۳۷	۵	۵۴	۱۳	۵۰	۱۲	۵۴	۵	۵۴	۱۹	۵۴	۳	۵۴
مگھر	۲۹	قوس	۳	۳۶	۸	۱	۱۳	۴	۱۵	۴۰	۵	۴۰	۲۲	۱	۳	۵۱
پوہ	۲۹	جدی	۳	۴۰	۹	۲	۱۲	۳	۱۷	۳۶	۵	۳۶	۲۳	۱	۳	۵۱
ماہ	۳۰	دلو	۳	۳۶	۵	۳	۱۳	۴	۱۵	۴	۵	۴۰	۲۲	۱	۳	۵۱
پھاگن	۳۰	حوت	۱۰	۳۷	۵	۵۴	۱۳	۴	۱۲	۵۴	۵	۵۴	۱۹	۵۴	۳	۵۴